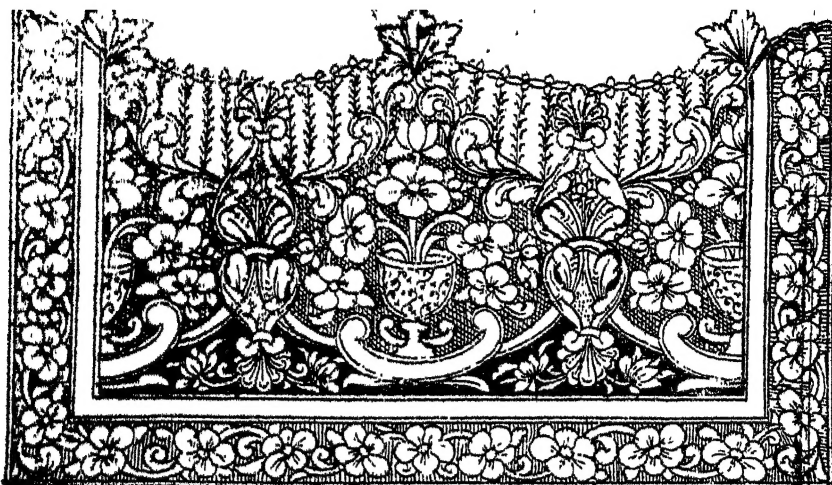


وَمِنْ بَيْنِكُمْ مَنْ عَلَى اللَّهِ حَصْمَةٌ

استقصى لطفاً من دشمنی اصل اصول شعری بدیع نظام ملک الکلام
سعدی الفصاحت منبع البلاغت اعنی دیوان نظامت عنوان الملقب

تصنيف عظيم عالم سرود و مرثیہ و نوحہ و اشعار علی شان خراسان فارس و قاصص مرقومین علم و دود
مرکز و اربعین سلطنت و وزارت جناب ملو و اوجاد و اعلیٰ شرف مقامه و سکنه فی الزکرا

مطبع دارالمصطفیٰ علی مصطفیٰ علی خان صاحب



بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p> کیا کیجیے علاجِ دلِ ناصبور کا مدتِ سوزِ غلغلہ ہے تمہارے ٹھور کا کس درجہ ہے مزاجِ ہوا پر حضور کا آرام دی مجھے کہ مسافر ہوں دور کا ہوا عترِ افِ عور کو اپنے قصور کا دعوے ہو بو علی کو بیان کیا شعور کا پتھرِ نظرِ پڑا کہ مین کوہِ طور کا ملتا نہیں دماغِ بختِ پر غرور کا جامہ ہی میرا رشکِ لباسِ سموں کا دریا ہر جسمِ ہرہرے سے ارادہ عہد کا </p>	<p> مشکل ہے انتظارِ تمہارے ٹھور کا پوشیدہ کیوں حجابِ بینِ عالمِ نور کا کب گوشِ دل سے عزمِ ہوا خواہ کی گئی دم بھر سرائی دہر میں اچرخِ کجِ روش زیبِ قصورِ خلد اگر ہو وہ رشکِ حور استادِ جبرئیل کا مین ہوں شمعِ نور محروم ہوں یہ جلوہ دیدارِ یار سے پروردگار کس سے کریمِ جنِ حالِ دل وحشتِ مین کو کس کے مقابلِ مینِ حق سروہرِ چشمہ کا نکلا آرا ہرہرہ تہذیبِ ان </p>
---	---

بخشا ہر کیا خدائی شرفِ بخت کو نام کو
پتھر بھی جو تراشے پتلا ہے نور کا

عاشق جو میلِ طبع ہے علمِ عروض پر
دیوانِ مین بھی جس رہا در و بھور کا

۱۷

۲۰

خزان کو ہاتھ سے گلشنِ مینِ خاتکے ہا
چھو ابدل گئی رحمت ہر میری روئی کو
بغیر میرے نہ آتا تھا چینِ یادِ م بھر
حسابِ فوجِ جاسو مجھے فراغت ہے
و فوِ عشقِ مین کیا جانیں جس کو کیا ہوتا
اب آئے ہیں وہ دل سوختہ کی پیش کو
چمن سے دہر کو مجھ نہ تو ان کی نصبت ہر
پس از فنا میری مٹی خراب ہو جاتی
کسی نے پھول بھی رکھو نہ لاکو تربت پر
تیر زمین یہ عجب زیرے بپا کرتا
چراغِ مہر کیا آہ سرد نے خاموش
نونا کے بعد قلق ہو نہ اضطراب نہ غم
جو میرے پنجہ وحشت سے چھوٹا دہشت
خلش مٹی یہ رخ صاف کی نظار ہو
حلا دما بہت غم نے بعد مرنے کے

بہار کی سی نشانِ بہار تک نہ رہا
کہ دل مین پر فلک کو غبار تک نہ رہا
وہی ہوں مین کہ مرا اعتبار تک نہ رہا
کیے وہ جسم کہ جنکا شمار تک نہ رہا
بھلا ہوا کہ شبِ انتظار تک نہ رہا
جلے کو ہو گئی مدتِ بخت تک نہ رہا
کو گلگون سے کہ گلشنِ مینِ خاتکے نہ رہا
بھلا ہوا ترے دل مین غبار تک نہ رہا
ہمارے بعد کوئی سوگوار تک نہ رہا
وہ اضطرابِ جگر کا مزار تک نہ رہا
بدن مین شیرِ فلک کو بخت تک نہ رہا
کوئی نشانِ تریا دگار تک نہ رہا
قبائے اطلس گردون مین تا تک نہ رہا
ہماری طبع مین خنمونِ خاتکے نہ رہا
کہ کوئی عضوِ سداستِ فشا تک نہ رہا

کیا وہ نالہ سوزان چٹے جو اس گل سے
ہم تو کیا سپہن وز گارتاک نہ

۳ مرے تونشہ الفت او تر گیا عاشق
۲۱ وہ کیا تر اب تھی جسکا خمار تک نہ

جنیش لب ہو دہن اونکا نایان ہو گیا
کس طرح ٹٹی غلش تیر نگاہ ناز کی
مثل دریا بہر لیا دامن و در مقصود سے
سیر یہ دکھائی ہو سوز درون نے یا کو
مدتین گذرین کہ ہم عشق بازی چوڑی
وہ دودل نکلا جو یاد کا کل دلدار میں
خنجر ناز ملیحان سے عجب لذت ملی
رونگٹون فو خار کی صورت ننو کی جسم
بوسے پر لہرائی جب ہنس کر ڈوبیا یا رن
ای پری تسخیر کرتا ہو مرا نقش حصیر
خلد میں تنہا پوچھ کر کس قدر صد اوٹھا
تہا جو مرقد میں تصور شعلہ خسار کا
ما تو انی سو بہت وحشت میں گہرا تہ دل
میر و اشکون سو ننو صحرائی اتنی بڑھ گئی
آہ پر تا شیر نے مجھ کو نہ رکھا قیام میں

نکشف باتون میں بھیر از پنهان ہو گیا
سینہ مجروح میں ل شکل پیکان ہو گیا
قطرہ اشک نہ امت آب نیسان ہو گیا
شب کو چونا کہ کیا سوز چراغان ہو گیا
اب تصور زلف کا خواب پریشان ہو گیا
آسمان موج ہوا سو سنبستان ہو گیا
چاک پہلو سینہ زخمی لنگہ ان ہو گیا
آب اشک چشم گریان آب باران ہو گیا
دل ہمارا عرق موج آب دندان ہو گیا
کنج عزلت میں ترا وحشی سلیمان ہو گیا
ہر گل جنت مجھے داغ عزیزان ہو گیا
استخوان تن ہر اک شمع فروزان ہو گیا
آراہن مجھ کو ہر تار گریبان ہو گیا
آگوارستان جہان تہا بنیستان ہو گیا
غش نگہبان ہو گیا و اقل نہ ان ہو گیا

<p>یوسف دل گر پڑا تھا اوہیں اندھون کی طرح بوسہ خال سید پر فوج کر ڈالا مجھے زلف جانان کی بکھر وحشت مری جاتی ہی سخت جانی ٹھوکرین کھلاوی تھی نیست ضعف میں بھی گردش قسمت کہیں جاتی</p>	<p>خشک قسمت مری چاہے نچھان ہو گیا ایک ہندو کو لیے قتل مسلمان ہو گیا تار کا کل سیرو فوجاگ گریبان ہو گیا مرکز میں سنگ سہ گور غریبان ہو گیا خشک ہو کر رہ روون کا خارِ امان ہو گیا</p>
--	--

۱۶

خانمان برباد عاشق کا پتا کیونکر ملے
 پھر تو پھر تے دشت میں گریبان ہو گیا

۴

<p>عاص کا رنگ پر کیسو پریشان ہو گیا پھولوں پھلنے لگی مسواک منہ میں پارکے امی پری وحشی کو تیری اس قدر پتھر لگائے ضبط آہ گرم سے پھکنے لگی سب استخوان راہ زن ہر رہ روون کو مری وحشت کا جب نقاب وٹھی قمر کا خاق کو دھوکا ہوا کس قریب پوچھیں شکستیں جاؤںات دہری توڑ کر جب موی سر چھلا بنا یا یار نے اونکی آرشیں ہی میری وہ سٹھو سامان قتل نیچے وحشت کو ہاتھوں سے قیامت آئیگی مروتی جی اوٹھو جو بھیگی لہجہ جھاڑی یار نے</p>	<p>لالہ زار روی رنگین سنبھستان ہو گیا ہر نفس شک نسیم باغ رضوان ہو گیا چار جانب کو حصار رنگ مفضلان ہو گیا ایک دم میں طائر دل مرغ بریان ہو گیا داغ سوزان دیدہ غول بیابان ہو گیا خال خط چہرے کا داغ مایہ تابان ہو گیا گھر تارا گنبد گور غریبان ہو گیا حلقہ انکشت تر دست سلیمان ہو گیا سر مرہ آنکھوں میں کمان شیر کاں ہو گیا چاک جسد صبح محشر کا گریبان ہو گیا زہر افعلی انوکھ میں آب حیوان ہو گیا</p>
---	--

<p>آنکھیں جھپکے کہ رخ نظرون ہو پناہ گز جو ہر شمشیر قاتل چشم گریان ہو گیا سنبھلتا نہ ملاحات نگرستان ہو گیا بخت سوز ناتوان بخت سلیمان ہو گیا</p>	<p>برق چکی خندہ دندان غاسے یار کے میں وہ بکس تھا کہ مثل شک پکی آبتخ تیری زلفون پر لگی ہستی و خوش چمن کی انکھ اوس پری کو کان تک پہنچی خبر خجہ زار کی</p>
--	---

<p>عاشق آخر گردن چشم سیمہ زبان لی میرا جسم زار پامال غم الاں ہو گیا</p>	<p>۵</p>
---	----------

<p>دل بنا آئینہ تن آئینے کا گھر بن گیا شعبہ دکھوں کا اعجاز پیم بن گیا جام ہونٹوں پر حبابِ حوض کوثر بن گیا سنگ طفلان کا ہمارے گرد سنگ بن گیا زہر غم قنیمت سے اپنی شیر مادر بن گیا آپ کے منہ کا پسینا آب گوہر بن گیا نقش پائے یار مجھ لاغر کا بستر بن گیا جسم لاغر طویلے چشم جوہر بن گیا دہن صحرانگہ دامان محشر بن گیا اشک تھا آنکھوں میں جب تک اس بند خامہ سیری باتہ میں زلف معنہ بن گیا بوی فقر آتی ہی اوسمیں جو تو نگر بن گیا</p>	<p>میں صفا سوز و فراق ایوان دلبر بن گیا حسن و زلف و زون و زہر رتبہ بڑھایا یار کا مستی حب علی میں میں نے جب پانی پیا اب بتوں کو تیر مژگان ہو نہیں جھٹک سکتا بچنے سے پرورش آغوش آفت میں ہوئی خوئی حیاتِ وصل میں پونچھو کی بچنے نہاں کیون نہ راحت سے سب ہو کوئی دلدار میں شعلہ شمشیر قاتل نے جلایا اس طرح خون پاخانہ مغیلاں کا گریبان گیر ہو مجھ کو حیرت ہے عجب دریا اس کو زمین بند اشتیاق کا کلشکین میں جب لکھ غزل نکلت گل موم کی چولون میں ہو ممکن نہیں</p>
--	--

بیوفائی سوتری سن رجتنگ آیا ہو دل
 مجھ سے لاغر کو خراشِ سپینہ قاتل ہو گئی
 حسرت دیدار روئے یارین نکلی ہو روح
 انجرباغِ حسن کا اوسو تماشا دیکھ کر
 سر پٹک کر خانہ زندان میں بین جان
 اس قدر موزون کیا میں نے سرایا یار کا
 آفتابِ داغ سودا جب ہوا پر تو فگن
 تیری دیوار کو تن سہو گر و صحر ا جب چھڑی
 بچپنے سے مشقِ خونریزی جوانی تک ہی
 سر و قد یار جب دیکھا خرامانِ باغ میں
 مگر کیا کوئی کوئی بسمل کوئی برباد ہے
 میرے ابر حشیم تر سو جائیگا بچکر کہاں
 جینے توڑا دے اعطا اپنے بت پند کو
 اوس ستم اسیجا دکو زیور سے ہو منتظر قتل
 موم ہو جاتا ہوا ہن نعمتہ دلدار سے
 بچپنے سے اوس لبِ جان شش میں عجا
 عکس سو آئینہ میں آنکھیں ٹرائیں یا
 میری نالی تیشہ فرما دے کچھ کم نہیں

شعر جو موزون کیا شکوون کا دفتر تنگیا
 ناخنِ غمِ فرقت ابرو میں خنجرِ تنگیا
 ابروون کا شوق مرغِ جان کا شہرِ تنگیا
 آئینہ جب رکھ دیا پھوون کی چادر تنگیا
 درمیں خنجر پڑ گئے دیوار میں گھر تنگیا
 خود بخود ہر صفحہ دیوانِ مسطور تنگیا
 ذرہ ذرہ ریگ کا خورشید شہر تنگیا
 خاک تو دہ راہ میں قد کے برابر تنگیا
 نشتر مثرگان قاتل بڑہ کی خنجر تنگیا
 خانہ باغِ تن میں دل بڑھکر صنوبر تنگیا
 دور تیرا دورہ چرخِ ستار تنگیا
 افنی گیسو تمہارا لاکھ اژدر تنگیا
 دوشِ پیغمبر اوستے مسجد کا منبر تنگیا
 چھٹلاؤ نکلی ہن ہنیں بچو بچا کہ چار تنگیا
 شعاۃ آوازِ اعجازِ پیس تنگیا
 پراور رائے کو اگر بچو کا کبوتر تنگیا
 دونوں جانب کو صفِ مثرگان کی شکار تنگیا
 منہ اگر کسار کی جانب کیا در تنگیا

۶	بادہ خون جگر سے مست رہتا ہوں مدام زہرِ غم عاشقِ شرابِ روح پرور بن گیا	۱۲
تب سو یہ بھر کا بدن ہر داغِ انکار بن گیا اوٹھی جیبِ شیر قاتل میری گردن جھک گئی سوچ آئی جب سوئے تیرے اور بھر مویا نامہ دلدارِ غیرِ وں کو پہنچ سکتا نہیں خوب تکلیفِ ملاقاتِ احباب سے چھٹے مثلِ شبنمِ سوسنم ہے ہماری محتاج فکر مجھ سے لاغر کو کیا قتلِ دردِ لدا کی سرکشا میرا نہ قاتل نے اوٹھایا تیغ کو آبشارین دیکھ کر آنکھوں سے دریا بہ گئی تن بدن کی فکر بھولے انتظارِ یارین پرکھیں آنکھیں مگر جاتی نہیں دلی کی خو	دلی کی خو	آگِ بسترین لگی آتشِ گدہ گھس بن گیا پہلے سرکٹوا کو جان بازو کا افسر بن گیا مینڈھا دریا کا ترے سینے کی ٹکر بن گیا آج کل تا نظرِ دامِ کبوتر بن گیا وادِ یہ غربتِ وطنِ آواروں کا گھر بن گیا ہم اگر نفسِ سوچو دل تو نگر بن گیا رخنہ دروازے کا میرے واسطے در بن گیا سخت جانی سے گلے کا طوقِ خنجر بن گیا جو لباسِ جسم تھا پانی کی چادر بن گیا دل ہمارا حسرتِ دیدار کا گھر بن گیا خونِ نشانِ جگرِ خم تھا وہ دیدہ تر بن گیا
۷	نشہ فکرِ ساسو کیوں نہ عاشقِ مست ہوں سر جھکا جب کا سندا نو کا سا غصہ بن گیا	۱۱
بنا ہر روح مجھ سے افسردہ دل کو نشہ پانی کا ہوا چرچا یہ عالم میں ہماری قصہ خوانی کا ملا اچھا عرصہ حکم و وفا کا میانِ نشانی کا	مٹی گلگون کو سمجھا پھولِ باغِ زندگانی کا کہ دفترِ موت گیا فریادِ مخمخون کی کہانی کا خدا کی کیا گلہ کیجے بتوں کی قدر دانی کا	

فقیلہ تجھ گیا دم میں چراغ آسمانی کا
امید وصل کو عہدہ ملا ہے پاسبانی کا
غرض حسن روز افزون ہی موسمِ جوانی کا
ہیانِ ضمون ہے دست و گریبانِ لگانی کا
مگر دھبہ نہ دل پر سی سداوغِ جوانی کا
کہ پھر اوتار نہ بسمل کے گلِ سی قطرہ پانی کا
عقیق البھر کا دانہ بنا ہر قطرہ پانی کا

جواہرِ آتشین سحرِ مشعل داغِ جگر چھونکی
عدم کو روحِ کبکی جا چکی تھی ہجرِ جانانِ مین
اوڑا دیتی ہیں سُنکھِ حالِ دل ایسے ہوا پڑین
لکھوں احوالِ جوشِ شک یا آہِ شرافشان
ہوئی پیری مین گو موی سیہ سارِ سیفید
ہو اسیرِ ابلیس کیسے آبِ تیغِ جانان کو
نہا کر اوسنے دریا مین پتھرِ ازلفتِ شبگون کو

۱۴

نہارون و لولی تھو دل میں کبھی شورش تھی
عبث پیری مین عاشقِ ذکر کرتی ہو جوانی کا

۸

ایک دن پاس سے حورِ دن کا نظارہ ہوگا
ساتھ اب بادِ بہاری کا ہمارا ہوگا
ڈوبتے کر لیے تنکو کا سہارا ہوگا
پالش کر بھی زانو بھی تمہارا ہوگا
غیر سے آپ کا ماننا نہ گوارا ہوگا
ایک دن یوسفِ دل بھی نہ ہمارا ہوگا
دشتِ مین دھن گلِ مین کا نظارہ ہوگا
چشمِ عاشق کو نظارے کا نہ یارا ہوگا
کان کا موتی نہ سوتی مین اوتارا ہوگا

ہوں مسلمان تو جنتِ مین گذارا ہوگا
ہیں سبک و جبین گنہِ خزانِ بکھین گے
سحرِ الفتِ مین تن زار سے بچ جائیگا
زیرِ سربا تہ کبھی اینٹ کبھی پتھر ہے
قیدِ ہون کا لیانِ قتل کرو بندے مین
جو یونین گرمی بازِ احسینا ہوگی
گلِ رخسار کا دشتِ مین تصورِ جو بندھا
بجلیانِ کان مین پہنو گے جو اسے شعلہ طور
نیل بو سے کا نہیں گال پرے نازک تن

روون دریا کے کنارے اگر اسی بحر صفا اسی امید میں درگاہ کو ہم جاؤ ہیں وحشے زار ہوں گھر کی کل جائیگی روح سوج فریاد اسیران ستم ہے زنجیر	ایک بھی آٹھ پہرین نہ اوتارا ہوگا ساتھ اوزکا بھی کسی روز ہمارا ہوگا جو گریبان بھی ہاتھوں سے نہ پارا ہوگا درزندہ ان سے تمہارا نہ گذارا ہوگا
--	--

۹	اہل دنیا کے بہت ہاتھ سے تنگ یا ہوں عاشق اب زیر زمین اپنا گذارا ہوگا	۱۷
---	--	----

رستی سٹ جائیگی تنہا بھی کم ہو جائیگا گو تھی دستی ہو جب اوسکا کرم ہو جائیگا چشم و ابرو کی صفت میں شجر اگر کوئی کون جھوٹی تسنیں کھائیں لاکھوں چھوڑ دینا سینچ کھینچی ہر اگر تو پاؤں کو جلدی بڑھا بہت کدو کی طرح پوچھیں گو تری جام کو گور پر وہ آئین گو دیدار پھر ہو گا نصیب اولیٰ باتوں سے اگر منظور ہو عالم قتل گنج زر ہو جائیگی گنج شہیدان کی زمین منہ اگر دیکھو گو لیکر دانت اسی شیرین بن ملکشی بانہ ہی جو وحشت میں درد لدا رہا قابل پریش نہیں بیمار الفت کا مزاج	سہر و تیرے پاؤں پر گر کے قدم ہو جائیگا خط پیشانی مرا نقش درم ہو جائیگا خامہ میر شاخ آہوئے حرم ہو جائیگا منہ مرے دشمن کا کالامرتے دم ہو جائیگا مجھ تک کی آؤ کیا غصہ نہ کم ہو جائیگا سیہ ترا شوشنگ پائیرا صنم ہو جائیگا صاف عینک یار کا نقش قدم ہو جائیگا دم تمہاری ہیبت کا سیفی کا دم ہو جائیگا سکہ زر آپ کا نقش قدم ہو جائیگا نیچے مصری تمہارا برق دم ہو جائیگا پاؤں کیا پاسے نگہ پر بھی دم ہو جائیگا آج کل میں راہیہ ملک عدم ہو جائیگا
--	--

<p>بے تمہاری موسم گل میں جو پھول لگا چمن تیرے صدقے سے بڑھیکا رتبہ ہر ناچنیر کا ٹاٹتے ہو وصل کا وعدہ بڑھا کر بات کو منہ بنا کر دانت پیسو کا لیاں کو کوس لو</p>	<p>نرگس شہلا کی آنکھوں پر درم ہو جائیگا مینڈھا آہوسے حرم شہلا صنم ہو جائیگا اشتیاق اپنا تمہارا حسن کم ہو جائیگا نام غیر آیا زبان پر تو ستم ہو جائیگا</p>
---	--

۱۰	<p>سرکٹین کو جو یونین عاشق زبان و چار کرد کو چہ ادسکا جادہ ملک عدم ہو جائیگا</p>	۱۳
----	--	----

<p>جب آپ نو دیا مجھے دھوکا سمجھ گیا نچکودہ غیر غیر کو اپنا سمجھ گیا مشرپ میں اپنا مال کا رکھنا حرام ہی جب یاد آئی خنجر قاتل کی بعد مرگ اعجاز اتحاد محبت کو دیکھیے ہو سچا نہ سینے تک جو مرادست آرزو مطلب کوئی رہا نہ کبھی ذی شعور سے انکار کے کناٹے کو عاشق سمجھتے ہیں ✓ دیر یا ہمارے ہجر میں ایک ایک شاکستہ دل و کیو شب کو سو گنکھ لیر او کی سر کو بال سوار کھل کے بال کبوتر سے گر پڑا زندون کو بھی برانہ کہا پھر تو شیخ نے</p>	<p>صاحب کا جو کہ قصد تھا بند سمجھ گیا اچھا نہیں برے کو جو اچھا سمجھ گیا دولت کا نشہ نشہ صہبا سمجھ گیا جنت کو کر بلائے معلیٰ سمجھ گیا جو دل میں سوچا آپ نو نہا سمجھ گیا چڑیا کو اوس کٹوری کی غنقا سمجھ گیا تھوڑی سی فکر کی تو بہت سا سمجھ گیا مطلب کو لہن ترانی کو سوسا سمجھ گیا نکلے جو چار آنسو تو چو کا سمجھ گیا ستابست میں زلف کا سو آسمجھ گیا میں خطایار کو پر غنقا سمجھ گیا غیبت کو جب گناہ کبیر آسمجھ گیا بلا اضافہ ۱۲</p>
---	--

۱۱	عاشق کیا ہو بوسہ قرآن جو روبرو کیا وہ اپنے رخ کا کنا یا سمجھ گیا	۱۵
<p>مکھو کا دل سے سوا وہ مار کا کل ہو گیا نشہ مے نے کیا آہن لون کو موہ ل کیا اثر ہے مائے مین اس قی کا فام اس طرح وہ قتل کرتے ہیں کہ بدنامی ہو استغدر غم ٹھانے پہنچے بھوک بھج جاتی رہی عقدہ زلف دراز یار کی کثرت کو دیکھ وصل کی شب بات باقی تھی کہ وہ خستہ ایو فلک ست خزان ہو کیونہ بالا ان چمن استغدر صنمون غم لکھنے کی مین شستہ خوف کیا ریشون لون کو خانہ تار یک سے بادہ خواری پر ہماری زندگی ہو سا قیا قید میں تھا مشغلہ مجھ کو جو ضبط آہ کا خاکساری بڑھ گئی جتنا مارتہ بڑھا پیشتر ایسی سیاہی اونکے بالوں میں تھی</p>	<p>آنکھ ملتے ہی چراغ زندگی گل ہو گیا نغمہ داؤد ساقی شور قافل ہو گیا باغ میں جس گل کو توڑا ساغر گل ہو گیا جس سے روٹھے شستہ تیغ تغافل ہو گیا خون دل کا نعمت خان تو گل ہو گیا فلسفی اس درمیں ثابت تسلسل ہو گیا صبح کے ہونو میں اب مہکوتا مل ہو گیا غنچہ گل سوکھ کر شکار بلبل ہو گیا ایک عشرہ میں مہیت خامہ دلدل ہو گیا قبر میں جا کر چراغ عقل کب گل ہو گیا کم ہوئی آواز قفل تو یہاں قل ہو گیا قطع میرے پاؤں سے زنجیر کا غل ہو گیا ہر ترقی میں ترقی پر تنزل ہو گیا بخت میرا بشتہ زنجیر کا گل ہو گیا</p>	<p>۱۵</p>
۱۲	بال سے باریک اپنا جب تن لاغر ہوا سلسلہ سوز لعل کو عاشق تو سل ہو گیا	۲۳

رنگ کھلتا ہے پرتو رو آتش ناک کا
 پھر کسی ہی نہ ہو طرز او سبست سفاک کا
 کھل گیا رونے سے پردہ مجھ گریبان چاک کا
 صلب دم میں نہوتا اوس سجا کا جلیز
 چھٹتے ہی آب روان سے میل جسم بایک
 اس سے ہینا تی ہین جا بطل کو شکل کفن
 شام سے گنج شہیدان میں نہ آپکے شراب
 صید گاہ دہر میں خیا ط قسمت نو سیا
 اوٹھ گئے اس نر فانی سے چھو غمزدے
 منہ جو دکھلا دو فنا ہو جائیں یوں باری شہر
 کل تو تھی سون کی بالی آج بنوائی ہے نتھہ
 شبہ حاسد سے کب اپنی غل مٹی ہوئی
 آپ صحر امین جو میرے قتل کا بیڑا اٹھائیں
 کسبہ علم ریاضی کا ریاضت سے نہیں
 اس طرح معدوم ہم ہو جائیں نہت کثر نہوں
 آبلے دل میں پڑی ہیں خوشہ انگور سے
 بعد مردن بھی نہیں اٹھتا میں ایسا بارہو
 وحشیوں کی چال ڈرائی تو سن صبا دے

کیل سونے کی نظر آتا ہے نکاناک کا
 کان ہوں دیکھو اگر وہ حال مجھ غمناک کا
 آبرو رہتی جو میں پیوند ہوتا خاک کا
 جان پڑ کر بولتا کس طرح پتلا خاک کا
 ہر جباب بھر کیسہ بنگیا داک کا
 روز اول سے ہو غور آخری پوشاک کا
 یان گذرے تو تانہیں کس کی روح پاک کا
 جامہ تن میں گریبان حلقہ فتراک کا
 کون شکوہ پھر کر سکا گردش افلاک کا
 آئین عزرائیل پھیلنے کو چنکل خاک کا
 میری مرنے سے بڑھایا اوسخیز یوناک کا
 کب زمین شعر سے اٹھا بگولا خاک کا
 پان کی صورت بنی ہر ایک پتا ڈھاک کا
 عرش تک پر تو گیا ہے شعلہ ادراک کا
 بارہو دوش ہوا پر بھی نہ اپنی خاک کا
 آفتاب جشر بوساتی ہو سایہ تاک کا
 پھینکے تپتی ہو صبا پستارہ میری خاک کا
 چشم آہو بنگیا حلقہ فتراک کا

معجزہ اس شک عیسیٰ نو دکھایا دشتین کر کری ایسی ہوئی تیری لیون کو سامنے سو ہم گل میں ہر ایسا ہر مجھ زخمی کا تن کو چہ دلدار سے آکر بڑھی جاتی ہر کیون	بن کو آدم سامنے آیا بگو لا خاک کا پیشیوں کو صاف شکر پر ہو دکھو خاک کا زخم کے انگور کو انگور سمجھا کرک کا پھینکے و جلدی صبا پتار میری صبا کا
--	--

۱۳	رشتہ کیسو اگر ملجاے عاشق یار سے باندھے شیرازہ اور اوراق دل صد چاک کا	۱۹
----	---	----

چاند تاری کا جو خمیہ ایسا ہو گیا اس زمانہ میں ہر اک بیدید ایسا ہو گیا محبو قاتل کی نزاکت پر اچھینچا ہو گیا جب گلو گلشن میں وہ پھر عود کر آئی بہار ملکہ مہدی عطر تلون میں لگایا یار سامنے میری اگر وہ بے حجاب کی نہیں بند آنکھیں کر کے جاتی ہیں ہم کو دہر سے صاف طہیت کو کہدورت کیسی ڈر نہیں اور گیا ایسا ہوا کی تیر سے میں ناتوان ایک عالم چھک گیا ساقی کو فیض عام سے طاقت تاب تو ان تن میں نہیں غافل ہو اونکو تلون ملک میں آنکھیں تو آنسو ہم کو	چرخ انجم پر سہری برج بالا ہو گیا جس کوئین میں سوت پھوٹی تھی اندھا ہو گیا تج میں نو کھائی اوسکا ہاتھ جھوٹا ہو گیا حسن گل بھی صورت حسن زلیخا ہو گیا دو قدم گھر سے جو نکلے فتنہ بریا ہو گیا کاش یہ کہکشا لیلین آؤ پر داس ہو گیا ایکبار آفرین ایسا یا درستا ہو گیا چاندنی کا فرش کب سٹی سی سیلا ہو گیا تیر کے پتے سے اسی صیا دپلا ہو گیا جام میو دریا دلی سے طرف دریا ہو گیا قافلہ یاروں کا سنرل سروانا ہو گیا دیکھتے ہی دیکھتے پایا ب دریا ہو گیا
---	---

<p>سبز خط اسقدر سمٹا کہ بُن را ہو گیا دور سے دیکھ آتی ہیں جیسے مچلکا ہو گیا ترک الفت کی تو اور اک وگ پیدا ہو گیا سیر و منہ پر بھی لہو زخون کا سہرا ہو گیا زخم اوچھا تھا بہت اس سے پھر سہرا ہو گیا دل تری ماحنون ہتیلی کا پیچھو لا ہو گیا</p>	<p>مار کا کل آئینے میں دیکھ کر سما وہ شوخ چو چوری سو گیا کیا سہرا پھر ہی سو گیا دل کو بہلا یا بہت آنسو گر تھمتے بنیں تجھ کو میرے قتل کی شادی جو اسفان ہو خون ہو قاتل نشانِ ست نازک سٹ سجا محبو نازک ل جلا کر دیا اموناز بنیں</p>
---	---

ایک سنوائی سنیں عاشق سہری پکارتا
کیا زرداغ جنون کا اکبے توڑا ہو گیا

۲۰

۱۴

<p>جبر نقصان یہ ہوا جان گئی دل آیا حق سے پھر کر طرف مذہب باطل آیا آج تک ہکونہ فسق حق و باطل آیا سازغیر و ن سونہ دربان سو مجھ مل آیا اپنا عاشق ہوں کسی پر نہ مراد آیا نہ اجل آئی تسلی کو نہ قاتل آیا شیشہ کیا آیا کہ رونق وہ محفل آیا سنگ تربت بھی سر پا کی طرف ل آیا دریا آیا ترے حاتم بھی تو سائل آیا وہی اچھا ہو کہ جسکا نہ کہیں دل آیا</p>	<p>کیا گھٹا مرنے سے پہلو میں جو قاتل آیا کر چکا طوف حرم ویر پر اب دل آیا اپنے نزدیک رخ و زلف ہیں و نون کیا یار کے گھر میں رسائی سنیں سوئی اس حسن صورت کو فریون میں چھپو ظاہرین کس طرح کاٹی خدا جاؤ شبے قت میں بزم رنگین ہوئی عکس مٹی گلگون سے بعد مرنے کے یہ ماحنون سو سراپا پٹیا دولت حسن سے بہتر نہیں کوئی دولت اب تو دق ہو کر یہ کہتا ہو تمہارا ہمایا</p>
--	---

<p>اٹک سوکھی تو خداست یہ رہی دریا پر تھک گئی ہو ٹھہ دعا سے نہ چلی باد پر جو گلچین کا عوض نہ لیا گلشن میں حال رونیکا پڑھا خط میں تو فرما ہی اللہ اللہ یہ دم بھر کو مسافر سو حجاب روح آیا ملک الموت کے بدلہ شب بھر دیکھ کر حال کو مجھہ زار کی یہ حیرت ہو تم سے رخصت جو ہو یہ سائے کینے نہ دیا روز اک سیر ہو اس بزم گہ دنیا میں</p>	<p>گر گئے پاؤں مری جب ساحل آیا اپنا بیڑا نہ قریب لب ساحل آیا کوئی سننے بھی نہ فریاد خدا دل آیا یہ عریضہ بھی ڈبو دینے کے قابل آیا پھی جب باندھ لی آنکھوں میں قاتل آیا جان میں جان مری آئی جو قاتل آیا گر پڑی ہاتھ سے تلوار جو قاتل آیا دو قدم تک بھی نہ ہمراہ مری دل آیا اوشھ گیا کوئی کوئی رونق محفل آیا</p>
--	--

۱۵	نہ اجل آئی نہ چین آیا شب فرقت میں کوئی بھی کام نہ عاشق دم مشکل آیا	۱۸
----	---	----

<p>اکی بے جوش آمد فضل بہار کیا قطری میں ڈوب جا لگا یہ جسم زار کیا اچھوٹب نہ مست ہو بنجودی کو چھوٹ ساتی سوال بوسہ کی تقصیر ہو مٹ بہرہ کے آنکھیں وزن دیوار ہو گئیں نعرون سو قتل کرنے لگی بات بات میں سینے کو اپنے اور مرے دل کو دیکھی</p>	<p>مستون ہو خود او بھنڈو لگو ہوشیا کیا بوندی کا تم دکھاتی ہو ہر دم کسار کیا کیسی شراب نشہ کمان کا خسار کیا ہلکی زبان نشہ میں ہو اختیار کیا دیکھیں ابھی دکھائیگا یہ انتظار کیا تیغ زبان یار بنی تو نفستار کیا رکھتی ہیں صاف آئینہ ہم خاکسار کیا</p>
---	--

<p>میری طرف سے دل میں بھرتا تھا کیا پرکار کے ہیں پاؤں یہ پائے فکار کیا تین نگاہ یا رہوئی ابد ار کیا فرمایا جن ہوا تر سے سر پہ سوار کیا ستون کو دم میں آنے لگے ہوشیار کیا واعظ کے باغ سبز کا ہے اعتبار کیا کنج چمن میں ہے بطحی کا شکار کیا بوسہ کی پھر طلب کی ہوا امیدوار کیا سنہ سے نکل پڑے گا دن بقیار کیا آئے نہ آئے موت مرا اختیار کیا</p>	<p>بھڑکانے سے قریب کے تم آگ ہو گئے کھینچے لہو سے گرد تر سے گھر کے داسر تیور ہمارے آنکھ لڑانے سے بچھ گئے جب اوس پری سے بوسہ کیسے طلب کیا میخانے کو ہوا سے بہاری جوڑا ڈری شراب دما صحن چمن میں نہ چھوڑیے صیاد ہو وہ دام میں ہیں مہ سولائیے سمجھو اگر فقیر کی صورت سوال ہے کچھ آج شب کو حد سے سوا اضطراب ای ہجر یا حبس نہ کر جان زار پر</p>
---	--

۲۱	صیاد و ہر قاتل عالم لقب ہوا عاشق کا قتل تم کو ہوا ساز و ار کیا	۱۴
----	---	----

<p>نورِ حبر سوا و ہر شام ہو گیا بندے کے پاس کی کوہ بت رام ہو گیا تمنے برا کہا جسے بد نام ہو گیا تم اے مسیح موت کا پیغام ہو گیا دُرکان کا چہرہ اغ سر شام ہو گیا گردن کا طوق دو خطِ جام ہو گیا</p>	<p>گیسو حجاب رو و دل آرام ہو گیا چھوڑی خدائی مائل اسلام ہو گیا رسوایے خلق عاشق ناکام ہو گیا محفل سے کیا اٹھایا بیان کام ہو گیا روشن ہوا دزلت سیہ فام ہو گیا سودی میں بچپن کے کلر پر گئی شام ہو گیا</p>
--	--

یا دِ سِج لب مین مجھے موت آگئی
 تشبیہ مین نے عرش کو دتی یز و فرشتے
 کچھ قند لب سے تلخ چہ ناکام کو سناؤ
 خط پر جو مہر موتی ہر ملو و سق ملتے ہیں
 مرنے کے بعد ہر یہ کرامت فقیر کی
 تاریخ و احوال جو اپنا کیا رقم
 مہلت رفو کی بھی نہ ملی چاک حبیب
 صدقے صنم کے مین جو کیا تیکد رکھا
 نکلے جو میرے نالہ سوزانِ شک گم
 افتنا سے راز عشق کیا اشک چشمِ فی
 یوسف پہ خیال رخ حبشی ہوئے دیشال
 صیاد کو اسیر کیا شوق قتل مین
 صبح شب فراق کا ہونا محال ہے
 قاضی کیا جو بزم مین گل ہو گیا چراغ

حسن گلو کے عشق مین ناکام ہو گیا
 نقش قدم سپر باغ سبر بام ہو گیا
 تنے نبات کی تو مرا کام ہو گیا
 عہد ہے پایہ بوس کا پانا نام ہو گیا
 سائل ہوا جو گور سے بہرام ہو گیا
 نامہ مرا صحیفہ ایتام ہو گیا
 پیوند خاک عاشق ناکام ہو گیا
 ملبوس تن مین جامہٴ حرام ہو گیا
 برج فلک بھی گنبدِ حمام ہو گیا
 بہکایہ طفلِ شک کہ نام ہو گیا
 گیسو کو عکس سے یہ سیہ فام ہو گیا
 تیرون سے چھد کو جسم مرادام ہو گیا
 مشکلی مگر یہ ابلق ایتام ہو گیا
 پگڑی اوتارنے کا سر انجام ہو گیا

وہ رشک مہر کوٹھے پر آیا ہے دیکھنے

۱۹

عاشق جب آفتاب لب بام ہو گیا

۱۰

جب اوٹھایا داغِ نوچِ کمن یاد آگیا
 مرگ کی تلخی مین ہ شیرین دہن یاد آگیا

رنج پایا باعثِ رنج و محن یاد آگیا
 دم اوکھڑنے مین بتِ پیمانِ کن یاد آگیا

اسقدر خائف ہوا میں عشق کی الفت و سحر
 سنگ آکر ہجر میں پھاڑا گریبان سحر
 خلد بھی میرے لیے خالی نہیں کی سیب سے
 بے صنم کعبے کا حجرہ گور سے کچھ کم نہیں
 بات آیا تھا لباس شب میں دامن یار کا
 ہجر میں برسا جو نیند دیکھی جو چادر ابر کی
 میں ذبح عشق میں گر کر نہ ماری بات پاؤں
 عشق کا کل نے بڑھایا رشتہ طول ال
 شام صحر اچھر گئی آنکھوں میں دیدار سے
 سیل شک چشم نے دو فلک کو بچھ دیا
 شاید مضمون گل تحسین کے سہری باندہ
 گو پریشان خود بھی ہو زلف پریشان کی طرح
 موت کی جھکی لگے کیونکر نہ ضبط آہ سے
 محبوں تکو دیکھ کر ہر کافر و دنیدار کو
 پاؤں رکھا بتکدی میں آیا زاد کا خیا
 آج چاندی کو ورق کی طرح چکی چاندنی

جو کنواں دیکھا مجھے چاہِ ذوقن یاد آگیا
 شب کو جب دست جنوں کو پر میں یاد آگیا
 سیب جنت دیکھا سیبِ قن یاد آگیا
 جامہ احرام جب پہنا کفن یاد آگیا
 پو کے پھٹتے ہی گریبان کفن یاد آگیا
 موت یاد آئی مجھے غسل و کفن یاد آگیا
 دست و پا پھولو جو وہ گدرا بدن یاد آگیا
 سنگ آیا زندگی سے جب ہن یاد آگیا
 دیکھ کر چشمِ سیم کا لاہرن یاد آگیا
 جب گڑھو میں گور کے چاہِ ذوقن یاد آگیا
 طبع کو ناز عروسانِ چین یاد آگیا
 کوئی بھولو سے نہ آوارہ وطن یاد آگیا
 روی ساقی شیشہ پنبہ دہن یاد آگیا
 قصہ یوسف زلیخا نل دہن یاد آگیا
 دخل کعبہ ہوا تو برہمن یاد آگیا
 چاند کو دیکھا تو اپنا سیم تن یاد آگیا

غم پر چشم مست کا خط زمر و رنگ کا
 کعبہ سے مطلب نہیں سعید ہوا نیا تہکدہ
 سخت مشکل مجھ سے نازک لکھو عیش و شمع
 رنج سکون سے ابھی تو سر کو بھل شقائق این
 دیکھ کر وہ سبزہ رخسار اپنا ڈر گئے
 عقدہ مشکل بھی میرے سامنے کیا چیز
 جمع رہی ہیں جسیان جہان او کو حضور
 ماتہ اوٹھتا تھا نہ جنکا اب ہر تو ہیں سلام
 اب سزا پاؤ ہیں وہ تھا عرش پر جنکا
 قول میزان فطرت اک ذرا ای نہیں
 زیر گردن سزا پایا بھر کے جام آفتاب
 سخت ہم پتیا کیوں زاہد کو کنو چلے
 ہو گا سر پر کس طرح آنکھیں لڑا کر بار سے
 غیر ہے پہلو میں او کو کیوں لڑ کر جان دو
 ایکے و عاشق جو ایسا قاتل خون ہر روز قتل
 میں وہ بکس ہیں تجھ کو تو فانی سے رہ گیا
 ضنن یہاں کہ برسوں میں چلا ہوں ایک گام
 جلوہ فرما جب ہوا وہ گل سر پہ ناز پر

ساغرے پر چڑھایا اور کاسہ رنگ کا
 آب زمر سے سب سے تجھ کو پانی گنگ کا
 یہ نہ سمجھا قدر ہے شیشے کی زنا سنگ کا
 میری قاتل کا ارادہ ہوا اگر چہ رنگ کا
 صاف ثابت ہو گیا بڑا ہوشہ رنگ کا
 دیکھو والا ہوں میں او کی دہان رنگ کا
 خانہ باغ یار میں پھولا ہو گل ہر رنگ کا
 سر جھکایا سن مانی فرہارک سرسنگ کا
 کاسہ سر ٹھوکرین کھاتا ہر سرسنگ کا
 سنگ پاسو اسکے رتبہ بت کو ہی پاسنگ کا
 دور میں خالی ہو ساغر حرج مینا رنگ کا
 بت کدو کی ہو گیا پلہ کئی فرسنگ کا
 دیکھ لے پہلے شگون آ دل شک رنگ کا
 دل میں کشتا ہوں تو کرتا ہوں ارادہ جنگ کا
 تیغ ابرو پر ابھی آ جاے دہبا رنگ کا
 گوش گردن تک گیا نالہ دہان رنگ کا
 دشت میں کاٹا شمارا ہی ہر فرسنگ کا
 صندوق پاکو ملا رتبہ گل و رنگ کا

۱۹	طول موئے سر کو عاشق کی سطح زردیوں ہجر کی شب ہر نمونہ کا کل شیرنگ کا	۱۸
----	--	----

بتا دے پیر فلک تو فی ہر جان دیکھا چھپا نہ سوز و رونا سیری تیرہ بختی سے صفای قلب سو ہم غیر کے نہیں محتاج عجب ہر کشتی عمر روان کی صنعت میں عدم کو حسرت دیدار لے چلو دل میں بہار جانے سے برباد یوں ہوئی لب لب عروج زینت میں دودن مقام عبرت بنائی زلف جو مہندی لگا کر ہاتھوں میں نہ محو رستوں کو جلسے نہ جام گردش میں چڑھی ہیں ضعف میں اب تیرا زور و تون بجز بحد نہ ہا کچھ نشان صاحب نام گر اسکی نہ دورنگی جان کی ہمسکو سنا ع حسن کا طرار زلف حافظ ہر	ضعیف دوسرا محسوس بھی ہو جان دیکھا سراغ آگ کا پایا جان دھوان دیکھا حصول جام میں جہم فی اگر جہان دیکھا نہ گن نہ ڈانڈ نہ لنگر نہ بادبان دیکھا مکان یار کو ڈھونڈھا تو لامکان دیکھا نہ مشیت پر کہیں دیکھ نہ آشیان دیکھا غدامی مور سلیمان کا استخوان دیکھا یہ بجھ کا شعلہ رنگ خندا دھوان دیکھا کچھ ایک سال نیا دور آسمان دیکھا قد خمیدہ کو جب حلقہ گمان دیکھا سٹایا پیر فلک فی جسے جوان دیکھا ہمیشہ ابلق ایام زیران دیکھا وہ چور ہی جو خزانے کا پاسبان دیکھا
---	--

۲۰	بلند عرش سے اوسکو کیا ہر عاشق فی زمین شعر کو بھی تو نے آسمان دیکھا	۲۸
کیا خط سونشان لب جانان ملیگا	جب خطرے چشمہ حیوان نہ ملیگا	

دوزخ کو کل جائینگے اس وحشت سے
 غیروں کی بندھی گی جو ہوا کو جو صنم میں
 کیا خاک بیابان سو چھپے گاتنِ غریبان
 مر جائینگے لیکن نہ مزاجیگا دل سے
 دیوانہ ہوں پر سب ہیں کرامات کی بابت
 زلف سیہ یار اگر خلد میں پہونچی
 تنہائی سو افزون ہو تجھ فاقی کی لذت
 بیکار ہو کد و ملک موت نہ ڈھونڈیں
 قسمت میں نہیں رو کی لذت بھی ٹھنا
 ناصح نہ بیان کر مزرہ میوہِ حبت
 جتیا ہوں میں جیک مرے دیوان کی قدر
 ہو دشمن جان او کی محبت میں خدائی
 ہم سلسلہ زلف سو ڈھونڈیں ہن یار
 دکھلائے جو بند وں کو وہ خالق کر مرنا
 کیا ڈر ہو جو قاتل نہ ملا آج گلے سے
 وحشت میں مٹو گی نہ مری پاؤں کی گلی
 وحشت میں نہ پھوٹی جو مری پاؤں کو چھٹا
 بس آج کی رات اور نعل میں ہو وہ مہر

جنت میں اگر ہم کو بیابان نہ ملیگا
 سرے کو غبار رہ جانان نہ ملیگا
 دامن جو ملیگا تو گریبان نہ ملیگا
 ہم حور کو چاہیں گے جو انسان نہ ملیگا
 اس طرح کا پیون کو سلیمان نہ ملیگا
 اندھیر ہو جنت میں سلمان نہ ملیگا
 کھانا نہیں کھانیکا جو مہمان نہ ملیگا
 یہ گم شدہ دشت و بیابان نہ ملیگا
 میں کھاؤں اگر زخم نمکدان نہ ملیگا
 یوں سیب میں سینہ بخندان نہ ملیگا
 مجموعہ اوراق پریشان نہ ملیگا
 کیا اب بھی وہ غارت گرایان نہ ملیگا
 ظلمات میں کیا چشمہ حیوان نہ ملیگا
 مجھسا کوئی آلودہ عصیان نہ ملیگا
 کل حلق سے کیا خنجر بران نہ ملیگا
 ہر روز جو صحرائے مغیلان نہ ملیگا
 پانی تمہیں اسے خامغیلان نہ ملیگا
 کل سے مزاج شب بھران نہ ملیگا

<p>ای ترک ہوا خواہ تری ساتھ چلیں خاک پچھانسی وطن آواروں کو رستی سہو دنیا زلفوں میں رخ پاک کا ہوگا نہ نظارا جس طرح رخ و زلف میں تیری محبت عالم ہر گرفتار پہ پھر صنم میں آئینہ ہے سب دیکھ لو حال ل پرورد کاٹو گے سنور فو میں اگر چارہ رات میں سبکیں تنہا ہوں امانت مجھ کو نہا</p>	<p>آندھی کو غبارِ رہ جو لان نہ ملیگا کیا حلقہ گیسوی پریشان نہ ملیگا سرشتِ زنار سے قسّر آن نہ ملیگا اس طرح کوئی گبر و مسلمان نہ ملیگا عیسے ہوئے بیمار تو در مان نہ ملیگا مجھسا بھی کوئی آپ کو حیران نہ ملیگا آئینہ و عطر و مسی و پان نہ ملیگا ایسا کوئی اسے گور غریبان نہ ملیگا</p>
--	---

۲۱	<p>عاشق جو یہ سیرنگی بازار سخن ہے گلشن میں کوئی مرغ غزل خوان نہ ملیگا</p>	۲۰
----	--	----

<p>کبھی تو سر نہ گین ای چشم مست یا ہونا تھا سیہ ہونا تھا تو پیدا نہ یوں بیکار ہونا تھا سنہری اوس بے سفاک کو شوق عیادت بھری ہو آگ عشق گل خانگی میری سنہریں مگر ہونگا یاس عاشق سو دم مردن سمجھتے عشق خطا یار نے تاثیر دلیں کی نہوتا دہر میں ہندو زلف یا رکاشہ فغانِ بواثر سے بلبلیں شوریدہ کیا حال</p>	<p>عصا بھی ہیں کھنٹا تھا اگر پیار ہونا تھا ستاروں کو مری خال رخ دلدار ہونا تھا مسیحا کو بھی دم بھر کر لپی بیار ہونا تھا تجھے ایو بلبلیں مرغ آتشخوار ہونا تھا سبک و جون کو خاطر پر تہا ی نابہ ہونا تھا صفا کو بدل اس آئینہ میں نہ رنگا ہونا تھا مسلمانوں کو کافر سچہ کو زنا ہونا تھا ہماری طرح تجھ کو رشک سو قیاس ہونا تھا</p>
---	--

مسیحا کو مقدر میں مگر بیمار ہونا تھا
 رگ جان کو ہماری رشتہ زنتار ہونا تھا
 تن کا بیدہ کو وحشت میں نوکھا ہونا تھا
 نصیب خفتہ تنجکو پہلی ہی بیدار ہونا تھا
 عوض حج کو فدا ی خانہ دلدار ہونا تھا
 دم آخر بھلا مجھ زار سے بزار ہونا تھا
 مگر نسیر فلک کو مرغ آتشخوار ہونا تھا
 دل سوزان چراغ خانہ نادار ہونا تھا
 کسی شوریدہ سر کا طرہ دستار ہونا تھا
 زرقارون کو صرف خانہ خمار ہونا تھا
 بتون کو غم میں کعبہ کو جو ماتم دار ہونا تھا

علاج عاشق رنجور کو آنے آفت کی
 چڑھ کر کیونکر نہ اپنا خون سر کا فری کردن
 او بچھ کر میں کسی کو دھن لست میں دہنا
 اوٹھا آئی ہن جب بکھو خواب گاہ ہونا
 نہ ماتہ آیا صنم قربان کعبہ کو بھری خالی
 پھرین آنکھیں جو تہ مرگ میری پیچی
 شرار آہ آتش زامری جانی نہ گردون پر
 جلا کر قصر تن کو خود بھی جل گھنا تھا دم بین
 فسوں زون کے دم میں آؤ اگلے دن پڑن
 وہ پیسا ڈو بتا ہی چونہ اوٹھو بادہ خواری میں
 خدا کا پاس لا نرم تھا سیہ پوشی نکرنی تھی

۲۲	تجیر ہی مجھو عاشق بناؤ رنگ گردون سو	۱۸
	کسے اس نیلگون پردی میں ماتم دار ہونا تھا	

آفاق نور عارض جانان سو بھر گیا ڈوبے بغیر ضبط غم دل سے مر گیا پیدا ہوا نظیر یہ دل پر گزر گیا خفت ہوئی فراق کا جب ن گزر گیا کیسا شب وصال سو وہ ماہ ڈر گیا	او مہر و ماہ دور تمہارا گزر گیا آنسو پیے تو پیٹ میں پانی اوتر گیا کچھو اچکے شبیہ تو چہرہ اوتر گیا لو آج جیتے جی تر ا بیمار مر گیا غور شد جب غروب ہوا سنہ اوتر گیا
---	---

<p>کنگھی اوٹھائی داتہ میں شانہ اوتر گیا کل جو کراہتا تھا وہ ہمیا مر گیا وہ دن گئے وہ عہد جوانی گذر گیا دیوانگی نے ساتھ پچھوڑا جدھر گیا چڑھ کر نظر پر آنکھ سے تیری اوتر گیا کیا سخت تھا وہ وقت جو ای لگ گیا دامن ہوا نصیب تو جامہ اوتر گیا دیوانہ مر گیا تو وہ سب شور و شر گیا سو بار ہنشین یہی سمجھا کہ مر گیا ناسور سو پڑے جو کوئی زخم بھر گیا تیغ نگاہ یار کا پانی اوتر گیا کیسا پسینے میں وہ نہا کر نکھر گیا</p>	<p>حد سے زیادہ لطف نزاکت گذر گیا مشتاق آج کسکی صدا کو ہر تیر کو کان اسے پیر چرخ تیری عداوت نہ کم ہوئی گلشن میں شست و کوہ و وحشت ہوئی رسوا و خلق دیکھ کے کیسی نگہ پیری ہمنے کڑی فراق صنم کی بھی جھیل لی دریا و اشک تن خالی گھلا دیا سناٹا ہو گیا تری کوچے میں یاری بیچارہ بھریار کی شب یون گذر گئی پکا مرے علاج میں جراح کا بھی دل آئے تھے قتل کو مجھے دیکھا تو رو دیا جو بن بڑھا دیا عرق شرم وصل نے</p>
--	--

۲۴

عاشق جنازہ آپکا دیکھا جو راہ میں
فرمایا جو کیا جسے مرنا تھا مر گیا

۲۳

<p>چمکانہ کسی روز ستارا مرے دل کا صندوق میں سینہ کو سہ مرد مرے دل کا اچھا نہیں بڑھ جائے جو شعلہ مرے دل کا بھرنی دیو ذرا تو ابھی چھلا مرے دل کا</p>	<p>اوس مہر نہ دیکھا نہ پھپھو لا مرے دل کا اوٹھتا ہوں تو اوٹھتا ہر جنازہ مرے دل کا پھونکیگا دو عالم کو جلا نا مرے دل کا اتنی تو تغلی نہ کراہی گنبد گردون</p>
---	--

ہر قطع رقیبوں سے اشارہ مری ڈر سے
 کشتوں کو بھی سکتا ہے ترپڑی سے ہمارے
 جب آئے مری خاک پر اک زلزلہ پایا
 نالوں کا جو رخ ہر طرف عرش معظم
 مستی میں اوٹھا تو نہیں کیوں آج کر کے
 اب سوزن عیسیٰ نہ کہیں ٹوٹ کر رہ جا
 دل بیٹھ گیا خود بخود اپنا تو یہ سمجھا
 آنکھوں سے سو تیکے گر خاک پر اک دن
 اوٹھ جائے نہیں جلد حجاب تن خالی
 ایست ہوا نالوں سے تری جلوہ کو قابل
 اوٹھ جاتی ہو محفل سے جان غیر کو دیکھا
 مجبور کی تعمیر نہیں قابل الزام
 اب نشتر مرگان کی شکایت نہ کرے گا
 غم اور کا دیکھا تو ہوا غم غلط اپنا
 ساقی جو کرے یاد تو مر جائوں خوشی سے
 پھیک آؤں جو کوچی میں تری یہ تو نہوگا
 مجنون کو سوا کون ہے اسنِ رومی قہقہ
 زاہد تجھ کو کیا وجہ حرارت نہیں معلوم

تلوار پر ابرو کے ہر قبضہ مری دل کا
 حیرانی بسمل ہے تماشا مری دل کا
 ثابت ہوا مرقد میں ترپڑا مری دل کا
 معلوم نہیں کیا ہے ارادہ مری دل کا
 دیرین کباب آپکو دھوکا مری دل کا
 نکلے گا سیطرہ نہ کا نشا مری دل کا
 خال رخ قارون ہے سویدہ مری دل کا
 آنسو کی طرح کھل گیا عقد مری دل کا
 جامہ ہے بدن کا مری پردا مری دل کا
 ناقوس نہ رکھتا تھا کلیسا مری دل کا
 عاقل ہو سمجھتے ہو اشارا مری دل کا
 میرا ہے مچلکا کہ مچلکا مری دل کا
 بوجھوٹ یہاں آج پھپھولا مری دل کا
 درد دل عالم ہے مداوا مری دل کا
 ہچکلی کہی لیتا نہیں شیشا مری دل کا
 مجھ پر بھی بیماری نہیں مرد مری دل کا
 سوتا ہے تہ خاک شناسا مری دل کا
 ہر انگر دو رخ میں ہے نقش مری دل کا

روزی میں نظر ہر طرف کو چہ دلدار
قبلے کی طرف ہتا ہر دریا مرید دل کا

عاشق یہ کبھی سنگِ حوادث سے نہ ٹوٹا
پتھر سے بھی مضبوط ہر شیشا مرید دل کا

۲۵

۲۴

بندہ بٹ نہوا قائل قرآن نہوا
میرا آغوش کبھی مسکن جانان نہوا
تیری کوچے میں بنی قبر نہ اس مجرم کی
داغ چمکانہ کبھی میری سیہ خانہ میں
حال کھل جاتا ابھی طول شبِ فراق کا
قبر پر میری پڑا فاتحہ پڑھیں جس کر
بھاگ گئی وسعت صحرا ی عدم و حشر
دیکھتا تو بھی ذرا اپنی نصیحت کا مزا
ماتا پائی سو جو یوسف میں دینے لگا
شب تنہائی میں جز مرن کام آؤ رفیق
عیسے لب کر سنا کر تو تھے شہر کی کیسے
وصل کی شب نکلیا اوس گل غبی نہوا
لو لگی رہتی ہر وحشت میں پری دیو کی
ضعف و وحشت دل کا نہ مزا دکھلایا
انقلاب آؤ زمانہ میں نہرا رون لیکن

مجھے خوشنود کوئی گبر و مسلمان نہوا
قلب ہو من نہوا میں رگ شریان نہوا
خلد میں مسکن آلودہ عصیان نہوا
ماہ کامل بھی چراغ شب ہجران نہوا
ای سحر ماتہ مرا تیرا گریبان نہوا
ای صنم کھیل ہوا سورہ قرآن نہوا
میں وہ مجنون ہوں کہنت کش زندان نہوا
زادہ آج وہ فارت گریبان نہوا
چاک دہن بھی ہوا دوست گریبان نہوا
کوئی پرسان دل زار غمِ سریان نہوا
تالیب گور علاج تپ ہجران نہوا
ماتہ میرا شجرِ سیب زرخدان نہوا
ایک شب بھی غمِ تاریکی زندان نہوا
میری ماتھون سے کبھی چاک گریبان نہوا
وصل کار و زمشال شب ہجران نہوا

<p>اگ جنگل میں لگانے کو پھینک دیا پھوٹے قید سوار یہ وحشی ہو اچھوٹا سوار جیسا پر یون میں ہو ماتم تری دیوانی کا خضر خط کو سکندر نے ہر اول نکلیا دیکھتے ہی چمن و بہر نہ پھر چھپائی آنکھ گل یہ مشغول رہی اپنی خود آرائی میں پیاس کیا خون کھن پاسی کچھ کا ٹوکی کوئی دامن نہ تری جامہ درون ہو چھوٹا کوئی آفت کی بلا آئے نہیں ڈرنا میں</p>	<p>انے سیراب کوئی خار مغیلان نہوا ایک دن قفل نصیب در زندان نہوا اسقدر غلغلہ مرگ سلیمان نہوا وجہ یہ ہی جو عیان چشمہ حیوان نہوا چشم نرگس سا کوئی دیدہ حیران نہوا گوش زد نالہ مرغان گلستان نہوا ہمسے سامان کچا ی دشت مغیلان نہوا کوہ و صحرا سی حجاب تن عریان نہوا وہ جفاکش ہوں کہ خوف شب ہجران نہوا</p>
---	--

۲۵	<p>اول شب دم آخر ہے تمہارا عاشق انتظار دم صبح شب ہجران نہوا</p>	۲۳
<p>پلکوں نے تمہاری دل مضطرب کو جلایا اندھیرے سوز تپ فرقت کی ترقی آہ آہ ابھی برق سو کیا دن تجھ تشبیہ اس درجہ ہو کے گرم سخن پا کہ جس نے بتیا بکیا اور تری کم سخنی نے آہوں و مری خرسن متاب کو بھونکا بچپن میں یہ تھی گرمی داغ دل سوزن</p>	<p>فریاد نے سیری صف محشر کو جلایا منجھو مری بستر کو مرے گھر کو جلایا خرسن کوئی پھونکا نہ کسی گھر کو جلایا دم بھر میں نقاب رخ انور کو جلایا اس پنپنے و داغ دل مضطرب کو جلایا چہرے نے ترے مہر منور کو جلایا اشکوں و مری دامن ماور کو جلایا</p>	

<p>چونا ہوا جب آگ نہ تپتے کو جلایا اس خطے نے کف دست پیمبر کو جلایا پٹی کبھی پھونکی کبھی نشتر کو جلایا آئینہ نہ دیکھا تو سکندر کو جلایا فریاد نے میری مرے اختر کو جلایا نالوں نے مرے عرصہ محشر کو جلایا انکاروں نے کیا سینہ مجھ کو جلایا اس آب نے آب دم خنجر کو جلایا طاؤس کو داغوں نے اک پر کو جلایا پھونکانہ کلیجے کو نہ پیکر کو جلایا اس برق نے کیا خرمن اختر کو جلایا نمروذیہ خوش تھا کہ ہمیں بر کو جلایا نالوں سے اگر سرو صنوبر کو جلایا شعلے نے جو قربان برادر کو جلایا گو دل میں رہی آگ نہ تپتے کو جلایا</p>	<p>گرمی نہ جلانے سے سٹی سنگ لون کی حال تپ فروغ نے بنایا یہ بیضا فصدون سے حرارت نہ گھٹی میری لہو کی جم قبر میں تڑپا نہ پیا جام جو اوخر بتابی دل سے ہو مری تیرگی نخت پردہ نہ کھلا دو زخیون جنتیوں کا داغوں نے تپ ہجر کو پھونکا بدن اپنا ٹپکا جو دم قتل مری اشک کا پانی گل کھا کر محبت میں تو ایدہ انہیں بسن دیکھ لیا تلک کبھی اس داغ غم ہجر فریاد شب غم نے کیا چرخ پر اندھیر پروانہ میں دشمن کی جو تو دوست ہو یا وقد دلبر میں کیا سرو چراغان آدم کے زمانے سے ہی بنیا حسد کی قابو میں یہ دشمن کو رہا خوف کروں</p>
--	--

۱۵	آہ دل سوزان کی ترقی ہو یہ عاشق سو مرتبہ اس چرخ ستار کو جلایا	۲۶
کہنے سے رقیبوں کو کچھ ارشاد نہ کرنا راضی ہوں کہ بھولے سے مجھ پر یاد نہ کرنا		

<p>وحشی ہوں مگر ضبط کا پابند رہا ہوں ای پیر فلک و ملت و شملت نہیں مل میں قافلہ سحر چھوٹ کے رہا ہوں جو دل سحر عشق کا کھلتا ہر دل دروطلب ہے خلوت میں بھولا نہ مری یاد کو دل سحر چھوڑا ہر عوض مال کو اشعار کو اپنے لیٹا بھی نہیں نام مرا وہ بت کم سن بیکار سمجھ خواب کی باتوں کو خیالات شیریں سونہ اتنا بھی کہا اگر کسی نے سرمہ جو ہو تیرا نظر دیدہ حق بہین ہر وقت عبادت کی ہوا باندہ نہ امی شیریں تجھی منظور ہر مہندی جو لگانا دیوان دلا اشک کی طوفان میں نہ ڈو</p>	<p>ای طوق و سلاسل کہیں فریاد نہ کرنا دنیا ہر عجوزہ مجھے داماد نہ کرنا مانند جرس نہ لہ و فریاد نہ کرنا اس علم میں پابندی ہوا استا نہ کرنا بھولے سحر بھی غیروں میں مجھ بیا نہ کرنا ای چرخ یہ دولت مری بر باد نہ کرنا کنے یہ پڑھایا ہر سبق یاد نہ کرنا پیری میں جوانی کو کبھی یاد نہ کرنا ہنسوا ایسکا یہ ماتم فرما نہ کرنا ای چرخ مری خاک کو بر باد نہ کرنا نیکی کو خدا کے لیے بر باد نہ کرنا پابندی خون سر فرما نہ کرنا شعرون کو مرے نوح کی اولاد نہ کرنا</p>
---	---

۲۷	<p>مردم کہیں وصل کی دولت سونہ رہ جاوے عاشق کا لقب عاشق ناشاد نہ کرنا</p>	۱۴
----	---	----

<p>ای فلک صبح شب وصل کا ہنگام آیا توڑ کر دل کو دکھا تو بہین وہ چشمِ خمور منہ لگانا یہ رقیبون کا نہیں چھی بتا</p>	<p>دم نکل جائیگا حضرت کا اگر نام آیا شیشہ جب ٹوٹ گیا نہزم میں تب جام آیا دیکھ لینا کہ ہمارا بھی سخن کام آیا</p>
--	---

<p>نخجہ و گل سو کھلا شیشہ گیا جام آیا سارو نام کو وہ جب پڑھ گئی تہ نام سوت ادھر آئی او دھر وصل کا پیغام آیا میں کفن سمجھا اگر جامہ احرام آیا کینچی قاصد کی زبان میرا اگر نام آیا نہ تو ہمراہ تھا کوئی نہ کوئی کام آیا کھول کر سنہ کو یہ کہتا ہوں کہ ہر جام آیا گور پر آیا اگر صورت بھرام آیا رات کو کوئی مسافر نہ سرشام آیا لوح و تھا ہی تو گیسو سیہ فام آیا</p>	<p>بزم عشرت کا ہر سامان چمن میں موجود یار کو حال سنایا ہی تو کس دھوکے سے شب تنہائی میں دونوں ذخیرہ ساتھی گور یا د آئی جو کبے میں نہ کھیا کوئی بت خط کو بھاڑا جو مشابہ مری خط نہ کھیا جان و دل کٹ رہا راہ طلب قاتل میں دیکھوں مینا ی فلک میں بھی کہاں تک ہو کو سنا فاتحہ کہیدے او سو تھا منظور کہیں دل آپکی زلفوں میں نہ اوجھٹا پا رصحنہ رخ میں رہا برو ہی تو نقطہ میں خال</p>
--	---

۲۰

جبر سننا ہی بڑی بات اگر سچ پوچھو
جان عاشق نے جو دی تو کیا کام آیا

۲۸

<p>ستم سے پہر فلک کی سٹی جوان کیا کیا پھر سنی تلاش میں تری کہاں کہاں کیا کیا مزی اوٹھائیگی صبا میں یہ زبان کیا کیا لٹے ہیں راہ محبت میں کاروان کیا کیا گلے پر آج تو خنجر ہوئی روان کیا کیا ہوئی رقیب ہماری ہی مہربان کیا کیا</p>	<p>ہوئی بہن خاک کو پیوند مہربان کیا کیا عدم میں دہر میں کعبہ میں میرین گھر میں بہت فراق میں حسرت سے نوٹھ چلاؤ بہن رہانہ نام کو صبر و قرار و عیش و سرور نگاہ یار کی حسرت میں رات کاٹی ہے سو فلک کو شکایت کریں تو کس سے کریں</p>
--	--

<p>نصیب سگہین نہ رزق بہانہ طعنے تراغ شراب خانو سوسو کلوا اذان کتنی ہوئے کرو نہ خواہش بربادی دل عالم گئی جو سوچی چمن اوس پری کی کہنت چڑھا جو اوڑکے فلک پر خبار توسن طلب ہو بھی نملہ شہد خوان دنیا سو فنا کر بعد بھی صحبت رہی تو حور و نسے کہا جو مین نو ہر اک جا بڑا کہا تنے بتوں کو ناخون سو ماہ نو سو شرمندہ شری فقیر فی وحشت مین کی مذمت ال ہزاروں کھا تو مین کل فصل گل جاتی ہو نہ آؤ گنج شہیدان مین دوپہر کو بھی کبھی نہ دیکھا ادھر تیوریاں چڑھائیں</p>	<p>ہزاروں خاک مین لٹی ہوئی تنخواں کیا کیا چڑھا جو نشہ بہانہ لگی زبان کیا کیا مٹایہ گھر تو پڑھیں گی خرابیاں کیا کیا ہوا گلون کا معطر دماغ جان کیا کیا بڑے زمین کو صد قومین آسمان کیا کیا ہوئی ذلیل پری لذت زبان کیا کیا دیے حسین خدا فیہاں ہاں کیا کیا تو مینس کے بولوتیا دو کہاں کہاں کیا کیا بنائیں مین ید قدرت نے ہڈیاں کیا کیا اوڑھائیں دھن دولت کی چھایاں کیا کیا شکو فی پھو لٹی ہوئی زیر آسمان کیا کیا گلے کر نیگے مری جان نیم جان کیا کیا خدائے فی پھوٹا کبھی کہاں کیا کیا</p>
--	--

۱۹	ارادہ دشت کا وحشت میں جب کیا شاق ہمارے پاؤں پڑیں اگر بیڑیاں کیا کیا	۲۹
دور عالم حلقہ ماتم ہوا آج گردن میں وہ بازو خسم ہوا دامن محسراتے محشر نم ہوا		سب کو مرنے کا ہمارے خسم ہوا کل جہان پہونچا نہیں دست خیال قطرہ اشک نہ دامت جب گرا

<p>اثر دہے سے ربطاً خرم ہوا آئی جسمین روح عیسے دم ہوا دامن شب دامن مریم ہوا سوچ کر گویا کون ہر اک محرم ہوا کاسہ زانو سے جام جسم ہوا جاے مینا قطرہ شبنم ہوا شکل مہ خورشید تابان کم ہوا بے حجابی دوسرا عالم ہوا ربط وہ کنکھی کا سر سے کم ہوا جام جسکو بر دیا وہ جسم ہوا کیا جنون زلف خم درخشم ہوا آئینہ صاف نامحرم ہوا کچھ اگر آنکھوں میں باقی دم ہوا سینہ سوزان نہ ہر گز غم ہوا نقش مرگان پنجہ مریم ہوا</p>	<p>افت گیسو نے میری جان لی کیا کرامت ہو لب جان بخش بین صبح وصل یار تھی عیسیٰ نفس قصر تن وحشت میں شکون ہو گرا سر جو رکھ کر سو گیا وہ مست تاز نکلت گل ہو سبک روح کی محو حسن جانان کی ترقی دیکھ کر میکشی سے پہلے کیفیت تھی اور اب پریشان آپ بھی رہنے لگے عظمت پیر مغان میں شک نہیں خشک ہو کر شاخ آہو بن گئے کون پھر دیکھیگا سینے کا اوجھا پوچھ کر باہر سے محبو پھر گئے اشک جو ٹپکا تو سے پر ہو نہ تھی پاک بنیوں کی اگر کھینچی شبیہ</p>
--	---

۱۳	زلف تک عاشق ہوا پونجی نہیں پھر مزاج یا رکیون بر جسم ہوا	۳۰
خندہ گل کا سبب مرغ غزل خوان سمجھا		آپ کرشنے کا باعث دل نالان سمجھا

<p>چاک کر نیو مرا پنچہ وحشت دوڑا یہ دم قتل نظر آئی اتلی محکو زندہ درگور ہوا جب گئی وحشت میری ہستہ فیرون کی صد آئے میری کان بھر سنت جانی سو مری تیغ ہو او سکی آری تشنہ کیسویں کبھی سلسلہ جہان ہوا کعبہ سمجھا کوئی ابرو کوئی آنکھوں کو بیت ابرو سو ہو بیت ہلالی کا گمان سفر ملک فنا میں جو زبان ہو گئی بند داسن گردو سو لپٹا دم جولان میں بھی جان کر رات دوا کی وہ جاگاشت</p>	<p>ماہ نوجب نظر آیا یہ گریبان سمجھا مورچے کو ترے خنجر کو سلیمان سمجھا دغ سینے کے سٹے مرگ عزیزان سمجھا طوطی آمنہ کو مرغ غزل خوان سمجھا سیر اقاتل دہن زخم میں دندان سمجھا کا کل یا کو میں خواب پریشان سمجھا اصل مقصد کو نہ ہندو نہ مسلمان سمجھا سر کی افشان کو بوج سرویان سمجھا عدم آباد کو میں شہر خسرو شان سمجھا توسن یار کو جب عمر گریزان سمجھا گنبد چرخ کو تارون سو حیران سمجھا</p>
---	---

۳۱	روح کی طرح یہ عاشق جو مجھے رنج عزیز پونجی راحت جو مجھے مرگ کا سامان سمجھا	۱۵
خدا بت کو کر دے جو بند اہمارا سٹے دغ چمکانہ سودا ہمارا گلازیر تیغ صنم رات دن ہے مراد آئی ہم وہ بکشتی میں بیٹھے گئی جان ہمیر کو ٹٹھے کے نیچے	بچھے بت کہ دے میں صلا ہمارا اوٹھا کیسا بیکار پیسا ہمارا سروہی کا مالا ہے مالا ہمارا بنا خضر کی تار و بیڑا ہمارا فلک سے نہ اوتر اسیما ہمارا	

<p>لگا تیر عشق اچکا ہنستے ہنستے کسا ماہ کامل تو کہتے ہیں ہنسکر تن زار گلگون جانان جو روندے بہار سخن سے بڑھارنگ محفل کبوتر کی جا طائر جان اوتارو سید خانہ روشن ہوا نور رخ سے او ترتی ہیں صحرا ی وحشت میں پریا کیا تیغ ابرو سنہ ہر بار دو دو پیا خون دل اسقدر یاد لب تین</p>	<p>چھدا دل لگی مین کلیجا ہمارا تصدق ہو خبا و بلا ہمارا سما جاے پتلی مین پتلا ہمارا کھلا نکتہ سخن سے غنچہ ہمارا لمو تل مین رکھو اسکے پتلا ہمارا جو تم آسے چمکا نفسیبا ہمارا بنا نقش نقش کستہ ہمارا ہوا چو گستا دل کلیجا ہمارا لمو بن کے نکلا پسینا ہمارا</p>
--	---

۳۴	<p>ڈبو دیتے رورو کے عاشق زمین کو منوتا جو مٹی کا پتلا ہمارا</p>	۱۹
<p>دل لہو ہو کر بیا دھب کفن مین رگیا تفرقہ تا حشر اپنی جان و تن مین رگیا کہوئے دامن ہو نہ یوسف کامر سوڈا حسن کیا زیر ہلال اسبے ای شکر آہ فصل بہاری سو بڑھاجش خون نقش ثانی نقش اول ہو نہ بتر کھج سکا فصل گل آتی ہو سیر ماتہ رسی سو بندھو</p>	<p>خون سو تر جامہ یوسف و تن مین رگیا روح آوارہ ہوئی مردہ کفن مین رگیا انقد داغ قلب کا سکھ چلن مین رگیا ماہ شمشب گریا اس جاہ و تن مین رگیا پڑ کے اک ناسور نو داغ کفن مین رگیا نقطہ شک او سکی تصویر دین مین رگیا یہ سب بے بگریاں سپرین مین رگیا</p>	

<p>چادر مہتاب سے مرد کھن میں رہ گیا اس برس جو گردش چرخ کمن میں رہ گیا خنجر آئینہ سادست تیغ زن میں رہ گیا بوری یوسف کا اثر اس سر پہن میں رہ گیا بنکے بت ناقوس دست بہمن میں رہ گیا اوس حسین کے جلوہ صوت حسن میں رہ گیا نقش برگ یاسمین نازک بدن میں رہ گیا دل ہمارا اسکے نام کی شکن میں رہ گیا رزق تو پایا مگر کانا دہن میں رہ گیا شعلہ آواز قفل انجمن میں رہ گیا مصر سے جا کر زلیخا کے وطن میں رہ گیا</p>	<p>اسی فلک کیا رحم کھا یا بکیوں پر صبح فصل گل میں دیکھ لگا جام کا پھر دور دیکھ کر میرا لہو قاتل کو سکتا ہو گیا جامہ عریان تنی سے وصل پہنچو سی عزیز بول اوٹھو بت مری فریاد کی تاثیر سے نغمہ داؤد و شور ارغنون باگت باب نازنین کانون کا پردہ ہاش کل سے کھلا خون کر دھجی پیرین کیونکر نہ خط شوق حال ابی بحر دنیا میں حریم و دیکھ لو جوش مستی سے ہو سب کے جریغ عقل سلطنت ہو شل یوسف ہو اگر نصیب</p>
---	---

۲۴	<p>دیکھ کر عاشق کی حیرت اُن کو سکتا ہو گیا حرف خضت اکو سینے سے دہن میں رہ گیا</p>	۳۴
<p>پڑ کے سایہ خاک پر تصویر مریم ہو گیا بادشاہ مصر ابراہیم ادھم ہو گیا ماہ ذی الحجہ گیا ماہ محرم ہو گیا باونت سے سرگاز زمین خسم ہو گیا حرف جو نکلا دہن سے اسم اعظم ہو گیا</p>		<p>پاک دہن لیا وہ عیسیٰ عالم ہو گیا حسن کی دولت لٹا کر بھی وہ یوسف ہو گیا خود فراموشی سے بکوشا دی غم ایک خاکساری اوج پر پہنچی تو بستی ہو گئی فرط طاعت سے یہ تاثیر تلفظ ہو گئی</p>

رکھی حسرت کبھی عریان نہ کیا غسل
 ہے برش تیغ نگاہ آبدار یار کی
 میری نالے سسک کے اک عالم کو جینو کی ٹپری
 آبداری ہو یہ دندان سسی بالیدہ کی
 لعل لب کی یاد میں رور کو میں نے جان دی
 نشہ محو سے تمہارا خو خجلت اوڑ گیا
 لعل لب پر آپ کے رہتا ہوں کیوں نا مقرب
 پیچ ہو چرخ کھن کر پس گو لا کوں جان
 پیر گئی کشت امید عاصیان پر وستی
 بوسہ محراب ابرو سو شفا ہم کو ہوئی
 اوی سلیمان آج سو دین پر ہی تخی کی
 ناف ہی یا گو ہر مکتا ہے یا در خفت
 جو تعلی ہو یہاں بے صرف کو ممکن نہیں
 ہر کف مار سیاہ زلف کنگھی عاج کی
 مثل شمع بزم جل کر صبح تک ٹھنڈی ہو
 قاف میں بھی اوس پری کو بحر میں جلی ہو
 آئی ہر بیت جب سے یکشیں میں غرق ہیں
 زرد سے رخ آئینے میں کھکھرو لگے

چھاتیو نہ سپاہیوں لفظ کا مہم ہو گیا
 پاس کر زخم کے تیزاب مرہم ہو گیا
 خضر سمجھا صورت اسرافیل کا دم ہو گیا
 مثل انگشتانہ رنگ انگلی کا نیل ہو گیا
 خون آنکھوں سے بہا اتنا کہ بیدم ہو گیا
 آفتاب آیا پسینا رخ کا شبنم ہو گیا
 کیا دہان تنگ کا حلقہ ہی خاتم ہو گیا
 ظلم کی کثرت جو کی یہ زال رستم ہو گیا
 یہ گھٹا باران رحمت مثل شبنم ہو گیا
 کعبہ رخ کا پسینا آب زمزم ہو گیا
 جب تصور آپکا باندہا مجھ میں ہو گیا
 بڑھ گیا ذرہ بہت یا کچھ کم ہو گیا
 سن بڑھا جب ایک روز زندگی کم ہو گیا
 موی سچاں کھولنا مشاطہ کو سم ہو گیا
 فرقت دلبر میں کا فور سحر ہو گیا
 جو در اتھا کوہ کا باہم بنم ہو گیا
 ابر رحمت مانع خوف جہنم ہو گیا
 جتنی کشت زعفران پھولی بہن عم ہو گیا

۱۸	اوسکو عاشق یوں اوجھن کی کہی عادت نہ تھی زلت کا بوسہ لیا سمجھنے تو بڑھم ہو گیا	۳۴
----	--	----

کیسا یہ حرف آپ کے منہ سے نکل گیا
کانٹا سا عندیہ کے دل سے نکل گیا
دو دن سر آدھریں بھی جی بہل گیا
نالہ کی طرح قید سے باہر نکل گیا
دل پر ہمارے خنجر بیدار چل گیا
جھونکا نسیم کا چمنستان میں چل گیا
صد شکر میری پاس سے گرگ بھل گیا
ناصح نہ پر دماغ کا تیرے خلل گیا
چہرہ مریم عشق کا تیرے بدل گیا
اگر سچ بھی کہتے فسوس مل گیا
داغون سے میرا نخل تن زار پھل گیا
کم طرف تھوڑی جوش میں اگر ابل گیا
قید خودی سے موسم گل میں نکل گیا
شیریں لب کو غصے میں کیا زہر اگل گیا
کوئے صنم میں سجدہ کناں کے بہل گیا
دل میں ہوا جو درد تو کچھ جی بہل گیا

خصت کا نام سنکے مرا جی دل گیا
صیاد و باغبان کا چمن سے عمل گیا
حب وطن میں سوئی عدم کیجیے سفر
وحشت میں سلسلے کا نہ پابند میں ہا
اوسنے کیا اشارہ ابرو جو غیر سے
اک آہ سرد سی ہوئی ستارہ داغ تن
کھویا دل ایک یوسف ثانی کو عشق میں
فصل بہار میں ہوئی بیمار تندرست
پہچانی دو ستون کو نہ مجھتا تو ان کی شکل
بیمار چشم یار کو سب نے دیا جواب
ہاتھ آیا لالہ رویوں کو سود میں تیر
کہتے لایا کیا ہی رندوں کی پکی محاسب
کتنا ہی ای پری ترادیا وہ نہ ہو شیار
دین تلخ ہو کو بوسہ کو سائل کو گالیاں
پاس دل دب سے کعبہ مقصود جان کر
وحشت مٹی ہو خنجر ابرو کے وار سے

دانتون میں زلف کو جو دبا تو ہوا پار

۳۵ مرغان باغ ہول گئی اپنی چھپے

مہر تابان آتش غم کا شہر اہو گیا

دل ہو روشن جو حضرت کا نظار اہو گیا

موسے دل کو تجلی کا نظار اہو گیا

سعجزہ عیسے کا لب ہو آشکار اہو گیا

شب جو میری قبر پر وہ ماہ پار اہو گیا

یار کی خاطر سو کی اغیار سو بھی آشتی

آئی فصل گل گریبان چاک کر دست

وحشیوں کا ہجر میں سینہ کلیجہ پھٹ گیا

سخت جانی سو مری دانتون پسینا آ گیا

منترِ نبیا میں اوٹھ سکتی تھی وہ آہ کو

چشمِ نابینا میں نورِ آیتہا کی فیض سے

ای زمین مہر فلک کا مٹ گیا سار افروغ

دل ہوا آماج گہر تیر نگاہ ناز کا

موشگافی کی جو مضمون مان تنگ بین

دفترِ ایجاد میں اب تیری جانب از نو کام

سجدہ کی بھی خاک چھانی مثلِ خونِ تون

کاٹ کا خاک سانپ کا جب سر کھل گیا

عاشق جو میں چین میں تہا نر گیا ۱۶

رو و دل سو گنبد گردون غبار اہو گیا

نورِ بزمِ بادشہ آنکھوں کا تار اہو گیا

طورِ سینا کا عوض سینہ ہمار اہو گیا

کر دیا گویا جو گونگے سے اشار اہو گیا

سنگ تربت کا مری سنگِ ستار اہو گیا

ناگوار ابھی محبت میں گوار اہو گیا

جامہ اپنی صبر کا اب پارہ پار اہو گیا

جامہ تن و دامن دل پارہ پار اہو گیا

دستِ قاتل میں جو خنجر تھا وہ آہو گیا

وہ عصا پایا کہ چلنے کا سہارا ہو گیا

جھانکنے سے دیدہ روزنِ ستار اہو گیا

نام کو ٹھکی کا شہنشاہ کی جوتار اہو گیا

بزم میں جب غیر سے تیرا اشار اہو گیا

یار کے موسے کمر سے ہتھار اہو گیا

طبلِ ارض و سما کا گوشتوار اہو گیا

کچھ دنوں لیلی و شون کا بھی نظار اہو گیا

عزلِ زبانش بادشاہ

۱۷	اوس سچا کو لب شیرین کی الفت زہر تھی مرگ کا شربت بہن عاشق گوارا ہو گیا	۳
<p>بستر کا ایک تار تن زار ہو گیا دور فلک میں نقطہ پر کار ہو گیا نالہ ستون قصر تن زار ہو گیا وہ خط سبز روش زنگار ہو گیا ترک فلک بھی محو رخ یار ہو گیا یوسف کا اپنے آپ خریدار ہو گیا سبزہ بجائے مرہم زنگار ہو گیا ہر چاک سینہ رخسہ دیوار ہو گیا جو ہر کا حلقہ روزن دیوار ہو گیا دل اپنا اکے مانے سے بیزار ہو گیا خو کر وہ مصباحت یار ہو گیا تو کیلے گلے کا مرے بار ہو گیا چھاتی کا سنگ سایہ دیوار ہو گیا خط شکست سے خط گلزار ہو گیا بیڑی کا حلقہ دیدہ خونبار ہو گیا آسان سبے مانو کا دشوار ہو گیا</p>	<p>تخلیل اس قدر ترا بیمار ہو گیا ہجر دہان تنگ میں یہ زار ہو گیا سیل ہر شک کرتی گراؤ میں کیا کمی گرمی میں آفتاب سے تنہا گیا جو رنگ آتا ہے لیکے آئینہ مہر صبح کو دل اوس صنم سے پھیر لیا دیکو نقد جان بھراے غار دشت میں پاؤں نگار کر تنگ کو قصر تن میں جو تڑپا دل حیرت آئینہ خانہ بن گیا حیرت زدوں کا گھر دنیا کے دوستوں میں نہیں ہو فانی حور و پری سے کب ہو دماغ اختلاط کا بھو اون کا میں نہ اوس گل غری کو واد کوئے صنم سے اوٹھ نہ سکا اگر کو صفت سے لکھتا تھا وصف زلف جو آیا خیال چھل چھل کر پٹہ لیون سے لہو اس قدر بہا جسدن سے جبر عشق کیا دل پر اختیار</p>	

۱۹	ارزان یہ کر دیا مری یوسف کو نرخ حسن عاشق جو بوالہوس بھی خریدار ہو گیا	۳۷
----	--	----

مدبسم اللہ تہ آن ہوا ابرو کا
 ہر گمان مشعل خورشید پر اب جگنو کا
 حلقہ حلقہ جو قدم تک ہر تری گیسو کا
 نیچہ کھینچو کبھی دوسرے بھی ابرو کا
 رحمت امی دست جنون زور دکھا بازو کا
 ماش چشم فسون ساز کی ہر جادو کا
 صاف شکون فی مری جلوہ دیا جگنو کا
 دل سکندری تو آئینہ بھی ہر زانو کا
 سامنا ہو گیا اک آہو سے اک آہو کا
 زہر اوسل برو خدا دین ہے بچھو کا
 رخ جو مصحف ہر تو آئینہ بھی ہر زانو کا
 ناک میں اگیا دم آج گل شبو کا
 خط ہمارا ہوا تو نذر ہے بازو کا
 بندہ نہ ہو گیا کیسا نیچہ ابرو کا
 تیر شرکان سی بچار لعل میں چنسی جو کا
 وانہ الماس کا ہو قطرہ مرست آنسو کا

صفحہ افشان سی مظلما ہر کتابی رو کا
 تیرہ تر دن شب یلدا سی بھی ہر وقت
 سیکڑون پھانڈ میں کس طرح کچر آہو دل
 تیغ اک میان میں رہی ہر کلاہ گچ سے
 تن جو عریان ہر تو کرد میں صحرانگرے
 آنکھ کے تل کو ہوی دیکھ کے لاکھون وحشی
 غم کا بادل جو سیہ خانہ دل پر چھپایا
 نظر آتی ہیں دم فکر جہان کے مضمون
 چشم وحشی کو جو آئینے میں دیکھا آہو
 انے گیسو پر پیچ سے بچ جاؤ جو دل
 وصل کی شب ہر ملو کپڑوں میں تم عطریں
 بینی یار سے سب بھول گئی خود بینی
 نامہ شوق تو کھلائی یہ تالیف قلوب
 حسرت زخمشم دگر میں نہ تڑپا سہل
 قید سی قتل دل زار بہت تھا آسان
 اوسکے دانتوں کو تصور میں آنکھیں

شرم سہ روئی جو نیورا کو وہ سر کو شپ صل نامہ کرتا ہوں جو اس دوران کو تحریر	در شہوار سے پرکاسہ ہوا زانو کا ہر صریقلم اک غلقہ ہے کو کو کا
۳۸	چاند سے داغ چکتے ہیں دل عاشق ہیں کبک کی طرح ہے دارفتہ کسی مہر کا
۹	۹
رخ میں عالم ہو چراغ طور کی تنویر کا ساکنان عرش تھرا تو ہیں میری آہ سر ایک دوری میں ہزاروں کو بلایا خاک ہو خدا سو یہ دعا شوق شہادت میں صنم او کمان ابرو نگہ تیری ہوئی سنیو کو پار سمنے خود الزام اوٹھایا جب گلہ تمہیں جائگی جان آج کل میں جو یوں میں ہوا اس سہو نگہوں میں مرغی غمت گناہوں کی	آفتاب حشر گردہ ہو تری تصویر کا ہو چکا ہو نسر طائر تک شکار اس تیر کا کیا بگاڑا تھا جوان مردوں زنجیر کا میرا زنا رنگو دورا ہوا دس شیشیہ کا طائر دل ہو گیا طعمہ عقاب تیر کا میں تو امی معجز بیان قائل ہوں اس تیر کا اور ہوں مہمان دودن خانہ زنجیر کا تیری حمت سہو تہ مضحیل تقصیر کا
۳۹	بسکہ میری دل میں ہو جوش مضامین ان نون اس میں میں اور عاشق قصد ہو تحریر کا
۱۴	۱۴
جو مستور کھینچ لے نقشا مری تقریر کا اور پردہ سے ہوئی دہنی تجلی حسن کی ہو لطافت سہو مرکب تیرے نام کی سیٹ نا توانی دشت میں اوٹھتے نہیں تیری ہوا	جوش خجلت رنگ اورادی بلبل تصویر کا لونقاب رو بہت شیشیہ بنی تصویر کا حال اوکان صفا کھلتا نہیں تحریر کا گھانس جو پٹی تو عالم ہو گیا زنجیر کا

<p>راہ زن ہونے لگا نقش قدم رہ گیر کا تھا ہمیں آباد کرنا خانہ زنجیر کا چشم خون افشان بنا جو ہر تری شمشیر کا سٹ گیا جو کچھ لکھا تھا مری تقدیر کا بال ہی رتبہ بڑھا قاتل تری شمشیر کا ہو گیا عالم مری پلکوں میں آتش گیر کا کاٹ ہو اتنا سوا جتنا ہی خم شمشیر کا رنگ اوڑ جاتا ہو باران ہو گلی تصویر کا سوچ ہو گئی ہو تا ہو گمان زنجیر کا قسمت برگشتہ نو اوٹا ورق تصویر کا رابط کب ہو تا ہو عالم میں جوان پیر کا</p>	<p>جو مسافر تیری کوچ میں کیا مارا پڑا باعث سودا کسی کی کامل بچا نہیں قتل کر ڈسو مری قاتل لہو روتی ہو تیغ دیکھ کر صورت شب بھرانکی رنگ ایسا اوڑا تیغ ابرو کے لیے موہو گئے جو ہر کی جا شعلے آنکھوں سے نکلتے ہیں تپ بھران پیہ خاموں کو جھک کر ملنوں میں ہر سرور غا اس تن خالی ہو رونق کھوئی جو شان شکست باغ میں مجھ نہاتا تو ان وحشی کا کیوں کر دل اب کہاں جو بہتین رنگیں داؤن پتوں اسیلے قرب کمان ہو بھاگتا ہو دور تیر</p>
---	---

۱۰

ناتوان وحشی سمجھ کر قید سے چھوڑا تو کیا
بیڑیوں کی جا ہوا عاشق نشان زنجیر کا

۴۰

<p>قاصد کو اس صنم نے مسیحا بنا دیا عکس مرثہ نے آنکھوں میں سرمہ لگا دیا نالوں کو میرے عرش منعلا ہلا دیا سوے مکر کی یاد نے ایسا گھلا دیا اس سیل نو او کھڑے مردہ بہا دیا</p>	<p>خط دیکے مجھ مریض کو گھر کا پتا دیا سرخی نے لعل یار کی لاکھا جما دیا جھوٹو میں ساتھ غیر کو تمیز چڑھا دیں گ ہم زندہ زیر خاک ہیں بستر کی گرد سو اشکوں میں آتا ہو دل افسردہ نخت نخت</p>
---	--

بجلی گرانی خرمن انجسم پر آپ نے روئے سے نکلا اس دل افسردہ کا خبار بہیر اکھلا یا فرقت دندان یار نو خود رفتگی سے ہکو ملا اتھا دیار	شب کو جو پردہ رخ تابان ہٹا دیا سیلاب چشم تر نے کنول سا کھلا دیا اس زہر نے کلچے کو ٹکڑے اڑا دیا دیوانگی نے پردہ غفلت اوٹھا دیا
--	--

۴۱	باران کے زور شور سے عاشق یہ گھر گرا اشکون نے میرا قصر تن زار ڈھا دیا	۱۵
----	---	----

<p>اون کا بچپن کم ہوا تو اپنا سودا بڑ گیا گھٹ گیا زور اپنا زور ایسا جنو کا بڑ گیا علاج کی شانی سے نکلے دانت مار زلفت کے دشت گردی سے ترقی پر ہوا طوفانِ آشک ایسا لٹکا کان کا پتاکہ اور بچھا پاؤں میں دل نہ ٹوٹا بیوفانی پر وہ ہیں ثابت قدم وصل کی شب میمان بھی ہم سر اور دہرین کاٹی عسرت میں فراغت ہو تو ہی پہنچی اہل ہون وہ مجنون تو انی سو قدم اوٹھتا تھا عید کو ابکی نہ دیکھا اوسکے ابرو کا ہلال ایڑیوں تک پہنچو کنگھی تو تری چٹی کی بال ہم نشین کو آنکھ پر غفلت کو پردی شہ گرو</p>	<p>طوق او دھر ہینا او دھرت کا گنڈا بڑ گیا پاؤں سو جا جس قدر شیر کا حلقا بڑ گیا آر سی دیکھی غرور حسن و نا بڑ گیا پھوڑ چھا لو پاؤں کو سو تو نسریا بڑ گیا آتش خسار سے سونے کا بالا بڑ گیا تمنے جتنی کی کشت شفت کا شتا بڑ گیا صبح ہو تو ہی چراغ زیت اپنا بڑ گیا نعمتیں جب کہ بین دسترخوان اپنا بڑ گیا دشت گردی کی جو کشت کی م اپنا بڑ گیا سال بھر سے بھی زیادہ یہ مینا بڑ گیا جنتری میں جس طرح جو تار کھینچا بڑ گیا مرگو ہم تعزیت خانہ بھی اپنا بڑ گیا</p>
---	--

دشت گردی و خلش خارون کی حشمت مہی	بنگیا پا پوش پاتا تنا پھپھو لاٹر بگیا
آنکھ سے قطرہ نہ ٹپکا موج زن و شجر	کچھ گھٹا پانی نہ دریا کا نہ کوزا ٹر بگیا

۴۲	رہ گئی محفل میں کتوڑہ گئے در پر بہت	۴۲
	پہونچا اوس تک جسکا ای عاشق نصیب بگیا	

بخت و ازون کا اثر جراح تھوڑا بگیا	فصد سو سودا بڑھا سر ہم پھوڑا بگیا
شعلہ آواز نے دکھلایا کانے میں اثر	بنگیا زنجیر گرمی سے یہ توڑا بگیا
زہر آب کھا کر مرینگے قتل لاکھوں ہو چکے	سبز جوڑا اوسو پہنا سرخ جوڑا بگیا
نیش عقرب نیش پشے کا شب جبران بنا	جیت تک پھوڑی سو سو حصو دوڑا بگیا
فصل گل کر جاتی جاتے عمر آخر ہو گئی	توسن باد بہاری سے یہ گھوڑا بگیا
سیری یوسف سیراں قیمت کوئی یوسف	دیکر نقد جان خرید امول تھوڑا بگیا

۴۳	عشق سو عاشق اجاری جب لیا ملک جنون	۴۳
	داغ پرنا سور عامل پر کڑوڑا بگیا	

کیا بخت پیرہن ہو اوس یار گلبدن کا	حسرت ہی میری دل کو نکتہ ہو پیرہن کا
باد بہار رخ ہو ہر دم نفس دہن کا	دیتی ہو اس چین کو پانی چہ ذقن کا
زیور کی دھن نہ مائل آرائش بدن کا	بل خوب صورتی کا غرہ ہر بانک پن کا
برق نگہ ٹھہرتے دیکھی نہ ایک جایر	شوخی میں چو نون کی نڈاز ہو ہرن کا
جینے سے تنگ تھا یہ منزل کہ جہان میں	آئی جو سوت سمجھا قاصد ملا وطن کا
ہوتا ہر دل پریشان مٹوہن اے تنگ	افسوس ہو اوجہ نہ پھوڑی سو چین کا

فریادِ اوڑادی بلعِ جهان کی وقت
 صندوقِ شہرِ بینِ ہر سوزِ جگر سے مرقد
 سرِ جھک گیا قدمِ پرانہ دری ناتوانی
 مہکا ہر باغِ عالمِ گلگشتِ گلرخانِ سر
 عریانِ تنی ازل سو ہر سرِ نوشتِ انسان
 برسوں رہا ہوں گریانِ وفصیحِ نکر
 اب باغِ زخمِ تن سے اوڑتا ہر طائرِ جان
 کیا جانے کس طرح کو صدیِ اوٹار رہا ہوں
 مثلِ درخت سو کھو اعضاءِ مریخِ زان
 یہ چرخِ نے دبایا مانگا جو رزقِ میں نے
 اسے آسمانِ کمان تک لپٹا کشتِ عزت
 جنگلِ میں بعدِ مجنون جھنڈی گڑی بھار
 مصحفِ رہا حاملِ ہر وقتِ زندگی میں
 دینِ بت کی لاکھِ قسمیں مانی نہ ایک اس
 کی ترکِ لاکھِ الفت جاتی نہیں تھا
 دیکھیں جو میرے منہ پر وہ آنسو دکھلا

پتا ہوا ہر دم میں ہر پھولِ سچین کا
 ہر شمعِ کانتیلہ جو تار ہے کفن کا
 اوٹتی نہیں جو گردنِ ہر بوجہ لاکھ سن کا
 دیتا ہر پھول کی بو پتا بھی اس چمن کا
 دو روز جسمِ خاکی مہمان ہے پیرِ بہن کا
 آنکھوں سے بہ گیا ہے سارا لہو بدن کا
 نالہ ہر دمِ مبدم کا کھٹکا مرے چمن کا
 رورہ کو ٹوٹتا ہے کیون بند بندتِ تن کا
 صدمہ ہوا یہ دل کو بربادی چمن کا
 آٹا ہوا ہر پس کر ہر استخوانِ بدن کا
 خور ہے جسمِ اپنا آسائشِ وطن کا
 ہر غار پر پھر ہر انگڑا ہے پیرِ بہن کا
 ہر قبر میں بھر و سا لکھو ہوئے کفن کا
 اللہ رمی کبرِ اوس طفلِ برہمن کا
 برسوں کی لاغری بھی کینڈا ہوا بدن کا
 پتلی پہ جھک کر کلین گھٹ گھٹ پیرواں کا

عاشقِ حواسِ سب ہیں وقتِ نفسِ شکاری
 فریاد کو پوچھنا ہے کامِ نجات کا

قد سرو ہے چین کا منہ پھول یا سہن کا
 تکیہ بنا کے بازو لیٹے جو رکھ سکے گیسو
 وہ جان جان جدا دل مردہ سا پڑا ہے
 شمشیر تیز ابرو تر چھی نظر ہے جاؤ
 ابرو کے پاس گیسو گیسو قریب ابرو
 بیسوں کا کیوں ہے سامان جان تنہا
 مرجائیکے سفر میں پہنچیں گونا گون
 پتلی کا ہے تماشا گڑے کا دم میں نقشہ
 دل جسم سے جدا ہے اوس لفظ میں بسا
 ہے جسم سست بنیاں دل ہے بہت پریشا
 قاتل فقط وہ کیا ہے ہر عضو اک پاہر
 مرو جان ہے جاہل دولت پہ ہے حائل
 حافظ اگر خدا ہے بند کو خوف کیا ہے
 بندش بھی جو خلل ہے مضمون بھی برباد

تل مشک ہے ختن کا لبیل ہے مین کا
 دیتا ہے مشک کی بوجو ناکت ہو رتن کا
 مابوت بن گیا ہے سب آخو ان تن کا
 کالی بلا ہے گیسو اوس ترک تیغ زن کا
 ابرو ہے شاخ آہو وہ پچاند ہے رن کا
 کتنا غنی ہوا ان محتاج ہے کفن کا
 ضعف آگیا نظر میں ہوئے پتا وطن کا
 کیا روح کا سہارا کیا آسرا بدن کا
 سسنا یہ سرا ہے غم ہے بنای تن کا
 دودن ہے روح مہمان پھر کوچ ہے وطن کا
 بھونچال سے سوا ہے بدنام ہے چلن کا
 ایمان ہے مہر غافل دنیا ہے پیر زن کا
 خالق وہ روح کا ہے صلے ہے وہ بدن کا
 شہرون میں آج کل ہے شہرہ مرو سخن کا

نامون کا ہے بہانہ ہوتا ہوں خود روانہ
 عاشق مرا فسانہ قصہ ہے تل و سن کا

لاکھ تینے آپ جو بن ڈھل گیا
 آج جو جانے کو تھا وہ کل گیا

زلف کا خم ابرو ن کا بل گیا
 اب مزاجی سے تری سب چل بیسے

ہاں سحر تھا شب سے اونکا انتظار
 زندگی کل تک ہو کس امید پر
 جب گیا سیلے وہ یار جنگ جو
 سرکشوں کا سر جھکا یا تیغ نے
 راستی پر اب مزاج یار ہے
 شمع باندھا قامت دلدار کو
 دلغہ دل سے زلف کا سودا بنا
 یاد مجھ کو آئے کیا شام شباب
 قبر انسان ہے در شہر عدم
 بعد میرے اوٹ گئی ساری حیا
 غیبت باتون میں پھیرا یار کو
 جب پھرے گرد آتش خسار کے
 گل کھلا یا تو نے کیا با و بہار
 ہونٹہ دانتوں میں دبایا یار نے
 اوسنے ضد سے پھینکی ی لوح مزار
 غیبت کو اکشر ڈرایا یار نے
 آج جس بیمار کی ہے جستجو
 زلف کو شاف نے سیدھا کر دیا

صبح کیسی اب تو دن بھی ڈھل گیا
 آج کا وعدہ بھی دیکھو ٹل گیا
 اسپتخ او سپر تنچہ چل گیا
 جو عدم ہو چا وہ سر کے بھل گیا
 گیسٹون کا ابرو ن کا بل گیا
 غیبت میری گرمیوں سے جل گیا
 سکے دلغہ جنون بھی چل گیا
 دن ضعیفی کا بھی اب تو ڈھل گیا
 جو سوار آیا یہاں پیدل گیا
 روئے کیا آنکھوں کا پانی ڈھل گیا
 پیٹھ کر بیٹھے وہ فقرا چل گیا
 جسم پر دانے کی صورت جل گیا
 نخل تن دلغہ جنون سے پھل گیا
 دل مراد کتا کلیجہ کل گیا
 میرے سینے سے یہ پتھر ٹل گیا
 مجھ کو جب تا کا تیغ چل گیا
 راہی ملک عدم تھا کل گیا
 پیچ میں کون آگیا وہ بل گیا

<p>چشم تر بسون رہو ہم حسین چشم گریان زلف کو غم میں گئی تھا ہمیشہ بات کا تملو نیاہ یا نگہ سیدھی کبھی ہوتی نہ تھی جس نے دیکھا پاؤں کا میرے دم جب چھری پائی نہ پایا مجھ کو سنا حسن روز افزون کیا لیجے خبر تیغ ابرو کا تو بوسہ نے چلے</p>	<p>طفل اشک چشم آخر مل گیا اثر دے کی فکر میں بادل گیا حکم میرے قتل کا کیون ٹل گیا ابو تیوری کا بھی دیکھو مل گیا ہاتھ میرے حال پر وہ مل گیا وقت غصے کا تمہارے ٹل گیا آفتاب نوجوانی ڈھل گیا قتل کیجے وارا پنا چل گیا</p>
---	---

۲۰	اب ہے عاشق رہبر و ملک عدم آج یار ہی ہوا یا کل گیا	۴۶
----	--	----

<p>سیرِ نیا لون تو مجھے داؤ و ثانی کر دیا جان کو دم میں ہوا پسک کو فانی کر دیا دراغ عشق یار کو دراغ جوانی کر دیا آفت ارضی بلائی آسمانی کر دیا آپ نے وا آج بابِ مہربانی کر دیا دراغ حسرت کو چراغِ زندگانی کر دیا زارِ نالی کو مری مٹنے کھانی کر دیا درد کی تقریر نے پتھر کو پانی کر دیا</p>	<p>سیرِ لون کو سوزِ غم تو دم میں پانی کر دیا آہِ نیاں گل چراغِ زندگانی کر دیا عمر کھو کر حسرت ویدار میں بھتا کر دیا زلف کو ہنسی کبھی اثر کبھی عقرب کر دیا کھول کر آغوشِ لپٹے خوب سا میر کر دیا موت کا کھٹکا نہیں تیک اسیدل کر دیا نیند آنے کے لیو سنتی ہو میرا حال تم سنکے میری حال کو اویت کو افسوس کر دیا</p>
--	---

<p>منہ پر منہ بیمار کر رکھ کر ہنسنا وہ لالہ حسرتِ عمر گزشتہ میں ہو بہینا تو ان وہ عیادت کو کھڑی ہیں آنکھ کھل سکتی خواہش دیدار روئے یار میں ہم مر گئی سب جماعت عاشقوں کی آج قربانی ہوئی بزمِ سیرِ چوٹ ہو خاموش رہ اہی ہمنشین کم سنی کا یار کی وصلت میں لازم تھا لحاظ دیکھ کر تہنہ نگاہِ ناز سوسردی جلائی جو گیا ملکِ عدم میں تون نالان رہا عکس جامِ چشمِ ساقی فیضانِ ہی ہو نقاب نامہ کیا لکھتا مرا محبوب ہر نازکِ مزاج</p>	<p>زرد و خسارِ میر کو میری زعفرانی کر دیا تو نے ہلکے پر اسے بادِ جوانی کر دیا خاکِ سارا جو صلاہ ای نا تو انی کر دیا اس ہوانے گل چراغِ زندگانی کر دیا تم نے خطبہ عید کا شمشیرِ جوانی کر دیا مر گیا میں تو نے گھوٹون ذکرِ جوانی کر دیا تو نے بیخود ای شرابِ نو جوانی کر دیا تیغِ کربانی تو آبِ زندگانی کر دیا محبہ قسمتِ نوری کاروانی کر دیا پارچہ آبِ روان کا جامدانی کر دیا شعلِ مصحفِ خط کو پیغامِ قربانی کر دیا</p>
---	---

<p>۴۷</p>	<p>کھینچتا ہوں روز عاشقِ فکرِ تصویرِ یار عشق نے طبعِ رسا کو میری مانی کر دیا</p>	<p>۲۳</p>
<p>بے بادہ یار باغِ مین مستِ سرور تھا دیکھا تو وجہِ روشنیِ دلِ قصور تھا دل میں کبھی نہ کبر نہ سر میں غرور تھا آنکھوں میں میری جلوہٴ روستِ حضور تھا آبی جو سنگِ حادثہ و ہر سو شکست</p>	<p>ہر پھول دستِ شاخِ پر جامِ بلور تھا نقطہٴ سوادِ مردِ یک چشمِ حور تھا افتادگی کی راہ سے میں برقصور تھا ہر سنگِ راہِ ضعفِ مین اک کوہِ طور تھا سہیلے بنامِ خانہٴ تن میں قصور تھا</p>	<p></p>

طوفان اشک چشم کا بحرِ مختصر یہ حال
 کیا جلدِ خسروانِ جهان کو نشانِ مٹے
 وحشت جو لے گئی تھی مجمع کو ہمارے
 ٹھہرا نہ باغ و بہرین کھٹکے سو موت
 ہے بت کدو میں بندہ شاکرِ لقبِ مر
 دکھلائیں ان بتوں کو بہت دنیاویان
 عاصی ثواب کار کو یکاں کفنِ بلا
 ہوتا غنا حرام نہ کیوں شرعِ فاضل
 دیکھا تو غرقِ خودِ خیالت ہوئی صنم
 روتو ہیں استخوانِ سر و دست خاک
 محکوم قدم قدم پہ تجلی نظر پڑی
 مسکون سبابتا غیرت بلفیسِ جمہ
 گو سلطنت ملی مگر افسردگی رہی
 محتاج ہم جلوس کو ہو تو نہ بعدِ مرگ
 آیا کبھی نہ برہمنوں میں وقارِ بت
 تھا مغفرت کا لطف گناہِ شباب میں
 بیعت کرینگے موسیٰ عمران حضور سے

میں نوح وقت تھا تو یہ آبِ نور تھا
 ہر قصر مثل سایہ بالِ طیور تھا
 ہمراہ کوہِ کن تھا مگر دور دور تھا
 ہر مومِ جسم صورتِ بالِ طیور تھا
 کعبے میں تھا خلیل جو عبث شکو تھا
 میرے خدا سے کون زیادہ غیور تھا
 طاعت کی طرح قابلِ غفلت تصور تھا
 مصحف میں نسخ حکم کتابِ زبور تھا
 داغِ جگر میں مہرِ قیامت کا نور تھا
 جو دستِ ظلم تھا جو سرِ پر غرور تھا
 ہر سنگ رہ میں مرتبہ کومہ طور تھا
 کیا لطفِ شہرِ طیب و ربِ غفور تھا
 میرا سرِ تخت نہ چوبِ قبور تھا
 مردی کے ساتھ قبر تک آنا ضرور تھا
 بندوں میں پر صفاتِ خدا کا طور تھا
 مانند جرمِ رمت حق کا و نور تھا
 پہلے سے اس لیے یہ بیضایین نور تھا

ہوتا جو افعالِ گنہ قرب کا سبب

۴۸	عاشق یہ کیسا کریم کز نزدیک دور تھا	۲۵
<p>سو سے کر بعد میں جو سہ طرز تک گیا اسے قیس منہ کی ہین و مہر انور دیان کیونکر بیان لطافت پوشاک یار مہر یہ غم ہوا کہ دل پہ مری داغ پڑ گئے وہ بار چار آنکھ جو ساقی سے ہو گئی دل کو چڑا کے آہ سو میری ہوا یہ خون تنتے ملا جو دل کو مرے بڑھ گیا فروغ کا کل کا بوسہ لیکے پہننے نہطراب میں پہنا چکے کفن تو بہت منہ چھپا گئے پہلو بدل بدل کو وہ لیٹے جو وصل میں اعضا کی لاغری ہو نکلنے نہ پانی روح لطف وصال صبح چمن خوب یاد ہو نکلی ہو کی دہار چھری چل گئی یہاں سعشوق چھین لا کر بہت جبر و قہر سے کیا شتے شتے داغ بگر کا ہو فروغ افراط شوق دید میں کم ہو گئی نگاہ شایدیشل آدم و حوا ہوئے تھے خلق</p>		<p>شوق وصال شمع تجلی چمک گیا سایہ پڑا ہر راہ میں ہزار کتاب گیا مخل کو فرش خواب میں من اٹک گیا پہلو سے یار شب کو جو تن ہر سرک گیا دو چار جام ایسی چڑھائی کہ چمک گیا طرار زلف کان کے پیچھے دبک گیا دیکھو جلا سے آئینہ کیسا چمک گیا پمچھلی کی طرح ہونٹہ میں کاٹا اٹک گیا جو عد کا آشنا تھا لب گورتک گیا بائیں طرف سے دہن طرف ل سرک گیا کانٹوں میں اور تار گ جان اٹک گیا انگیا مسک گئی کبھی غنچہ چٹک گیا قاتل ز فصد لی تو مراد م پھڑک گیا بہم بھی وہین اڑے کہ جان لال نک گیا بجھتا ہوا چراغ بھڑک کر چمک گیا جس جام کو بہت سا بھرا وہ چمک گیا دنیا ہے زال جسے شباب ملک گیا</p>

<p>اللہ کے شوق قرب فقط دل نہیں ہا اس غم سے لاغری ہو کہ رو کا نہ یار کو دعوت میں تم نہ آ کر تو لذت نہ کچھ ملی جس راہ سے طلب ہو چلین گے اویں ہم ملک عدم کو لیکنے کا نہ ہونہ لاد کے آنسو کے بدلے پیپ نکلتی ہو آنکھ سے رہ رہ گئی جو ٹوٹ کر تلووں میں خا شست</p>	<p>ہر استخوان جوڑے سے آکر سرک گیا دہلا ہوا مین یا ر جو دہن جھٹک گیا کھانا گیا شکم میں مگر بے نمک گیا مجنون سٹری تھا راہ طریقت بھٹک گیا کیا رہ نور و منزل ایسا دھٹک گیا تیلی کا دل بتوں کی محبت میں یک گیا چھٹتا سنیں یہ پانون سے کانا کھٹک گیا</p>
---	--

۴۹	<p>تنہا جو مشورے کو بلایا نہ آئے وہ عاشق مزاج یا زمین کچھ اور شک گیا</p>	۲۶
----	---	----

<p>تیز مضمون کر کے کیوں نہ طبیعت پیدا دیکھتے تفسیر تو ہو جاے حقیقت پیدا در مضمون مناقب کو لٹا تا ہوں آج جو زبان کرتی ہو اوصاف گل عارض شاہ جنگ خیبر میں ہوا حکم خدا نا علی قطعہ ساتھ آواز کے موجود ہوے شیر خدا بعد خیبر کا مدینے سے ذرا غور کرو گیا آشوب پیر کی زبان پھیتی سی خضر نے دیکھا جزیریہ میں کسی کو نام قطعہ</p>	<p>وصف کرار سے ہو جاتی ہے جو بدت پیدا کہ یہ اللہ کے مضمون سے ہے قدرت پیدا بڑھ کے حاتم سے بھی کی میں نے سخاوت پیدا اوس سے ہوتی ہے کلید و جنت پیدا ہو گئی شکر اسلام کو قوت پیدا شاہ کیا آئے ہوئی فتح کی صورت پیدا معجزہ تھا جو ہوئی شیر میں بہرعت پیدا چو گئی ہو گئی آنکھوں میں بھارت پیدا اور اصل سے ہے اب ہم قدرت پیدا</p>
--	--

وہ علی تھے یہ کسی اور کا عجاوب نہیں
 آج ایشا کروں ل کو تو کچھ دور نہیں
 کیا عجب لفظ کی جابروچ دہن ہو سکے
 فخر کرتے ہیں ملک اور مہابا ت خدا
 کیون نہ اقطار جہان بن ہمیر گھیرے
 دشمن دوست میں تیر جو نوتی تفریق
 معرفت تیری وہ دولت ہو کہ جسکا ہر فیض
 اسد اللہ نہوتا جو ترا نام اسے شاہ
 حق نے ذرات سے اقرار ولایت کالیا
 بحر کرتا جو نہ اقرار ولایت کاشوا
 نام کی تیری جو پہلے سے نکر تو حرمت
 معرفت آپکی تہنی ہے جہادی کر لیے
 آپکا عرش کو پہنچو میں چمکتا تھا نور
 لکھے لکھے ہیں وہ منشور شکست ہنہا
 کسے ترکے میں ملی قوت ترک گندم
 قتل بیٹوں کا گوارا ہو شفاعت کے لیے

قبل سیدلا دستھے آثار ولایت پیدا
 نظم اوصاف سحر دل میں سر پیدا
 ولولہ ہر کہ ہوے شاہ ولایت پیدا
 مصطفیٰ خوش ہیں ہوئی دین کی نصرت پیدا
 جب علی سا ہو ولی بہر حمایت پیدا
 کرتا خالق نہ کبھی دوزخ و جہنم پیدا
 کثرت صرف سے ہوتی نہیں قلت پیدا
 شیر صحرا میں نہوتی کبھی جرأت پیدا
 ضلع آدم سے ہوئی جب کہ خلقت پیدا
 آب شیرین میں نہ ہوتی کبھی لذت پیدا
 غیر ناطق میں نہوتی کبھی حرمت پیدا
 اسقدر اوسکی ہے دنیا میں شہرت پیدا
 ابھی آدم کی نہ طینت تھی نہ صورت پیدا
 نقش پاسے جو کریم مہر نبوت پیدا
 کئے اجداد میں کی ایسی قناعت پیدا
 ایسی بھی ہوتی ہو دنیا میں مروت پیدا

کثرت کار میں بے قلت فرصت عاشق
 مع گوئی کے لیے کیجیے خلوت پیدا

<p>دنیا کو انقلاب ہو میری بیان ہو کیا جب کرچکے حلال کیا عذر گفتگو توڑا جو ضعف نہ تو ہوئی روح بقرار بٹھلا کے نرم غیر میں پوچھو نہ حال کچھ یہ رستی پسند ہو دل کو وہ ناز کی بیٹھا ہوں راہ گنج شہیدان عشق میں سیت پہ میری کہتے ہیں وہ ہم بھی مر گئے قاتل سے پھیر لائے دل بقیہ راکو بت نہ بعد قتل بھی پوچھا کنشت میں محفل میں دیکھتے نہیں یوسف جمال کو جب تہذیبان جلیں تو ہوا داغ کا ظہور سوز و گداز تھا جو کنہیا کی صوت میں</p>	<p>کو سہ جیل دہر بجا یا فغان سے کیا غصہ تو ہے سرام نکلتا زبان ہو کیا آرام ہو مکین کو شکستہ مکان ہو کیا دہنوں میں ہوں زبان کی صورت بیان ہو کیا کچھ طول و قصر ہو و گل پستان ہو کیا بخشش ہو میری گرد رہ کاروان ہو کیا دل اوٹھ گیا جہان ہو تم اوٹھو جہان ہو کیا دیکھو جگر ہمارا کہ لائے کہاں ہو کیا رُتبہ خدا کے گھر سے ملو امتحان ہو کیا پر دے پڑے ہیں گرد رہ کاروان ہو کیا ہو ابتدا و سوزش غم استخوان ہو کیا وہ بانسری بنی تھی مر ہو استخوان ہو کیا</p>
---	---

<p>۵۱ کیون نامہ براوسن تباہی گھر نہیں آتا نقطہ دہن یار کا پائین جو پھرین گرد اشکر کی جادو میں ہو پر شرط ہو اتنی ہم ہل گئے مٹی میں ہو صاف نہ ہے</p>	<p>عاشق عروج خاک ہو میرے کلام میں فکر زمین شعر ہے کم آسمان سے کیا ۲۰ مرا رض خدا ہے جو پیسہ نہیں آتا پر کار کی صورت ہمیں چکر نہیں آتا بے یاد کیسے بھی کوئی گھر نہیں آتا آئینہ پر خ آپ کا باور نہیں آتا</p>
--	---

کہتے ہو جنارِ ی پرتو آئین گرا کر فر
 بوسہ نہ دیا لب کا تو پچھتاؤ گی ای بار
 شہباز نگاہ غضب یار بلا سے
 یوں آتے ہیں غش صنعت میں پھر سڑک
 کہتے ہو کہ تقریر کو دیتے ہو عبت طول
 کیا وقت ہو منستی ہو جل حال پیر
 بل جس سے ذرا سنبل گلشن کا نکل جا
 بیوجہ کیے قتل کئی نامہ براو سنے
 خال لب دلدار سے ہو محکو تعجب
 سیری میں غش آئی ہیں مجھو بیٹھو بٹھا
 وہ مال سو تو ہم ہیں کرامات ہو مغرور
 سحشوق وفادار زبانی میں ہو نایاب
 روتا ہوں کہو سحر میں گھٹتی نہیں تو
 تاثیر ہو تقریر میں کیا اوبت بے مہر
 اک روز گھڑی بھر تو سنو دل کی کہانی

کیا کیجے بھانے سو میں مر نہیں آتا
 پھر چشمہ حیوان پر سکندر نہیں آتا
 پہونچا کے کبھی نامہ کبوتر نہیں آتا
 اونکے جو پھرون گرد تو چکر نہیں آتا
 جو دل میں ہو شمع بھی زبان پر نہیں آتا
 مڑتا ہوں میں اور یار کو باور نہیں آتا
 وہ چچ تجھے زلف معن نہیں آتا
 اب ہاتھ کبوتر کی جگہ پر نہیں آتا
 سنتے ہیں کہ کافر لب کوثر نہیں آتا
 پھر تا ہو فلک ایک بھی چکر نہیں آتا
 کیا پاس فقیر وں کر تو نگر نہیں آتا
 میں جسکا ہوں طالب وہ میسر نہیں آتا
 دریا ہو روان آنکھ سے چکر نہیں آتا
 درد دل مایوس زبان پر نہیں آتا
 رحم اوسکو بھلا دیکھیں تو کیونکر نہیں آتا

۳۷	عاشق کے جو مرنے کو منا تو میں شب روز کہتے ہیں کہ قاصد تو کھلے سہ نہیں آتا	۵۲
نہ تو غسل تو میں خون میں اپنی نہا جاتا	نہ تو دفن تم تو خاک میں میں خود سما جاتا	

ہمارے ناکہ سوزان ہو او کو گھر کا کیا جاتا
 اگر غیروں کو چومین گومین اوسکو پاجاتا
 لحد بہرے سودر جو وہاں سپریش تو بہوتی ہو
 سما جاتا جو میری دل میں اونکی آنکھ کا نقشا
 صفائے زیست ہر اپنی غبار آتا تو مر جا
 ہوا مطلب محشر میں نہیں لکی ہوئی میں
 نہ آتا پتو وعدی پر اگر وہ پردہ پوش ابکو
 نہیں یہ منہ قیون کا دبا میں گالیان کی
 نہ دیکھا اوسط و تمیز قیون کے سکھائی ہو
 اگر سننا کسی ہو جھانکنے کا شوق ہو او کو
 محبت زلف کی بس چھوڑتی ہو جان ہی میں
 بخر قاتل جو کوئی قتل کرنا سخت جانوں کو
 مرا قاتل کھاتا جو روانی آب خنجر کی
 نہ وہ شیریں نہ میں فرما دیوں و نوکنا غیرت
 رقیون میں نہ توئی گفتگوی نرم اوس بست
 وہ کہتی ہیں سنا کر در دل شب کو جگایا ہو
 تری کو چومے جھاگا غیر کو بچو کاٹا اوسکو
 مچلتی راہ جو کہا راہ شد تو ہو جاتی

غریبوں میں کسی کا جھوٹا بیشک جلا جاتا
 قدم پر گر کر ساری سر گذشتا پنی سنا جاتا
 نہ پوچھا تمہی محفل میں بھلا پھر کوئی کیا جاتا
 خراش نشتر مڑگان ہو دل کا آ جلا جاتا
 یہ بیکر قبر کی مٹی ہمارا جسم کھا جاتا
 بتوں کی کیا شکایت لیکن میں پیشہ اجاتا
 کفن ہو منہ لپیٹے قبر میں میں بھی چلا جاتا
 جو وہ بوجھا کر تے ایک فقرہ ہر چھا جاتا
 ہماری جان جاتی مفت میں غم و ناک کیا جاتا
 نگہ بیکر ابھی میں چشم روزن میں سما جاتا
 جو توبہ لاکہ کرتا سلسلہ کچھ کچھ چلا جاتا
 امو بھی رنگ بیکر تیغ کو دشمن کی کھا جاتا
 لو گردن ہو میری حشر کو دن تک بہا جاتا
 اگر میں جھانکتا تو وہ پسینہ میں نہا جاتا
 اگر خدوت میں کتنا سخت بھی میں نے ٹھٹھا جاتا
 کہانی اور کچھ کہتے تو بجا خواب آ جاتا
 یہی پادشہ تھی جو دڑ کر میں اوسکو پاجاتا
 یہاں وہ بار بار آتے وہاں میں بار بار جاتا

عدم کی رہ میں تن کا ساتھ چھوڑا رنج تو کیا
 گھڑی بھر کر لیو اسی جانِ عدوی پر جو اجاگر
 لگا تو لاکھ منہ غیروں کو جو حق ہو وہ کہہ دیتے
 ہماری قبر پر سامانِ غربت میں بھی ہو جاتے
 ملا تیرا بشکِ چشمِ تر جبے سیاہی میں
 پتا اونکا کہیں پایا نہ پائی پانوں میں تھا
 بہت سمجھا کہ مجھ کو دوست سیرا وٹھ گھر رو کر
 فرشتے سی پری سیوڑ سے سب سے تو خوش گل
 اٹا دیتو فقیروں کو اگر تم حسن کی دولت
 مکر تو بدعتِ خطیر جو ہم تعریفِ بابون کی
 رقیبِ درو کی ہاک کیوں تہنِ ٹھائی ہے
 کیا سیدِ با فلک میں نے آخر چارنا لون میں
 گھر و نداد ہر کا نقش و نگار مگر سیوڑ ہے
 سنا ہی ہوٹ شکوئی عاشقِ صادق کہ ہو تو بین
 مریو نا لون کے کچھ تو کاروان کی بھیڑ پڑ جاتی
 بدن سیوڑ اور تر واکر جو بل جانشیدوں میں
 نہ تھا کچھ کام نہ نیا سو نہ کچھ حاصل تھا عقبہ پر

اکیلا میں چلا جاتا جو کوئی قافلہ جاتا
 تمہاری بات رہ جاتی مریو دل کا گلا جاتا
 بہت ہم ضبط کرتے پر نہ آئی پر رہا جاتا
 جو شب کو چاندنی بجھتی تو دن کو ابر چھایا
 اگر میں نامہ بھی لکھتا تو خط کاغذ کو کہتا
 تجسّس عمر بھر کرتے اگر سمجھے چلا جاتا
 مری قسمت میں جو لکھا تھا کیا کوئی مٹا جاتا
 زمین ہند میں خاک اور آنکھوں میں سما جاتا
 ہر اک قارون بن کر ہر سوخت شریو جاتا
 جسدِ وافعی کیسو جاناں ہر کہا جاتا
 اکیلے میں جو ملتا شہِ تھا کیا جھگو کہا جاتا
 چڑھا آتا تھا سر پر اس سے کینک دیا جاتا
 کوئی ایسا نہ آیا جو گرا جاتا سنا جاتا
 زبان سے کچھ نکل جاتا نہ جب سے سنا جاتا
 لحد کو سو تو چونک کر ٹھٹھے جہاں شور در جاتا
 ہماری قبر پر جو کوئی آتا کچھ چڑھا جاتا
 یہاں محو فنا آتا وہاں محو لقا جاتا

دل مجنون مرا عاشق ہو کس پللی شمالی کا
 فطر آیا جو عالم حسرت ویدار سہل کا
 یہ وہ درہی کہ لب ہلتی نہیں دیکھا ہر سائل کا
 غلام خنجر قاتل پس بجا حال پر میرے
 گذر چاہ نہ خندان میں نہیں میرے فرشتوں کو
 کہوں کیونکر نہیں دیکھا ہر تجھسا میں عالم
 سنا ہر وقت تو اسی برسوں بول بھر روئے
 دکھا یا چرخ نے بربادی بابل کا یہ صدہ
 ہوا میری وفا کا بعد مردن اس قدر شہرہ
 وہ گریان ہوں اگر خاکِ شفا میں خاک بجا گئے
 لحد میں ہو گیا سوز و روت خاک میں گریا
 عبت کا ڈوبن ضد و باغبان سے کچھیرنے
 اگر سامع بھی ہو تو گوش گل کر آپ ہو جائے
 اندھیرا گھر میں میرے قبر کو کچھ کم نہیں رہتا
 ملا آرام مرقد میں تو غفلت ہو گئی دینی
 عدم ہو آذر والوں میں جو تو ہوتا تو ہم سنتے
 غریبوں کی ضعیفوں کی زبان میں ہیں لاکھوں
 فقط دیکھو سونا تو کے ہوا تھا قیس دیوانہ

تجھ سے اسی قرآن کی منزل میں محل کا
 دوبارہ قتل کرنے ٹونہ اوٹھا ہاتھ قاتل کا
 شکستوں پر جدا دیتا نہیں کفایتیہاں ل کا
 ہوا جو ہر مین بیتابی سے نقشہ قصہ سہل کا
 بھلا کیونکر کہوں نقشہا ہی پہن چاہ بابل کا
 کہ ہر آئینہ دل میں حسین تیرے مقابل کا
 ملا تھا جسم آدم میں مگر زہ مری گل کا
 کہ غنچہ بن گیا سو کھ سے منتقار عناد کا
 گلے میں پہن ہو میں معشوق سے کٹھا مری گل کا
 ابھی آنسو بچو تبسج میں دانہ مری گل کا
 نکا دھبا فرشتوں کو بھی دامن میں مری گل کا
 نہ دیکھا کوئی شاکی بلغ میں شور عناد کا
 کہ اوٹھنا ناز کی ہی بار کیا شور عناد کا
 وطن میں بیٹھ بیٹھے کھل گیا سب حال منزل کا
 چلا جو چار کے کا نہ ہو تھکا واکیا ہنزل کا
 مجھے دے اعط تبادی حال کیا ہی پللی منزل کا
 ملا آرام تکبیر بن گیا ہے کوئی قاتل کا
 حریر پردہ چشم پری تھا پردہ محل کا

ہوئی شہر مردہ گل جبے ہوئی قید قفس بلبل
 خدا جانو کہ جل کر مر گئی فصل خزانہ میں
 تصدق ہو تو ہین جو لوگ اسکی شمع قامت
 ہو دی برفاست اہل بزم مست حسن شجرے
 نہیں آنکھوں پہ ابرو میگرد و پیر یہ کتاب ہے
 یہی آنکھیں ہیں جسکے سوچ رنگ بھانوج کا طوق
 تصور ہے جو بوسے کا زبان کچھ انیٹی جاتی ہے
 اوٹھائی داغ شوق قتل میں اس رجنیہ پر
 ہمیشہ زندگی میں تاکتے تھے خوب دیون کو
 ہوا ہوں قیدی رشک کی میں تیری محفل میں
 اگر میں قید ہو چھپتا بھی ہوں پھر قید تیرا
 تن زخمی کوخو ہر اشک پانی چورانی کی
 یہی سمجھا لگو لا خاک کا جب شبت میں دیکھا
 پہونچکر زلف میں ڈیل نہ کیونکر ٹھوکر میں کہا
 عدم کے جانی والے قبر میں تیرے ہیں تپ

گئی رونق چمن کی یہ ہوا صدہ غنادل کا
 نپا یا باغ میں گلچیں کے اک پھر بھی غنادل کا
 نظر آتا ہے فانوس خیالی رنگ محفل کا
 شرابی بنکے گھر جانے لگا ہر شخص محفل کا
 عجب مضمون تازہ ہے لکھا ہے شعر کامل کا
 وہ ایسی خشک ہین دھوکا ہوا دریا پہاڑ کا
 تمہارا خط ہے میری واسطے کا نسا ہلا ہل کا
 اگر بیان میں ہمار رنگ ہو دامن قاتل کا
 ہوئی جیناک ہم تو وہ بنو خود تیر قاتل کا
 بنا ہے مجمع دیوانگان حلقہ سلاسل کا
 سوا ہوتا ہے میری ہجرت میں نالہ سلاسل کا
 بدل جائیگا غوار سے پیچر امری گل کا
 مسافر کو نظر آنے لگا مینار منزل کا
 مسافر کو نہایت قمر ہے اندھیر منزل کا
 بہت دلچسپ ہے شاید تماشا پہلی منزل کا

شمع سو پروانہ بلبل سو گلستان چٹ گیا
 کچھ مرقد میں چھپے جسدن بیابان چٹ گیا

عشق قد و عارض گل رنگ جانان چھٹ گیا
 لہجے جب قید کو رہا تن جان چٹ گیا

مردہ دل ہوں اور گریہ سوسے ہوش میں
 اشک حسرت گریبان کفن بھیکانین
 ناتوانی سے مراد دست جنون بیکار ہے
 زلف اوس حور کی دشمن ہوں دل پر داغ کی
 بہ گیا بیدار داغ دل طوفان آبِ شکستین
 دل نکل آیا گریبان کفن سے بعد مرگ
 راہ نکلی میرے دیو کو کسی جو رو کا غیر کو
 ناتوانی سے قدم تکلیف گردش سے بچے
 تیر تو دی پر لگایا مین مکر رہو گیا
 سر کے نکلو خانہ زنجیر سے ثابت قدم
 پنچہ رنگین کا مضمون فکر سے جاتا رہا
 لیکے بوسہ کیا رقیب و سید رسوا ہوا
 یاد آتا ہو لپٹ جانا گلے محبوب کے
 خون کو قطری چوکو سرخ آنکھیں کیٹین
 رخ سے جب پھسلی قدم پر یار کو پہنچی نگاہ
 دم جو کھلا خانہ تن سے مر اسودا گیا
 دل جو توڑا آپ نے مجھ پر ہوا پھر جن سوار
 خط زیر لب کا جب سو دا گیا ہم مر گئے

طائرِ دہن ہو گنبد کو رخِ بیاں چھٹ گیا
 قبر میں دھان ل سو داغ عصیان چھٹ گیا
 ہاتھ سے سو مرتبہ تارِ گریبان چھٹ گیا
 سو سو سو رہا بار بار داغِ رضوان چھٹ گیا
 دیکھیے بڑا ہمارا بے چراغان چھٹ گیا
 روح کو مانند یہ مجھوں سن ندان چھٹ گیا
 بر طرف دربان ہو سارو نگہبان چھٹ گیا
 پھر جھانے دست وشت ہو گریبان چھٹ گیا
 رنگ میری دل میں آیا رنگ پکان چھٹ گیا
 کوہکن سے کوہ مجنون سے بیابان چھٹ گیا
 غوطہ زن کو ہاتھ سے یہ نکل جان چھٹ گیا
 منہ میں کالک لگ گئی جب انا چھٹ گیا
 نخل قدیار سے کیا عشق پچان چھٹ گیا
 لعل لب کو غم میں لعلوں سے بدخشان چھٹ گیا
 تشنہ دیدار سے چاہ زرخدان چھٹ گیا
 اہرن کی قیہ سے آخر سلیمان چھٹ گیا
 لوگ سمجھے شیشہ دست پر خوان چھٹ گیا
 زہر کھا بیٹھے جو خطر آبِ حیاں چھٹ گیا

گور گور اپنا نسا رخسار چمکایا رکا	زلزل جب کی گھن سواہ تا بان چٹ گیا
جب ٹٹھایا دگم گسیو ہاتھ نازک چھل گئے	طاؤر رنگ خنای دست جانان پٹ گیا

۵۵	میری غربت دیکھ کر عاشق کس کو گریہ ہو	۱۷
	آہو دن سو دشت شیریں سو نیستان چٹ گیا	

<p>آپ کا ظلم بہت صبر فرسا اپنا بیٹھ جاتی ہر مری قبر بنائیں سو بار خنجر یار سو قتل میں ہو پہلے شہید شوق تنہائی کا ایسا ہر مری دلبر کو نہ رہی تن کو عناصر میں مری روح بھی ظلم کرتے ہیں یہ بخوف خدا کی قدرت تیغ ابرو سو کیا قتل تو فرماتے ہیں عکس آئینہ میں دیکھا تو ہوئی دل نقیض بو خطر کو چہ قاتل کی طرف جاتا ہوں منہ دم سرد کو کھولا تو گئے صبر و قرار زلف کو ہاتھ سول دیکر یہ فرما تو ہیں جو سبب تن پہ مر دراع او بھڑک تو ہیں حال کہتا ہوں سواری میں تو فرما تو ہیں ملک حشت ہوا آباد مرے سو دس</p>	<p>آپ ہم بانٹ لین حصہ یونہی اپنا اپنا کھوئے رہتا ہوں میں آنکھیں تھنا اپنا لڑ گیا یار کے ابرو سے نصیب اپنا کبھی آئینے میں دیکھا نہیں چہرا اپنا نہ اوٹھا چار کے کا ندھریہ جنازا اپنا کیا خدا کی کو یہ بت سمجھو ہیں بند اپنا اپنی تلوار پر اب تک نہیں قبضہ اپنا آپ کی شکل سے ہو نچا یہ نتیجہ اپنا خوف سر کا ہو مجھے آج نہ دھڑکا اپنا راہ پا کر لیا ہر ایک نے رستا اپنا طاؤر روح کے پڑ جاتا ہو پھندا اپنا کس کا سودا ہو جو یوں اوٹھتا ہو پسپا اپنا کیسے اب جا کے کہیں وریہ کر کا اپنا ہر زرداغ پہ ان روزوں میں سکا اپنا</p>
--	--

ہاتہ تلوار کا مجھ پر جو لگا یا پہلے	ہاتہ بھر بڑھ گیا اسے جان کلیجا اپنا
پاؤں میں ملکر خنایا پھرتی ہیں کیوں گنج چرین	آپ چروں کو دکھاتی ہیں محلا اپنا

۵۶	نام عاشق کا جو سنتے ہیں تو فرماتے ہیں وہی عاشق وہی دالہ وہی شیدا اپنا	۱۶
----	--	----

گلچیں کے دست ظلم سے ہر گلستان خراب گردش سے جس نگاہ کی ہواک جہان خراب ملکِ عدم سے دہریں پھر دہر سے عدم پلکوں میں جوش گریہ سے رونق نہیں ہی غسل و کفن میں کچھ تکلیف آپ بھی دعو اسے ہمہ صفیری مرغانِ قدس ہے نال کے ساتھ گرنے لگو اشکِ آنکھ سے ابرو میں بل پڑا ہے مری اشکِ آہ سے بنتِ احسب کو کھینچ کر لایا ہے زیرِ زمین ہر وقت کس کی یاد میں قلمزم ہو شوقین ٹھوکر بھی کھا کر شکر کو سجدہ کو میں گرا ہو چاٹ مجھ کو بوسہ حسنِ ملیح کی رزقِ ہما ہونے نہ سگ یا کوٹے غلامِ رقیب لیجئے نہ اسے شکرین دہن	صیاد نے کیوں ہیں ہزار آشیان خراب میری طرف پھری جو وہی خانان خراب تیری لپی پھری ہیں کہاں کہاں خراب برسات کو فور سے ہو سائبان خراب مردہ ہمارا ہونہ کہیں مہربان خراب بلبیل سے کچھ بحث کے اپنی زبان خراب آواز پر جس کی ہوا کاروان خراب برسات کی ہو اسی ہوئی ہو کہاں خراب کرتا ہی کیا جانوں کو پیرِ سفان خراب پھرتی ہو کس کے شوق میں رگیہ ان خراب تو نے کیا ہے تجھ کو پئے امتحان خراب افراطِ سونمک کی ہوئی ہو زبان خراب سٹی میں بل کو میری ہو ہواستخوان خراب یعنی ہو تجھ کو نشتہ میں نہ کچھ زبان خراب
--	---

بھٹالی گورچش سن سیلاب شک نے بعد از فنا بھی مجھ کو ملا ہر مکان خراب

۵۷ آہ رسا سے دل میں تمہارے کر گیا گھر
کب تک رہیگا عاشق بے خانان خراب ۱۰

ہو سیہ بالون آوس ابرو خمد ارکاروپ
کیا ہو وہ آئینہ رو جسے مکدر دل میں
چشم مخمور ہو زکس کا مشو رنگ نہ کیوں
سو ہم گل ہو گھٹا چھائی ہو سیکش جمع
روپ بانی سو دو بالا سے قد بالا کا
بل میں سو کو کمر یا میں زلفون کی طرح
روؤن الماس سو دانتون کو تصور میں لگ
رنگ برو کا مٹا دی نہ پسینا دم قتل
نشہ سے سو ہوا اور بھوکا رخ یار

راست تو یہ ہو کہ جو ہر سہی تو ارکاروپ
خط سبز او سکا دکھاتا ہو چیز نگارکاروپ
ست کا اور ہو کچھ اور ہو ہشیارکاروپ
دیکھیے چل کر ذرا خانہ خمار کاروپ
بجلی چمکاتی ہو اوس چاندی خسا کاروپ
بار کا کل فر دیکھیا یا کمر یار کاروپ
گہرا شک مٹا دین در شہوار کاروپ
ڈر ہے ای ترک نہی کھوی نہ تو ارکاروپ
رنگ لایا ہو غضب شوخ طر حد ارکاروپ

۵۸ دیکھا دم توڑتے عاشق تو وہ پرفن بولا
مکر کرتا ہو بدلتا ہے یہ عیار کاروپ ۱۳

ہو دہن غیب کی دیتی ہو خبر تیری بات
جو ہر تیغ زبان صنعت دندان کھولے
منہ سے کٹ کٹ کر نکلتے ہیں جگر و گدگری
کچھ سخن کا نہ کھلا درج دہن سو مطلب

جفر کا حکم ہو ای شعبہ گہری بات
ہو جو مقلح در گنج ہنر تیری بات
سوٹہ جادو کی ہے او شعبہ گہری بات
عقدہ لب تہ ہو ای رشک گہری بات

باجانی

باجانی

<p>حالِ سُنکے مرا رحم سے بولا وہ صنم چشمِ جادو کی سخن گوئی سوا نکھیر میں بند برقِ دندان کو چمکاتا ہی چھپاتی ہو چھیدتا ہی مری دل کو سخنِ طعن آمیز بے غم سر و گلستانِ کھنکھنیں تجھ میں یہ گلشنِ خلد کی ہم سیر کرین کو مقبول باتِ اولیٰ ہو کہ تنگی ہو دہن ہو معدوم نورِ دندان ہو دہن ہو چہ خشبِ گویا</p>	<p>دل میں پتھر کو بھی کر دیتی ہو گرتیری بات کیا نظر بند ہو ایو شعبہ گرتیری بات شب کو دکھلاتی ہو آثارِ سحر تیری بات تیر سا کرتی ہو سینے سے گزرتیری بات سرو قد کا تری گویا ہو غم تیری بات پائینگے حشر کو جو رون میں اگر تیری بات ایسی رنگین ہو آتی ہو نظر تیری بات چاند بن جاتی ہو ایو رشکِ قمر تیری بات</p>
---	--

۵۹	لا کہ پوشیدہ ملاقات کسی سے ٹھہرے چھپی عاشق سے رہی نہ مگر تیری بات	۱۳
----	--	----

<p>پروانہ شمعِ رخ کارِ ما دلِ تمام رات گھر سے ہوا کتان کی طرح دلِ تمام رات رشتہ دارم ہی مری محفلِ تمام رات جیتے ہیں صبحِ وصل کو ہم انتظار میں نہید اوس پر ہی کی وحشیوں کی عقل گئی حیرت ہوئی یہ تیرے رفتار دیکھ کر خوشید منہ چھپا ہی پھر ہی تمام روز دیکھا نہ رخ بھی چل میں کا کل کر چہی سی</p>	<p>پہلو میں تھا وہ رونقِ محفلِ تمام رات تھا سا سنے جو وہ سہ کاملِ تمام رات بیٹھا رہا وہ حورِ شمائلِ تمام رات ہو گی کبھی تو ہجر کی ایو دلِ تمام رات برپا رہا یہ شورِ سلاسلِ تمام رات کاٹی نہ مہ نے ایک بھی نزلِ تمام رات آیا نہ ماہِ اوس کے مقابلِ تمام رات پاسے نظر میں تھی یہ سلاسلِ تمام رات</p>
--	--

فرقت کی شب تصور نوک شرہ رہا گردن میں سیر ہاتھ نہ پڑ جائیں صلیں وہ بخیرین غنیمت بھی چونکتی نہیں وہ خال رخ کا سرمہ آواز ہو گیا	پھوٹا کیسے ہین آبلہ دل تمام رات رکھتی ہو ڈر سے تیج حامل تمام رات فریاد اتنی کرنے سے صجل تمام رات میں ہو سکا نہ بوسے کا سائل تمام رات
---	---

عاشق خوشی سوئید شب قتل وڑ گئی آنکھوں میں تھا تصور قاتل تمام رات	۴۰	۱۸
--	----	----

بتوں کو غم میں تن گھٹک رہا زنا کی صورت بنا کر پھر تو ہین آٹھوں پر خوشخوار کی صورت رہی گولا کہ صحبت فرق ہو ادنیٰ و عالی میں دکھا کر کو وہ میر گھر میں غیروں کو بلا کر رنگا یا تیر وہ کاری کہ نہ ہونٹوں کو نہ جینش لب شیرین کر دو بوسے جو بانگو بوی جہنم جلا کر علامت موت کی پہلو مری چہری سے خاطر بھی پیشے پھاڑ کر تار کر بیان میں جوش سیہائی کا دعویٰ آج منجھو دیکھ کر جھوٹے جوانی پر جو غرہ ہنہین رہی کی دودن میں دکھاؤں تکو کیا درد دل یوس کا نقشہ پروبال ہما شوق لینگے دستگیری کو	نہ دکھلانا خدا اس طرح کی بیمار کی صورت نہیں بڑی کی بیکڑے سوئی دوجا کی صورت نہ خار وین ہین ہر رنگ گل گل میں چا کی صورت کھڑا ہون سا سنو اندہا بناد یوار کی صورت کھلا منہ رکھیا مجروح کا سو فار کی صورت تکلتی ہی تمہاری بات ہی تکرار کی صورت نہ کیسے صلی کی شب صبح کو آثار کی صورت بنا ہوا داغ سودا طرہ دستار کی صورت وہ خود کہتی ہین کچھ کی ہنہین ہمار کی صورت نہ یہ دربار کی صورت نہ یہ سرکار کی صورت مشکل ہونہیں سکتی کبھی آزار کی صورت اوڑنی کے قوت بازو ہی ہم پروار کی صورت
---	--

نہیں ہٹتا مرا پائو نگہ پر کار کی صورت نہو گھر محاسب کا خانہ شمار کی صورت وہ یوسف ہیں کہ دیکھتی نک نہیں بازار کی صورت پنچیسے ہیں امن صحرا میں نوک خار کی صورت سفیدہ صبح کا بخاسہ ہم الفار کی صورت	نظر تجسس لڑی رہتی ہو گو میں دیکھتا ہوں انہی میکدہ کی جس طرح رونق بگڑی وہ زہرہ ہیں کہ شکل ششدری کی نہیں تن لاغری و وحشت میں ہمارا دل و جھٹکا نہ بچھڑتا سحر وہ غیر کی موشک وانی ہو
--	--

۱۲

ہزاروں گل کھلاؤ روز عاشق داغ سودا
مگر تحریر قسمت کتنی خط گلزار کی صورت

۶۱

دستار خوان نعمت دنیا و دین اولٹ ای دل بساط فکر چنان و چنین اولٹ ایوب ذرا نقاب رخ شہر گنہگار اولٹ ایو شعاع رونق اب رخ آتشیں اولٹ دیتی ہوا جو پردہ محل کہیں اولٹ ساعت سو وقت قتل فقط آستیں اولٹ کھو کرے اپنی مست خاقان چین اولٹ درون یک قلم میں فقر دنیا و دین اولٹ غفلت کا پردہ دل ہو جان آفریں اولٹ ایو جوش نالہ گنبد سیرخ بریں اولٹ جوش قلع سو جاو دل ہمنشین اولٹ	کھا فقر میں نہ گردہ نان جوین اولٹ مسند کولات مار بچھا بوریا جو فتنہ کوہ حجاب کو بھی اوٹھا درمیان سو تو مردم کو چشم بد کا جلے گا سپندال بنجائا قیس ناقہ لیلی کا ساربان میں نیم جان ہوں کھینچ نہ تلوار سیان سر سو نکال پئے ہو اچھت و تاج کی کہیں چون اگر جبریدہ عالم میں مد آہ محب سے اوٹھا تعلق دنیا کہ تو حجاب اپنا یہ قصہ تن نہ وبالا کیا تو کیا فرقت میں جوش گریہ ہو نالہ سانس
--	--

اقرار وصل تھا شب میں مکرہ باب
اندھیر ہے زبان نہ احوں حسین اولٹ
دیکھی ہوا نقاب رخ شرکین اولٹ

عاشق کو کہ نہ توبہ شیریں سے تلخ بات
۶۲ یہ میٹھا زہر دے نہ کلیجہ کہین اولٹ
۱۶

قتل کرتا ہی نہ ہی حرم نہ قصیر عبت
بیونفا ہو وہ خبر سننے نہیں آنی کا
لکھتے ہیں نیک عمل بھی ورق عالم یہ
کہتے ہیں عہد خلائی کی شکایت جو کرو
وصل میں میں نہ کہیں نہیں ٹیڑھی باب
یہی دو یا میں ہیں اقرار کرو یا انکار
گردش چرخ کا شکوہ مرعیات میں نہیں
تا تو اپنی کا یہ ہو زور کہ خود مرنا ہوں
چاروں کو لیے دنیا میں تجھ پر نعم
اوسکو سودا ہے جوانی کا جو دم بہر تپا
نہیں ملنے کی جگہ غیر میں دو گر سو یاد
یہ نقاہت ہو کہ زانو سے نہیں اچھٹا
عمر بھر میں نہیں قدموں سے جدا کر نیکا
چاند نے روشنی بخشی نہ سیہ خان میں

نوجوانوں کا ہو دشمن فلک پر عبت
میری میت کو اوٹھاؤ میں ہوتا خیر
ہم زمانہ میں نہیں صورت تصویر عبت
کوئی سنتا نہیں تم ٹرڈ ہو تقریر عبت
مجھے بل کرتی ہو وہ زلف گرہ گیر عبت
اس قدر کرتے ہو تم طول کی تقریر عبت
مجھے عکس ہو اتنی مری تقدیر عبت
قید کی قتل کی تم کرتے ہو تدبیر عبت
طلب عزت و ملک نہ رو جاگیر عبت
ساتھ پھرتا ہو ہمارے فلک پر عبت
چاروں کو لے کر لے کر رہتے ہیں یہ تعمیر عبت
مجھے دیوانہ کو پہناتی ہیں نہ تعمیر عبت
نالی کرتی ہو مری پاؤں میں نہ تعمیر عبت
کام اپنے ہی بناتی تو ہو تعمیر عبت

دیکھو

دیکھ کر آؤ مری زلیست کا بکڑا نقشہ

۶۳ خاک ہو جائینگے غصہ بخدا اور ہی

نام سرور سنتی نہیں ہم سواۓ رنج
طول شب فراق سے ہوں مبتلاۓ رنج
دیکھا نہ آنکھ پر کے کہی روزِ زشت کو
تنہا شب فراق کا کٹنا محال ہے
بے اتفاقیوں سے تری ہم گذر گئے
شام فراق سے ہین لالہ ہین زلیست کے
طول شب فراق کا شکوہ نہ کیجھے
راحت خلافت خواہش دل سے ہین ملی
بے لطفیوں میں عمر ہماری گذر گئی
سر کر چھٹا ہوں کا کل پر خم کر چچ سو
بحر فنا میں موجِ حوادث کا ڈر نہیں
تشویشِ محکوم رہتی ہے انجامِ کار کی
رفعِ الم ہے حاصل لذاتِ دنیوی
ساکھ ہیں راہِ عشق کو ہم کس سرور سے
شادی پیام وصل کو سننے سے ہو گئی

۶۴ عاشق کشود کار کو اسید اپن

بہج دی آپ نو میری لیے تصویرِ عیث

۱۶ چاروں کیوں ہو خوش اس کی عیث

یار ب چلی زمانہ میں کیسی ہواۓ رنج
سوداۓ زلفِ لایا ہے سر پر بلاۓ رنج
پہونچی گہی نہ کان میں اپنی صداۓ رنج
یار بیان کس سے کروں ماجراۓ رنج
منصف ہو ایک دل یہ کہاں تک اوشما رنج
آخر ہوئی جو عمر ہوئی ابتدا سے رنج
دیکھ میں تو صبحِ حشر تک بگڑاۓ رنج
تسخیرِ دیونفس سے بھاگی بلا سے رنج
صدی سو جگر کو جلایا اوٹھاۓ رنج
دستِ قضا کی کھول سے عقد ہاۓ رنج
راحت طلب ہوئی نہوی آشناۓ رنج
میں اپنی طولِ فکر سے ہوں مبتلاۓ رنج
ہر عیش کی طلب سے جہان میں بناۓ رنج
جس سمت منہ اوٹھاۓ سو کو سوٹاۓ رنج
پیغامِ برہمارا ہے مشکل کشاۓ رنج

۱۷ حدی زیادہ غم ہے ہوتی آہاۓ رنج

جھکا جو فکر میں سر نخل بارور کی طرح
ہمارے شعر کا سیکے سو بھی سوا سو رواج
تمہاری سچ کو خم و پیچ زلف میں نہ کیا
لیا نہ ضعف میں احسان خیر کا سر پر
کبھی قیسیہ رونبل کی لینو پیاسے
پھر اجو آئینہ سے مکس برق عارف کا
ہزار ہر رخ محبوب غیرت خورشید
تمہاری تیغ نگہ سے نگہ جو لڑائی کی
یہ قرب و بغاوتیں اول قباب کی گزری
بطر شراب میں رکھ دو گزک جو وہ عسی
ہمیشہ بعد ہلال و قمر سے حیرت ہے
وہ کم سنی کر سب اعضا بدل گئی لیکر
کہیں ہمارے نہ خفت ہو مجھ کو مرنے پر
نشانہ اور کاتا کا جو اسے کمان برو
پری و شون کو بلا کر وہ گرم پہلو ہون
اباس عاریتی سے سفید پوش ہنو
کڑے جو یار کے پٹائی دست نازکین
ہمارے قتل سے یہ رنگ رو یا راوڑا

تو شعر شلخ قلم سے کرے شکر کی طرح
کہ دل سو پھر نہیں مٹا نقش زر کی طرح
کبھی ہلال کی صورت کبھی قمر کی طرح
کبھی جبکی ہنیں گردن مری کمر کی طرح
کہ بڑھ بجاویہ سر چڑھ کی موی سر کی طرح
فرشتے کا ندھون کو غش ہو گئی بشرط
سوا و زلف نہ روشن ہو اسحر کی طرح
اوٹھایا پنجہ مژگان ذوق سپر کی طرح
گستاثر ہا کیا میں سایہ شجر کی طرح
کباب غم کا اوڑجای سچ پر کی طرح
یہ ایکجا نہیں کیون تیغ اور سپر کی طرح
دہن دہن کی طرح ہو کمر کمر کی طرح
یہ استخوان نہ اوڑجائیں مشت پر کی طرح
ہم اوڑسے تیر کو آگے گئی نظر کی طرح
جلے رقیب کا دل بھی مری جگر کی طرح
نہ سر پر اور کا احسان و قمر کی طرح
کلاسیان بھی ٹھکنے لگیں کمر کی طرح
سفید خال ہو سے داغ گہ کی طرح

۶۵	چلو جدھر سے او دھر گرم رو نو عاشق پھر نہ گھر کی طرف تم کہی شہر کی طرح	۱۲
----	--	----

خون شامق میں عبث کرتا ہوا سناگ گنج خالی شہم ست کی فرقت میں پتیا ہون سبز مینا میں جو ہر ساقی شراب بعل فام پنچہ مرجان کو خجالت سے کرچا کیا سفید قتل سے وجہ بگینہ کو کچھ شفق بھڑولی نہیں صاف تندی دل و رخسانہ کا دیو کا ہوا سیل میں لڑائی آنکھوں میں یہ جاری ہی بارتھہ کا کیونکر اونٹ نازک بدن ہوا وہ سکو نمون میں عاشق کو ڈوب رہے ہیں تیرے کشتیم حلق بسل نگیں حلقے رکاب پار کے خون مینا حسن ساقی پر فقط گرتا نہیں برگ گل سے سیل دس گل کی چوڑا یا چاہو میں پہ سچا دانہ تن میں گشت فدا دے	عکس نگاہ صہم سے ہو جاگی پوشاک سرخ کیون نہ پانی تو کروں میں گہو لکڑیا گنج فرش نخل کا بچھا یا مہنے زیر تاک سرخ ملکہ مہندی ست پاک تار ہوا وہ پیراک سرخ ہو گئی ہر شیشہ گرد و نہیں باری خاک سرخ کیف محو سرجب ہوا وہ پیراک آتشاک سرخ دشت وحشت میں او گر خنجر و خاشاک سرخ نیم کو تنکو سے ہو جاتی ہو چسکی ناک سرخ کیا غضب ترستی میں آنکھیں تر سہاگ سرخ سیل خون پر رنگ لائی ہو گئی پوشاک سرخ سیکشون کو خون سے ہر خاک تیراک سرخ کیسہ نخل سے نازک تن سے اسے دلاک سرخ خون سے نازک دہن کو جب ہوئی مسواک سرخ
---	--

۶۶	شعلہ آہ آتش زاسر عاشق بنگیا ایک گنبد آواز زیر گنبد افلاک سرخ	۱۰
دکھلا تارین وہ شوکت و شان نہ و خوشید	تو نید میں ہو کر قرآن نہ و خوشید	

<p>سئی مین ملا دیتے ہوشان مہ و خورشید اسخ ان مین دو گردہ نان مہ و خورشید مٹ جابو ابھی نام و نشان مہ و خورشید ہوتی جو مری طرح زبان مہ و خورشید چپتے ہین نکلتی ہین بسان مہ و خورشید کرتے ہین حقارت ہی بیان مہ و خورشید گردون پہ ہونی گرم دکان مہ و خورشید لاتا ہو شب و روز جو خوان مہ و خورشید</p>	<p>نہ نقش قدم پر ہو گمان مہ و خورشید مہمان ہوں کیا چرخ کو مدت ہو ہین مکیو خساروں پر افشان چنو پردہ اوٹھا تیرے رخ تابان کی شنا کرتے فلک تیرے دونوں رخ تابندہ تر سے زلف تیسرین آئینہ مین وہ دیکھ کے خسارہ نشون جب داغ مٹو سہ دی بازار جنوں کو کس شک سچا کی فلک کرتا ہو دعوت</p>
---	--

۱۲	نقش قدم یار کی تصویر سمجھ کر عاشق ہی ہوئی مرتبہ دان مہ و خورشید	۶۶
----	--	----

<p>کرتا ہو کج روی کو تری آسمان پسند کرتا نہیں کسی کو وہ بے امتحان پسند پوشاک پہنو وہ کہہ کر اک جہان پسند جب اپنی پوست فونکیے استخوان پسند آیا ہو میری ضعف کو بار گران پسند پاؤ جنوں کو ضعف مین ہین بڑیا پسند کہانا وہی ہو کرتی ہے جسکو زبان پسند اوس کمکشان ہی ہو یو یکمکشان پسند</p>	<p>خسارہ نہ مہرنے کین گرمیان پسند ایذا ہو صاحبان تقرب کے واسطی رنگتو ہو کیون انگر کھے کو خون مہسید لذت بلیگی خاک سگ کو یار کو مجنون فرسنگ صبر اوٹھایا نہ اوٹھ سکا حسرت ہو دست شوق کو دایان یاری شعرون کا میری لطف اوٹھا بقیہ روان افشان چہرے و مانگ پہ آسمان حسن</p>
--	---

خود جام آفتاب میں عیسیٰ شفق بھری یون اپنی اپنی وضع کی لاکھوں حسین ہین بھڑکانے سے رقیب کی کہلو اؤ گلن مجھ ضد ہر فلک کو ہمہ تو مکھو فلک سی ہر ہو تو ہین کیون مقیم جان خراب میں	آہک جو ہو شراب خم آسمان پسند انداز آپکا ہی مجھے مہربان پسند ہمکو نہ آئین آپ کی یہ گریبان پسند رفتار سیر کی نہ کر سینگے جوان پسند کرتا ہی اس مقام کو کیون کاروان پسند
--	--

۶۸	درد و فراق کا ہے مزا کب وصال میں عاشق بہار سے بھی سوا ہی خزان پسند	۱۲
----	---	----

اوٹھا کر لکھے جو وہ غیرت چمن کا غنڈ ہوا ہون زاریہ میں انتظار میں خط ملے جو سرمے کو اوس بت کی خاک نقش خیال تھا کہ وہ لکھیں گرا کی خط کا جوا حساب گو میں لکھنا پڑیگا تل تل کا خبر کسے ہو کہ وہی جان دشت غربت میں شکر شکن ہوئی کا غنڈ کی رشک نافہ پیر رقیبو پیر مری ہوتی ہو شوق تیغ زنی جواب ایک نہ لکھا ہزار نامے کا فسون گری و نہوگی جو وہ پری تسخیر جو نامہ لکھا بہار یہ ایک گل رو کو	حروف گل ہون بنو برگ یا سمن کا غنڈ کہ استخوان ہین خط مستر اور بدن کا غنڈ لکھائیں پڑیون میں پو تھیکا ہر ہین کا غنڈ اسی گمان ہو کیا صرف لاکہ ہین کا غنڈ مداد لب ہو قلم اونگلیان کفن کا غنڈ او دہر سے آیا نہ پہنچا مرا وطن کا غنڈ فیٹا بالون میں تہنے جو جان من کا غنڈ تراشا سامنے قاصد کے لاکہ ہین کا غنڈ ملا نہ آپ کو تھوڑا سا جان من کا غنڈ طلسم لکھ کے جلا دینگے لاکہ ہین کا غنڈ بنا وہین خط گلزار سے چمن کا غنڈ
---	--

۱۹	کسی کے کب ورق دل میں نقش الفت ہو عجبت ہو لکھتے ہو عاشق پئے وطن کا غنا	۶۹
----	--	----

سینکشی کے پچھ مڑو دکھلا سے ابر
لطف کیا جب غم کا دلیر چاہے ابر
چار دیوار غنا صر دھا سے ابر
آہ سوزان کا دھوان ہو جا سے ابر
اور دلیر درد و غم کے چاہے ابر
آب حیوان بھی اگر برسا سے ابر
چشم گریان سے مری شرما سے ابر
زور سے گو مینہ بہت برسا سے ابر
چشم ترمیری نکیون بن جا سے ابر
گرم نالوں سے مری جل جا سے ابر
زور سے جب خوب مینہ برساتے ابر
کیسے کیسے برسو کیا کیا آ سے ابر
سکشون پر آب کرم فرما سے ابر
دو دو دل نے گہری ہو جا سے ابر
آبر و اپنی نہ کھوئے آ سے ابر
بدلے مینہ کے آے اگر برسا سے ابر

انی فصل گل چین پر چاہے ابر
لا کہ خبر سے لا کہ گہر گہر آ سے ابر
ہجر مین مینہ بھی اگر برسا سے ابر
بدلے باران کو ہوا شکون کی جٹری
دیکھتے ہی بدلیاں برسات کی
پیا سے ہی مزاج مین منت کش نون
نالہ سوزان سے بجلی مینہ چپا سے
آتش دلیر ہے روغن حجب مین
روکش طاؤس ہو داغ بن سو دل
سرد ہو بجلی ہی آہ سرد سے
اپنی چشم تر سے مین تشبیہ دون
دیکھ کے کیا کیا لطف اس بیات مین
مے ہے سبزہ ہو چین ہے نہر ہے
خاک بر سے اکے مینہ برسات مین
چشم تر سے کیا کر گیا سامنا
سکشون کا مزرع دل سبز ہو

دلیت جو سیمہ

کشتی جو پرچہ ہی ہین بادہ نوش	خوف کیا دریا اگر برسے ابر
اوتھے پے درپے چو دل بندود آہ	آسمان تک ابر سے پہلے بالاسے ابر

۷۰	عاشق اپنی گور پر سایہ کسان	۲۴
	ہاں کبھی برسات میں جب آئے ابر	

زار سے اپنی ملا وہ شہ خوبان کیوں کر دیکھیں ہو جاتی ہے صبح شبنم ان کیوں کر لوگ شاری سوتری ہوئی ہیں بھان کیوں کر باد صحرے کہیں آکر کل جاتے ہیں بزمین ہو دیکھ تو آنے دو مجھ دیکھوں تو مالہ ہاں شب ہجران کو کسی نے نہ سنا چشم روزن سے کھل جاتا ہوں مانند نظر بیوقوفی کا گلہ سنکے یہ فرماتے ہیں تشنہ شربت دیدار جولین بوسہ لب یا خدا جانتا ہے یا مردان افق ہے دامن کوہ کے ٹکڑی ہیں سزنا کوں سے ضعف سے بل نہیں کہتی تدای جوشن ساز انگون میں ابھی تک ہی گریخت ہے جی شگفتہ نہوا ایک ن ای تیر فلک	ہو گیا رابطہ سور و سلیمان کیوں کر ہاتھ آتا ہے جنون میں یہ گریبان کیوں کر پل میں سر کاٹتا ہے خنجر شرکان کیوں کر دامن گرد میں او بھین دم جولان کیوں کر سامنا کرتے ہیں مرغان غرنحوان کیوں کر یار کے ساتھ ہو کر گوش غریزان کیوں کر روک کھین گرد یار کے دربان کیوں کر چوٹ جاتا ہے بھلا رابطہ دن و جان کیوں کر دیکھیں پھر رہتی ہی آپ ردندان کیوں کر کیا بیان کیجئے کاٹی شب ہجران کیوں کر دامن گردی ڈھانگون تن عریان کیوں کر دیکھیں طرہ موتا ہی وحشت کا بیان کیوں کر پھر گئی ہے تمہاری صفت شرکان کیوں کر ہو گیا دل صفت خنجر بیکان کیوں کر
---	---

<p>کثرتِ خوف گنہ سوسری آکسو سوسکھے دیکھا شام شب وصل کو گھبراؤ بہت قتل کو بعد مکر جو ہو سکے کیا حاصل پاک دامن ہوں رکون گانہ مثال یوسف وحشیوں کو جو ملے زلف تماشادیکھو شر زنا جہنم بھی دکھائی دیکھا شر خام گاسے شجر قنات میں کیونکر آہ شبِ فرقت میں اثر پیدا ہو گوے چوگان صنم سر کو بنایا میں نے</p>	<p>تیرہ روزوں کا سونامہ عصیان کیوں کر غیر سوچتی ہیں کرتی ہیں سامان کیوں کر خاک الو سوچے خون شہیدان کیوں کر دیکھو کھل جاتا ہے قفلِ درِ زندان کیوں کر باتیں کرتی ہیں پریشان سو پریشان کیوں کر آتشِ عشق سو جل جاتی ہیں نہان کیوں کر سرخ بوسون سو کروں سببِ نخلان کیوں کر ماتہ آجائے کلید در جانان کیوں کر جان پر کھیل گیا میں سر سیدان کیوں کر</p>
--	---

۱۹	مصحفِ رخ نہ اگر تیرج میں ہوتا عاشق ہندو زلف سے بچتے یہ مسلمان کیوں کر	۷۱
----	--	----

<p>چرخِ صدق ہو گیا آبی دوپٹا دیکھ کر ماتہ کھلنے لگ کر تھی مین کاٹا دیکھ کر یہ ہرن وحشی ہیں رم کرتی ہیں پند دیکھ کر سخت میری جاگ اوتھو اوتھو ستا دیکھ کر اوالناہاتہ ان مریضوں پر سیحان دیکھ کر خار خار دل مٹی ہیں خار صحران دیکھ کر جام ہاتھوں کو پھسل پڑے ہیں مینا دیکھ کر</p>	<p>خون میں بولی شفق وہ سرخ انگیا دیکھ کر پاؤں پھوڑا رہ میں اس گل کا چہرہ دیکھ کر حلقہ کا کل نہ آئینے میں کیا امی شوخ چشم کیا گلِ نظارہ بوٹے عارضِ بخار کے مردِ زندہ ہوں مگر بیا عشقِ اچھوڑ نہ جوشِ وحشت میں طبیعت بسکہ پڑا دیکھ کر کچھ بہن کو سیکشی کی آج کل خوش نہیں</p>
--	---

<p>وصل کی شب بند محرم کو نہ ہمیں کھل سکے تیرے تلوے شک گل و نازنین یاد آگئی ساقیا موی چکاوی باغ ہو اورا برہے اور گرمی سے بڑھی رنگِ طلائی کی بہار تنکا تیری ناک کا تنکے میں چنوائیگا دیکھی جب انگلیا کی چڑیا پھر گیا سر پہا بعد مردن بھی اگر پابند وحشت رہ گیا قد تھا بوناسا پڑی رہتو تھی بند کی قین بوشیا قی ستنکے دنیا کی ادھر آنا نہ تھا کان کو جھک کر کی فرقت و جلایا رات کو مل نہ ہاتھوں میں خنایا انگلیا طلائی ہو اگر</p>	<p>تو تو ہاتھوں کو اوڑھی انگلیا کی چڑیا دیکھ کر مجھ کو سودا ہو گیا نقشِ کف پا دیکھ کر آج تو لانا کوئی اچھا سا شیشا دیکھ کر سونے کو پانچکا دھوکا ہو پینا دیکھ کر زہر ہم کھا جائیں گے کا نون کا سبز دیکھ کر تخت شاہی مل گیا دان تو نکا چوکا دیکھ کر مخوق سمجھو نکا درجست کا حلقا دیکھ کر اب فلک بھوکو نظر آتا ہے بالا دیکھ کر اس خرابی میں بنایا جھنکے گریہ دیکھ کر دل میں چھالو بڑگو عقدِ ثریا دیکھ کر چور سب رہ جائینگے سو نیکی چڑیا دیکھ کر</p>
---	--

۹

مدتوں سے رابطہ شعر و شاعری جاتا رہا
پھر غزل تحریر کی عاشق و چرچا دیکھ کر

۷۲

<p>نما فل جو گوش دل سے سنی تو صدای گور کیا جانیں جس مقام کی مطلق خبریں ہر خیر کا ہو رزقِ حسین جہان میں دیوانہ کرنا ہو مجھے شوقِ مرگ نے پہنچا نہ خاکسار کوئی میری گرد کو</p>	<p>کتنی ہی خاک زیرِ قدم ہو یہ جای گور پھر تاکوئی تو پوچھتے ہم ہا جی گور ہوتا ہو ایک دن تنہا انسان اچھ گور عریان ہوں اسلیو کہ بہن لون قبا و گور کیونکہ نہ تنگ مجھ کو گلے سے لگا ی گور</p>
---	--

کھل جاؤ زندگی میں اگر ظف خواب گ	بدلو مکان کو چاہیو انسان بنای گور
غز شکر حزن شکوہ نہ آیا زبان پر	پسیا فلک نے زیست میں آب زماں گور
رہتی ہو محبو ہجر کی سختی سو یاد مرگ	طول مرض ہو کتنا ہی انسان کہ بدلو گور

۴۲	مردوں کا قرب بھی ہے جو دشت میں ناگوار
	عاشق ننوگی خاک میں تجو ز جانی گور

بیٹھے ہو پیٹ پیر کے تم کس قصور پر	فقر اچلا رقیب کا کوئی حضور پر
محرورم تیرے کو چڑھے کہا خضوع پر	گلشن ہو عندلیب کے کاٹے ہیں دور پر
سمجھا میں خط مطرب وادو دکن کو	لکھا ہے حاشیہ یہ کتاب زبور پر
سوداوی زلف یار کی بہتان بندہ گئے	کیا کیا نہ بندشیں ہو میں مجھ بقصور پر
متوئید سر کا آپکے دیکھا جو ضعف میں	بجلی کا احتیال ہوا کوہ طور پر
ثبت العنب کو عشق میں نیاز ہی دین	پر یون پر اپنی آئی طبیعت نہ خور پر
عرش آشیانہ طائر فکر رسا کا ہے	انسان کے لیے ہیں عقل و شعور پر

۴۳	بھڑکا ہے لاکھ آتش داغ جنون سوتن
	ہو سیل لشک چشم بھی عاشق و فور پر

دریا و اشک بعد فنا بھی ہو زور پر	چادر کے بدلو پانی کی چادر تجو گور پر
احسان بعد مرگ کیا سمجھنے چور پر	رکھوا گئے کفن کو اتر واکے گور پر
وہ آزمائش تیرا اگر اہل زور پر	بیٹھے نکل کے خاک سو بہرام گور پر
رخسار یار کا جو مقابل ہو چاند سو	دھوکا ہوا ہے طائر دل کا چکور پر

بوسہ لیا ہو شعلہ رخسار یا ر کا
اونگلی جو تھا بنی قول کو چھلے کو دیکھ کر
تھی شمع رات بہرین نہ پروانو کا ہجوم
دیکھو جو پشت خار کو میٹھی نگاہ سے
دریا بہا یہ اشک کا منجہ تیرہ بخت کو
قلزم میں اشک گرم جو چکا ہو آنکھ سے
دل میں ہمارے چیدہ بین تیر نگاہ سے
۵، عاشق کو ایک کان ملا کی یاد ہو

مردہ چیدہ لگا میں جو وہ تیر گور پر
وحشت میں اتحاد یہ پہنچا کہ بعد مرگ
مہرے جو رنگ آئینہ دل نہ اوٹھ سکا
اسباب ظاہری سے نہیں شہنا زنا
مدت کے بعد بیٹھے لگی ہر زمین کو
غیر رہا کسی کا نہ دنیا میں اے پری
بعد فنا بجا رہا تپ عسم نہ کم ہوا
رحمت کو قطع کرتی ہو تر دامن مری
بے مایہ مر بھی جائے تو چاہل شو فروغ
میری چراغ داغ میں روغن بڑھا دیا

تغیر کوئی شمع کی ہوتی ہی چور پر
کیون حکم قتل کرتے ہو گکڑی کی چور پر
اک مشت خاک صبح کو تھی اور کرور پر
آنکھن ہون نیشکر کی طرح پور پور پر
مستی سی جم گئی لب دریا سے شور پر
تجنا کہ پڑ گیا لب دریا سے شور پر
ابرو کمان کی مشق ستم ہے جو زور پر
افزون ہو شور اشک بند کھڑ پر ۲۲

قربان اپنی غیرت بہرام گور پر
روشن چراغ وادی امین ہے گور پر
بیٹھے فقیر ہو کے سکندر کی گور پر
آئینہ کب لگا ہو سکندر کی گور پر
ہمکھ لگا کے بیٹھے جو تم میری گور پر
کیا بیکسی ہو آج سلیمان کی گور پر
رہتا ہے ابرہہ یہ فلک میری گور پر
پھٹتا ہے ابرہہ اگر آتا ہو گور پر
جلتا نہیں چراغ بھی غلغل کی گور پر
پانی کو بعد دفن چڑھ کر اس کے گور پر

<p>لاقی ہے بوی گل کو صبا میری گور پر بادِ صبا نے خاک اڑائی ہے گور پر مُردے کو کیا جو شمع بھی روشن ہو گور پر اسے ماہ آئیے کسی تاریخ گور پر تاریخ ہو غریمتِ مستخیر گور پر رکھو جو ہر فاتحہ تم ہاتھ گور پر کیا آئے لات مار کے حاتم کی گور پر سبزی کے بدلے آگ کا ہی پتیر گور پر بجلی جو تم نے ہنس کے گرائی ہے گور پر چادر نہیں تو چاندنی چٹکی ہے گور پر پروانہ تک نہ آئے گہی شمع گور پر</p>	<p>ہر شب چراغ ماہ جلاتا ہے آسمان میت پر اپنی ابر نے آنسو بھانڈو ہین افسردہ دل کو چرب بانی سو کیا حصول مرنے کے بعد قطع محبت نہ بھیجے میرا پری و ش آئے اگر ہر فاتحہ شمع مزار صاف ہوں گوری کلاں بیوجہ آج بوسے دیے ہین جو صنم ظاہر ہے میری قبر سو سوز درو کا چادر چڑھا دو موتیوں کی شک چشم سے سامان اپنا ہے مہ کامل کی مہر سو ہمدرد کو بھی ہر مری محبت سو احتراز</p>
---	--

۲۰	کیا جہین آگئی کہ اوتارا مزار مین دو پھول بھی چڑھاؤ نہ عاشق کی گور پر	۷۶
چتر کون اگر نک میں دل اغدار پر بلبلِ فدا ہے آدھ فصلِ بہار پر ہر وقت جان رہتی ہو بند کی دار پر سنبھل فدا ہے دو چراغِ مزار پر میری نظر ہے رحمت پر درو گار پر	پس جائے یوں نہ حسنِ ملیح نگار پر دل لوٹا ہو سینے میں رفتارِ یار پر یارب یہ شفیق ہو کوئی قد یار پر مگر بھی مرتبہ ہو یہ سوداِ زلف کا پریش نہو گی ایک گنہ کی بھی دیکنا	

سود میں یہ گھلا ہوں کہ صورت بدل گئی
اور کر مکان یا کو ڈھونڈھو گا چارو
یہ لطف در گذر ہو یہ رحمت کی ہر صفت
نالہ ہمارا کان تک وس بہت گونہ جا
دیتا ہر لطف کیا عرق شرم وصل میں
رو کا ہے اپنی سر کی دلا کر بھی قسم
کوٹھے پر آپ ہو کہ مدر چڑھے نہ نہیں
زندہ رہی تو جا بیگی گلشن میں لا کر بار
ثابت کریں تو اپنے ہو خواہ کا قصور
لذت کو ترک کر کے جو کھاتی ہیں نان خشک
لےتا ہر رزق سو من و کافر کو شام تک
اوس بت کی جستجو کیا استغناء ضعیف
ذاتی بے برش ہے ابر و قاتل کی تیغ میں
دنیا میں ضرب دست خدا کی تھی دنیا دا

پنجہ ہے عنکبوت گریبان کے تار پر
 امید شوق و عشق و شش بہین یہ چار پر
 دشمن یہ بھی نہ جبر کرے اختیار پر
 بہین لو لگائے قدرت پروردگار پر
 شبنم پڑی ہو سبزہ رخسار یار پر
 کھاتا تھا زہر سبزہ رخسار یار پر
 اک آسمان ٹوٹ پڑا خاکسار پر
 صیاد و عندیب کے نوچے ہزار پر
 آندہ ہی کی طرح آئے وہ مجھ خاکسار پر
 گئی کے چراغ جلتے ہیں اوسکے نزار پر
 دشمن پر التفات ہو جو دوستدار پر
 چڑھنا پہاڑ ہونے لگا کو بہار پر
 رکھی گئی نہ باؤہ کہی ذوالفقار پر
 کافر بیٹھتے تھے تبرش ذوالفقار پر

عاشق امیدِ عفو کی ہے آنکسار سے

12

پیشرو ہونہ طاعت پروردگار پر

بہت سے بہن بھائیوں کو میدانِ دل دکھانے کے لیے

حشرم قاتل نے کیا دیوانہ مایل دیکھ کر
اکہ خیر نہ افشان حسرت دل دیکھ کر

جہانک آیا قبر کو بیمار شوق وصل یار
 قید کیوں ہوتا اگر میں بہاگ جاتا وشت کو
 کیجئے بلبلی سے شرج گلشن داغ جاگر
 دل ہو اغوش جسم چھپ چکا کنارے گورگی
 جب نغمہ دامن ہو مٹا دی زلف وہ نہر چین
 غیر کو خال و خط خسار کی ہو کیا تیز
 اپنے دل سے چرخ نے آخر گرایا برق کو
 خنجر غم سے کیا ہو چاک پہلو اس لیے
 کہو کہ دنیا میں دل سوزان کو نہوٹا ہوا
 عکس و صاف دلبر کچھ نظر آتا نہیں
 خاک مجھ کا پیدہ کی پہرتی ہو کوسے یار میں

۷۸ گو ہر مضمون عاشق کی جاگیر کا نہیں

وصف تیرا خلد میں موقوف ہو کب حور پر
 پیچھے سے سے نور جلوہ خسار یار
 مدتوں کیساں رہے جو چیز دوسرین لطف کیا
 پیروی محبتوں کی کرتے آؤ عاشق آج تک
 کیوں نہ اس سفاک لائل ہون صغین عشاق کی
 بگیا مہر بگہل کر زخم سے داند رے سنو

پڑ گیا دل راہ رو کا آج منزل دیکھ کر
 پانوں بہاری ہو گئی میری سلاسل دیکھ کر
 درو پہلو کا بیان ہو صاحب دل دیکھ کر
 اہل شقی ہوتے ہیں سرور ساحل دیکھ کر
 تشکین کا نہ ہوں کے فرتو چاہ بابل دیکھ کر
 پڑ نہ نہیں سکتا کبھی صحت کو جان دیکھ کر
 تیری سنہنے سے اوسو کر کہ مقابل دیکھ کر
 ناموک مژگان ہو قاتل تاک لڑ دیکھ کر
 انکار و وزخ اوٹھایا صورت دل دیکھ کر
 آئینہ حیران ہو آئینہ مقابل دیکھ کر
 خوش ہو وہ سفاک دیوار جن کی گلی دیکھ کر

۱۹ بھیجی موتی کوئی بندہ کو قابل دیکھ کر

بن گیا شکل زریاں ہر برگ نخل طور پر
 ہو گیا خورشید شمع روز کوہ طور پر
 زلال دنیا نماز کرتی ہے شباب حور پر
 اب قیامت تک چلیں گے سب سے دستور پر
 کیا جکی پڑتی ہیں بلبلیں پیہر مخمور پر
 جل گیا ہالہ اگر رکھا ہر سے ناسور پر

فوق پر عمر خضر پر طول میں اوس لعل کو
 بام پر ہر چہ یار جان باز و کاہو کیونکر گذر
 اس سو ڈھارس غزو کو ہر ہمتار و لطف کی
 طرف عالی خجلے تھر اوکانہین باقی نشا
 زخم دل جلتا ہے یاد شعلہ رخسار سے
 پر حیرت دل کی بگرگی ہجوم حرص سے
 عطر نے چمکادیا باون کو گورے کال کو
 شہد لب سو شمع رخ کو سہ گیا ایسا فروغ
 پردہ راز محبت کو انا الحق سے کھلا
 سختیاں لاکھوں اوٹھائیں ایک بو کو کیو
 روز روشن منہ چھپاتا ہی سوا دلفین
 جنس دل جو کہوں اوٹھا کر ایتک پہنچا ننگ

۸۹ عاشق اور چشمِ حیرت کی بکریاں

عکس لب پڑتا ہی تیغ ابرو خم دار پر
 صاف ظاہر ہے نشان پر چشم یار پر
 المدد ای شوق دیدار پر یرو المدد
 نقشہ ہے سہماری عقل زائل کی تہی
 اپنی انگلیاں دیکھو دیتا نہیں وہ رشک جو

مشک پر بو میں نہا سہا ہی میں شب و گھر پر
 دخل پروا نہ لے گا لب ہوتا ہی شمع طور پر
 رحم آیا تھا فور کسلا لنگی تیسو پر
 بوج چینی کی نہ سکیں مدفن فغفور پر
 عشق نے کر کے ماہر ہوا لداغ کا ناسور پر
 بیٹھتی ہیں مکہ سیان پر زخم کراں گور پر
 نکلتا مشک تختہ تہ کیا چرب ہو کا نور پر
 شل پروا نہ حیا لہرین میان زینور پر
 قطع ہے جا سہ لقا سے اللہ کا منصور پر
 مزد و دیکر پستہ گیتی میں مزدور پر
 نور عارض سے نکلتا ہی ہے شب بکھر پر
 گو حفاظت مال کی وجہ نہیں مزدور پر

چشمِ پوئی کو بریتاں اور بوند پر ۹۰

ریتی ہے ہر جہت تھی باہر تلخ لہر پر
 مہر کرنے کی سہتے جامِ شربت یاد پر
 دست و پاسیہ سے نہا دی لکیر میں چار پر
 پاؤں کی لہر تہ میں کہا بات دیکر یاد پر
 بیٹھنے پاتا نہیں مریخ نظر دیوار پر

جھوٹے وعدوں میں تمہیں کی کیا منتظر
 جام بھرنے میں جو عکس بروی ساقی کا
 اوس چائے سنبھو رخسار جانان کی اگر
 چور کی مانع صفاحی خانہ دلدار ہے
 کب بعد کوئی کیسے دکھیں پڑا ہوا شریک
 بزم عشرت میں جو آیا وہ سچ شمع و
 گفتگو کرتی ہو کیا بل کی زبان حال سو
 چشمہ حیوان دہن ہو نہ کیونکر زندہ نام
 تم وہ کافر ہو تماشہ کا جو تمکو شوق ہو
 تیغ ابرو تیز ہوتی ہے منوسے یار سو
 خانہ جو رو پری گا ہک ہو ایسی جنس کا
 اس برس جو فصل گل میں چھو بیلی لڑا
 مجھ کو سولی پر چڑھاتی جو عرض منصوبہ کے
 قتل سے کیوں تیغ ابرو رگبلی بل طرگر
 سخت جانی خنک میری او کو غصہ آگیا
 کچھ فقط وہ تیغ میری خون کی پیاسی نہیں
 عکس محرم پر زور و زائدان کا ہنسنے میں پڑا
 سر بھی پھوڑ گیا اگر سمارٹنے کا نہیں

او سیجارات کٹنے کی نہیں بیمار پر
 شیشہ سے نوگلے کو رکھ یا تلوار پر
 زہر سے چھالی ٹہین لاکھوں بان مار یہ
 گر پڑا سایہ پھسل کر جب پڑا دیوار پر
 گل ہنسا کرتے ہیں حال نرگس بیمار پر
 جتنی تصویریں تھیں وہ پھر نہ لگیں دیوار پر
 تیری زلف پر شکن آتی ہر مہر مار پر
 بعد مژدہ ذکر ہے میرا زبان یار پر
 بھیس میں تپلی کرنا چھے آکر کالی تار پر
 جس قدر ہے بارہ پر قد بارہ ہو تلوار پر
 ختم یوسف کی خریداری نہیں بازار پر
 پرغور آئین بازو کی طرح ستار پر
 سراوتی نے پر بھی حق رہتا زبان دار پر
 نقد جان ہم دیتی ہیں کستی ہوئی تلوار پر
 کہتے ہیں منہ کھول کر کیا بارہ ہو تلوار پر
 جمع پٹے بھی لہو پینے کو ہیں تلوار پر
 موتیوں کا آج چونا پھس گیا دیوار پر
 رکھنا ہے خون تاج دیکھتے دیوار پر

۱۵	پل میں غاہر ہو گئی عاشق پر ازل کی بات دیکھ کر محکوم نظر ان کی پڑی تلوار پر	۸
----	---	---

<p>اک آسمان ٹوٹ پڑا تو ان پر یہ بت پڑے ہیں اور کسی خاندان پر جب میری استخوان لگے استخوان پر سیر فلک بھی روئیگا ایسے جوان پر جا کر مسج بھیہر رہے آسمان پر بوئے کہ میرا صبر پڑے تیری جان پر ہر وقت ہی زبان تمہاری زبان پر ای شوق ابھی نکالیں مری استخوان پر ہر روز کاروان گیا کاروان پر دیکھو گے تم کہ کھیل گیا میں بھی جان پر پھیکا نہ ڈالنے ہے نہ تلخی زبان پر لڑکے سگان کو مری صدمہ استخوان پر ہو تو میں جیسے نزع کر صدمہ جوان پر پیکان تیر میں ہے نہ چلا کمان پر</p>	<p>ہر صدمہ فراق بہت میری جان پر خاک کی شکل پر ہیں نہ آدم کی شان پر پتھر کی طرح آگ جھڑی جسم زار سو حسرت سے لوگ میری جباری کہتے ہیں تیری مریض سے جو اٹھائیں نیندیں میں نے کہا کہ وعدہ خلافی ہو کیا حصو وعدہ کی معتبر ہو نہ ثابت ہو قول کہ خواہش ثبوت ہو جو سگ کو ساری کی ملک عدم میں رہتی ہو کس جنس کی تلاش بوسے جو بد کے غیر سوار چتھار میں حال تب فراق طبعیوں کی کیا کون اسی آہ تو نے پھونک کی جہانگشاں دنیا دور و فراق پار کی ایذا نہ پوچھیے ایرو کا بل ہو آ کیو غرہ غرہ کا ہے</p>
--	---

۱۹	عاشق اب اپنی خاک چھکانے لگاؤ تم بیٹھو فقیر ہونے کے کسی آستان پر	۹
----	--	---

وہ دانت پیستے ہیں باغ میں چمنوں پر
 پڑی ہو آنکھ دم فوج اوسکے خنجر پر
 زمین ہو فیض ہو کشت فلک کوشل سحاب
 تمہاری خندہ دندان ناسی حیرت ہو
 غضب ہو دیکھ کے قاصد کو منہ پر اوت
 یہ بعد فوج نکالیں کدورتیں دل کی
 وہ ناتوان ہوں کہ سپن جائیں تھوان بے
 برش کا تیغ کو غرہ مجھے ہو صبر کا ناز
 فلک ہو ہو تری چشم مست پر ابل
 رہے نہ قید ملاقات آئین جا میں ام
 قیامت آئے تو ہو دوا خواہ کوشادی
 یہ اور بات ہو ناعق صنم جو قتل کرن
 ڈرا خدا کی قسم مار زلف یار سو میں
 وہ بادہ کش ہوں صراحی گل کا ہو تعویذ
 مال مال ہو فقر و فنا ہو صاحب مال
 گلا ذرا سا کٹا باڑہ ہو کئی سیٹھی
 مرا غبار قیبون کو سد باب ہوا
 یہ معجزہ ہے کہ روشن ہو دیو کے نام

دباؤ ڈالتے ہیں سسر و قد برابر پر
 لکیرین خون کی پلکین ہیں چشم جو ہر پر
 جو رکھتوں وہاں دریا کو دیدہ تر پر
 ہنسی کا شک ہو مجھ موج آب گوہر پر
 خدا کی آگ کو گلشن کیا پیامبر پر
 کہ خاک ڈال می خون شہید خنجر پر
 تمہاری تیغ کا سایہ پیسے جو بیکر پر
 ہر اک کو وہ نون میں عواہ اپنی ہو ہر پر
 شکست کھا گیا کاشیشہ گرا جو ساغر پر
 جو گہر پر آپ ہماری ہم آپکے گھر پر
 نماز شکر ہو داماں روز محشر پر
 ثبوت جرم و خطا کا نہیں پیسہ پر
 یہ خوف وہ ہو جو طاری ہو پیامبر پر
 عوض کلاہ کے ہو جام کا بندہ سر پر
 رہیگا پاس نہ دم بہر نقش ہو زر پر
 یہ دی لبونے ملاوت زبان خنجر پر
 اوڑھی یہ گرد کہ دیوار سنگی در پر
 بناسے تیرید بیضا کف تو نگر پر

<p>نہیں ہی غیر کا محتاج فقر میں عاشق بنا ہے موج سے اشکون کی بوریاد پر</p>	<p>۱۸</p>
<p>قیمتِ لعل لب سے دلبر توڑ خاکساری سے کر صفا حاصل آزماتا ہے کیا ہمیں اوامہ ہم نہ توڑینگے غاٹہ رساقی تیرے رنگاں کا احرار کمان ابرو سخت گوئی نہ کر صنم ہم سے تیرے رنگاں نہ ہر اور آس کے لگے جذبِ الفت کرے جو کچھ بھی مدد دل کی قیمت اگر بنی نہ یہ سان فوجِ باہر چین سے کر صیاد مائینِ مائتہ میں نہ موج آجاکے جان تک دیکھے بوسہ لہین گئے ہم حرص نے در بدر یہ دوڑایا حشر میں دیکھا کیا جواب ستم سرزنشِ موزیوں کو ہو نہ مفید ہوتا ہے جان نثار لاکہ میں ایک</p>	<p>دانت دکھلا کے رخ گوہر توڑ اپنا آئینہ تو سکندرتوڑ ہو جو مرضی تو لائیں اختر توڑ زاہد اتو نہ طعن ہم پر توڑ آزماتے ہیں آپ ہم پر توڑ شیشہ دل کو دیگا پتھر توڑ سب نے دل میں کیا برابر توڑ غیر سے لائیں او سکھل کر توڑ دیکھنا ہو گا روز محشر توڑ نہ یہاں عندلیب کے پر توڑ بید ہٹ کر یوں نہ تو گل تر توڑ اسکی قیمت کا کر لے دلیر توڑ پاؤں ڈالے مرے تھکا کر توڑ زعمِ باطل کو اسے ستمگر توڑ کلین افقی سکے دانت دین گرتوڑ ہے متلع وفا کا دلبر توڑ</p>

عیش دنیا کے رنج ہے دنبال جان سختی سے ناز پرور توڑ

سینہ شق کر قلق سے اسے شق

۱۶

لوح دل سے طلسم پیکر توڑ

۸۱

ملنے نہیں مکان پر اب چار چار روز
کیساں رہی نہ تھے ملاقات چار روز
رہتا ہوا بتو خون کیکا سوار روز
کاغذ ہزار گشتا ہویہ جسم زار روز
آنکھیں تمام سال رہیں شکبار روز
کٹ جائینگے یہ زیست کو جلدی ہو چار روز
شب کو بلا سے زلف ہر سر پر سوار روز
بنجاسے روشنی سو شب وصل یار روز
گزرے قرار وصل کو اب ہیشمار روز
کیون اوس قمر سو شب کو نہ کیلیں راز روز
بڑھتا ہوا چشم پر فلک میں غبار روز
گشتا ہے آپکا بھی بیان اعتبار روز
ماٹھی پر اے سال کھینکے کٹار روز
لڑیکا جیسے آگے کہیکو بخار روز
پھر دن کو گھر پر آتے ہیں کیوں بار بار

ہین ہفتہ دوست آتی تھو یا ایک بار روز
کیونکر رہوں نہ آٹھ پر بغیر ار روز
گردن میں ڈال رہتے ہیں علونکا ہار روز
رہتا ہے خط یار کا جو انتظار روز
برسا ہے ابر چار سینے کبھی کبھی
دونی ہوئی جو ابڑوں کو نہ چونکلی
دن کو ہمیشہ عارض روشن کی یاد ہر
گہی کے چراغ اتنی جلاؤں اگر وہ کین
دن گن رہے ہیں زندگی مستعار
بوسوں کی جیت مار میں اپنا ہر فائدہ
طفلی سے تیر نور کی اوڑاتا ہوں خاک تین
اقرار وصل کا جو کئے شب غلط ہوا
قدغن ہوئی جو سے کی تو بڑھ جائینگا فضا
شام شب فراق سے یوں کانپتا ہوں
کہاتے ہیں شب کو ترک ملاقات کی قسم

۲۵	اونکے مزاج میں ہر لون تو رشک کیا غیرون پر التفات ہو عاشق یہ چار روز	۸۲
----	--	----

<p>دور شراب ناب ہو چلتا ہو جام روز پھرتے ہو آفتاب کی صورت تمام روز تکرار میرے آپ کی سہو لاکلام روز گروشن میں آفتاب کی صورت ہو جام روز کر دیجے بوسہ ہاوی کس سرخ فام روز روشن ہو مہر و ماہ کی چلتے ہیں جام روز خورشید سے لڑا تو ہو آنکھیں نام روز زاد بہار سی نیست نہ کر تو حرام روز یوسف سے لیکے چوڑی دیں غلام روز وہ صبح تک پلاتے ہیں غیر و نکو جام روز برسون پلاسی سہنت میں قی تو جام روز برسون میں عید آتی ہر ماہ صیام روز غالی نہیں غرض سے تنہا را سلام روز بستے نتھے وہ بھیتے ہیں بیاہیم روز بڑھتا گیا نظر میں مری احترام روز سو سی نہیں کریں جو خدا سے کلام روز</p>	<p>لتیا ہوں چشم مست کی بوسہ تمام روز ہر جانی ہو نہیں تسین اکجا قیام روز غیرون کا بار بار جو لو منہ سے نام روز دن بھر تمہارے گہر میں ہر شرب مدام روز صاحب کر سو سوال کہنا تک غلام روز پیر فلک کی بادہ پستی میں شکستین ہر چرخ چارمی سوب بام طعنہ زن کٹک کا اذان صبح کا رہتا ہو صل میں تو وہ عزیز مصدول کا ثبات ہے ہم پھوڑتے ہیں جاگ کر آنکھیں م عاشق سنا جو جھگو کسی چشم مست کا قسمت میں فاقہ مست کی شوخشی ہو سے کو سا لکون کو یہ کہتے ہیں دیکھ خامی ہو مہربان مددگار نعت ہے واعظ دیا جو حرمت نہت اعن کو طول مجھے ادب سے ثابت ہو نہ ہو نہی کی</p>
--	---

میں تیرہ بخت دن کو گیا جیسے کان پین	مکلا سمٹ کر روزن در سو تمام روز
زلف دراز و عارض نازک کو بکھیر	کو تاہ نصف شب ہو کہین جو تمام روز
کی روز وصل یہ مرے طلوع کو کوتی	پہنچی شب فراق رہا نا تمام روز
جان خزین نے ساتھ دیا روز وصل کا	ہم ہو گئے اخیر ہو احب تمام روز
راہ وہن چھپی ہے خط سبز یارین	برکاتے ہیں یہ خضر علیہ اسلام روز
پیری مین اپنے ہو سیہ جیب ہو سفید	ثابت ہوا کہ شب کا ہو قائم مقام روز
سو داسے زلف یار مین اولٹا سفر کیا	ہنگام سیر شب ہو تو وقت مقام روز
دم آکے مار زلف کو کشتے ہیں کمال	پہنچا کرین مسیح علیہ اسلام روز

عاشق پہاڑ ہیں یہ شب و روز ہجر کے

۱۵

کافی جو مرے شب نیند ہوتا تمام روز

۸۳

دخت رز کو لیکے شکے بادہ خوارا کیو ہیں	کیا ایل قاضی کو شیشے میں اوتارا کیو ہیں
گھر سے کم نکلا جو وہ رشک بہارا کیو ہیں	مر گئے اوس گل کی فرقت میں نہرا کیو ہیں
قبر پر آتا نین وہ شسوارا کیو ہیں	خاکساروں سے ہو کیا دل میں غبارا کیو ہیں
جوش پر ہو ساقیا فصل بہارا کیو ہیں	سیکدو میں گیس ٹپنگی بادہ خوارا کیو ہیں
ای جنون میں ضعف تھا شمسارا کیو ہیں	پیرین خود ہو گیا ہو تار تارا کیو ہیں
لوٹو اچو ترک گلشن کی بہارا کیو ہیں	طاہر رنگ چمن کیجے شکارا کیو ہیں
وصل میں برس ہو گیا ابر بہارا کیو ہیں	ای صنم ہو مہربان پر دروگارا کیو ہیں
اگیا ہو یاد کس کا خندہ دندان نہا	برق اگر لگی صبر و قہار ابرو کیو ہیں

پہنچ

<p>باغ میں دس روز تک سیلا جو گنبد ایاز کو قید سے کاکل ہوں صدقہ نگر گس نہیار کا سیل شک چشم سو سو بار ڈوبی ہر زمین کا فشر کرتی ہیں پلکین ہماری جبرین ٹاٹا ہو وصل کا وعدہ وہ آؤ کا نہیں فصل گل میں امیدن آجاؤ ہر یکیشی</p>	<p>ہو گل صد برگ پر مائل ہزارا کی برس سیکے بدے ہو رہا تقصیر وارا کی برس گر پڑیکا گنبد نیلی حصارا کی برس خون برساوے رگ بر بہارا کی برس ہو گو برسوں ہی کہتا ہویا کی برس ہے مہینوں سے تمہارا انتظارا کی برس</p>
--	--

۸۴	<p>غیرت سرور چاغان رشک طاؤس چمن ہوتن پرداغ عاشق پر بہارا کی برس</p>	۱۸
----	--	----

<p>نہیں تھو جنکے زبان دلہ دہ خاشوش مثال شاعروں نے دیکے کروا حیران شب صال گذر جا سکی غضب ہوگا رموز غائق عالم میں فکر بجایا ہے جو معجزہ ہو قدم میں تو سحر بازو میں فروغ چرب زبانی سے غیر ہیں متنازع سنو تو کیسی کھلی ہے زبان سوسن کی تمہارے دم سے سب چھپو ہیں حلین بنین گرت دم تقریر لکھ سخت کو سنا جو ایک شکایت کا حرف عاشق</p>	<p>پڑی ہیں جگر میں پہنے ہو کو کفن خاشوش تمہاری چشم سخن گوہر ہیں ہرن خاموش خدا کے واسطے بیٹھو نہ جان من خاموش نوسکے گی کہی بدحت ہیں خاموش صدا چھرون سنی نکلتی ہو نور تن خاموش مثال شمع جلاوٹیکے سم بدن خاموش کھڑے ہو بلغم میں رشک ہیں خاموش جو اٹھو تم ابھی ہو جاے انجمن خاموش سنا کر نیگے ترم عاشق و ہن خاموش ہزار مرتبہ نکلا یہی سخن خاموش</p>
---	--

<p>رہ دہن میں ہر طراز زلف کا کھٹکا شکستہ حال کو منہ سے نہیں نکلتی بات وہ کم سخن ہوں کہ میری پاؤں کی زنجیر خدا کو آگے گواہی تصور کی دیگا زبان تیغ نہ گویا ہوئی کہی افسوس کہی نہ کاہل حق سامنے بتوں کے کہا تمہارے آنے سے محفل پر صفحہ تصور پر</p>	<p>کمین میں بیٹھتے ہیں کہ رائیہن خاموش ہمیشہ رہتی ہو وہ زلف شکن خاموش بسان سلسلہ زلف پر شکن خاموش ریگا ایک نہ محشر میں غصہ توں خاموش نفل میں رہتی ہو ہر وقت یہ دہن خاموش مثال زلف ہو ناقوس برہن خاموش یہ حیرتی ہو کہ ساری ہو انجمن خاموش</p>
---	--

۸۵	کلام اور کائنات میں لطف ہو عاشق سناٹے ہو بہت اپنا تم سخن خاموش	۱۷
----	---	----

<p>محتاج روشنی کو نہیں تم برای قص گانا جو اسے سچ سنو تم نہ بہاؤ قص دل کو پکڑ کے بیٹھ گئے بتلاؤ قص پہنچی قضا جو تنہ دہائی اداؤ قص پھرتے ہیں اہل بزم اشار میں آپ مردے کفن کو پھاڑ کے نکلی زمین ہی ایک ہیکل بات اورانی حسینوں کی دونا ہو لطف قص اگر دل کو لاگ ہو جتنے شکستہ دل ہیں وہ دم توڑ لکیر</p>	<p>روشن کریگا شعلہ آواز جاؤ قص زہرہ بھی آکے چنچ سو گاؤں جاؤ قص گاتی جو آپ باندہ کے ادھور جاؤ قص جو انتہائی غم ہے وہ ابتداء قص ہو ناخدا کو کشتی محفل اداؤ قص ہر قطع تیری جامی پر ای گل قباؤ قص طاؤس کو کچھ اور نہ آیا سو اسے قص سے نشہ شراب محبت جلاؤ قص لنگر دیناروں بولین جو ادھور قص</p>
--	--

چند

<p>مرتے ہیں ہن لکھن الفتن ہر قصہ سو جوڑا کھلا جو قصہ میں کیا رنگ بند کیا بہل تری گلی میں دل داغدار ہو توڑی نہر رقص میں لیتے ہیں چیم تن پتلی بھی قصہ کرتی ہر تار نگاہ پر دامن بنت سو شعلہ بجا لہ بن گیا بیجا نہیں بہار میں ریزہ ریزہ کی دلوں</p>	<p>اب ہاتھ اوٹھا کو ایسی جفا سو براہی قصہ تھے شاہ حسن دام میں آیا ہمارے قصہ طاؤس کو چمن میں مبارک ہو جباری قصہ ہم نچ گھر کو کہتے ہیں دولت سراہی قصہ جس روز سو کہ آگہ ہوئی آشنائی قصہ ایسا نہ کہ دور میں تیری جلاہی قصہ زادہ کے بھی دماغ میں ہوگی ہواہی قصہ</p>
---	--

عاشق یہ ابتدا ہی جو کرتے ہیں لاکھ خون
انجام کار دیکھیے کیا رنگ لاکھ رقص

۲۳

۸۶

<p>انہی کو چے کاٹا ہوں آپ بہن کی جن اوس صنم کا حسن ہو معجز نام خدا کو کہن کی بیٹھی پر جم آتا ہے مجھے سیری جرات پر لیکارستم ستان ہی ہا سنگدو کا کوئی شیشہ توڑنا محنت لو لگی تھی دل سو جواو شعلہ رو کی نرم کی صاف طینت دوسرا جہسا تھا آفاق روشنی میری سیاہی میں تل بہر ہی نہیں استخارہ قتل پر میرے اگر منظور ہے</p>	<p>سرستیلی پر لیے پرتا ہوں شبنم کی عوض آتے ہیں بت پوجتو کو خود بہن کی عوض قیمت کبک درری کرتا ہوں شیون کی عوض چاہتہ تن ہو فقط مقتل میں جوشن کی عوض سو گلے کٹ جائیگی جب ایک گردن کی عوض جل گیا میری کنول میں فغن روغن کی عوض تہیان سیری جلا کر لیے نجن کی عوض حلقہ ہاں چشم نابینا ہن وزن کی عوض دیکھیو مالا سر وہی کاہی سحر کی عوض</p>
---	--

<p>ایک شب بھی وصل کا وعدہ فاسو نہیں صنعت سے سرخیاں گیا وحشت میں خود نہیں دل جو توڑا سیکشون کا ہاتھ کیا آیا اسی بیٹھے اگر جبر و کون میں اوٹھا دیو حجاب چاک سینے کو کیا جائیو گریبان باغ میں انتظار یا کب تک تیرے جیتا ہو کون دل نہیں رہتا ہو قابو میں کسی کو دوست جہانگو دور وزن در بند کرتی ہو عیبت دشت دریا کوہ عریانی میں جیتوئی دکھا جہانگو کو میں زنجیر وزن کیا دیوار میں حاسدوں کو قتل کیجیو عاشقوں کا کیا قصور سیکشی میں کیوں کر شیشے کو حیرت ہو گئی خنجر قاتل کا بوسہ مانگتا تھا وقت قتل</p>	<p>عمر بہر بچاؤ گے دودن کو جوبن کو عرض طوق میری پاؤں میں پناؤ گردن کو عرض توڑے قاضی کا سر شیشے کی گردن کو عرض پر دی آنکھوں کا گارو گامین جہنم کو عرض پہاڑا دھن دشت کا صحرا میں دنگو عرض سوت مجھ گریبان کی آئی کاش ساؤنکی عرض حال میرا کیسا ہو دوست دشمن کو عرض سیکڑوں خنجر پڑینگے ایک وزن کو عرض کس قدر امن ملو میں ایک امن کو عرض تیرا باران کرتے ہیں وہ ایک وزن کو عرض دوستوں سے آپ کیوں لیتے ہیں دشمن کو عرض متمقو کرتا ہو کیوں وزنی شہیون کو عرض اب زبان ہو واسطی کشتی ہو گردن کو عرض</p>
---	---

۹

خوسو دیکھیں اگر شکتے ہو عاشق کو زخم
اونکی مرگان ٹوٹ کر بجای سوزن کی عرض

۸۷

<p>کل بھی نہ آؤ گے نہیں کہ تو ہیں ہم غلط تدبیر وصل یا رسوا اور کچھ نہ کہ صورت دکھا دیا ہو جو مصحف کو دریاں</p>	<p>وعدے ہیں جھوٹ آپکے قول قسم غلط نامح وہ بات کہہ کہ ہمارا ہو غم غلط آیا خدا سے عہد کیا ہو صدم غلط</p>
--	--

ہو جان ہو عزیز اگر سر ہی کاٹ لو کرتا ہوں روز صورِ حال اوس سے بین ہوا ہمت کو ہر خلاف جو دینا جواب کا مانند صفر دہرین خالی شکم رہا کیا قدردان ہو سیکہ لڑ انصاف آپ سے	میں کہاؤں گانہ آپ کو سر کی قسم غلط تصویر رویار سے ہوتا ہر قسم غلط سائل ہو وعدہ کرتے ہیں اہل ہم غلط قسمت میں میری رزق کو تھو سب غلط سچے ہیں غیر عرض کرین جو کہ ہم غلط
--	--

عاشق یہ بنجودی میں شب ہجر کاٹ دے ساقی پلا شراب کہ ہو جا سے غم غلط	۱۸
--	----

سر جھکتے ہیں یہ اوسکی ہے شمشیر کا بیت اصنم کا طوف پرستش صنم کی ہر گو خاک میں یہ میری جوانی ملا چکا پل میں مٹاؤں دفترِ عالم سرشک سے افزار کل تھا وصل کا انکار آج ہے تم تک نہ آنچ آسگی عالم اگر جلے سر پر رہا نوشتہ تقدیر کی طرح ہر روز و شب کافرق جو غور شید و ماہین بت ہم سو پہر گئے تو خدا مہربان ہر نبٹا ہر سر غبار دربار پر قدم صیاد مشہ کو پیری ہر سر کو جہا سے صید	سینے ہر بنجود میں یہ ہے تیر کا لحاظ حکم خدا ہے کبھی کی تمہیر کا لحاظ مجبو ہے آج تک فلک پر کا لحاظ پہرا پنی ہے نوشتہ تقدیر کا لحاظ کیجے ذرا تو پہلی ہی تقریر کا لحاظ دیکھو بھاری آہ کی تا شیر کا لحاظ ایسا تھا حکم قتل کی تحریر کا لحاظ ہر اک کو دوسری کی ہو تویر کا لحاظ نبدی ہیں جیسکے اوسکی ہر تقریر کا لحاظ خاک شفا کا پاس ہر اکیر کا لحاظ قاتل کا وہ لحاظ یہ نچیر کا لحاظ
---	---

<p>کرتے کہی نہ عرش کی زنجیر کا لحاظ رہتا نہیں جواب میں تقصیر کا لحاظ وحشت میں ہر نہ مال نہ جاگیر کا لحاظ حیرت میں ہر وہ دیکھ کے تقصیر کا لحاظ دست جنوں کو رہتا ہے زنجیر کا لحاظ اللہ کو ہے بندہ کی تقصیر کا لحاظ</p>	<p>وحشت میں توڑ ڈالو تو ہوتا جو دسترس لذت سوال یار کی پوچھو کلیم سے مطلب ہر نقد داغ سے مجاہدہ وحشت سے سید ہی نگاہ یار نہ مانی کسی گنج سے پابند ہے یہ سلسلہ حکم یار کا اٹھار بھی گناہ کا کرنا گناہ سے</p>
--	--

۹	عاشق یہ لطف دوستی اہل بیت ہے دوزخ کرے گا صاحب تقصیر کا لحاظ	۸۹
---	--	----

<p>فریاد کرے کیا نہیں گویا دہن شمع شب کو پر پروانہ کا تھا پیر ہن شمع ہو پردہ فانوس او نہیں پیر ہن شمع گویا ہر زبان شعلہ نہ نکلا سخن شمع ہر شستہ فستیلے کا بجائے رسن شمع مقتل تہا شیدون کا نہتی انجن شمع ہو چربی کا پستلا تری اگر بدن شمع رہو اتنی ہو کیا شمع کو یاد وطن شمع</p>	<p>یہ روشنی کہ اشکون سے بہا ہو لگن شمع پروانہ یہ لپٹے تھی سراپا تو تن شمع جل جاتی ہیں پروانہ جو عریان ہوتن شمع کیا جلتی ہو خاموش یہ پروانہ کو غم میں پروانوں کی خونریزی ہو ہر زمیں مجبوس کل ہر زمیں ہر شمع سے پروانہ جل لاکھ یہ سنج بہو کا سا بدن اور کمان بو ہو سوز بیان اور وہاں خانہ شیریں</p>
---	---

۱۲	سوز غم فرقت نے ہمیں ایسا گستا یا گھل جاتا ہے جس طرح کہ عاشق بدن شمع	۹۰
----	--	----

<p>عریان تنی مین رکھی ثابت وفا و داغ سودا ہمارا جا سے جو صبح وصال ہو بہر لایا زخیم مریم زنگار خط سبز مجدول جلے کی خاک سو بنے لگو چراغ آماج گاہ تیر ستم میریہ دل زنگار نہینے مین گل کھلائیگاں گل خون عاشق ہوں تاجدار ملک جنون ہی یہی دعا و کھلاؤ منہ جلے کو جلاستے مواور کیا پھونکا چین کو خرمن گل پر گرانی برق تھا جوش عشق ساتھ جوانی کو اب کہاں ساری ہو میری وحشت دل نا صحا کر خورشید حشر کو ہو چکا چونند ویکہ کر تن پشک ہا ہو قبر مین در دفن کہین</p>	<p>اوتری نہ گل کی بھی مری تن سے قبا و داغ مریم سفیدہ سحری ہو برا سے داغ کا فور نور رخ ہوا تیرا دوا سے داغ مرنے کو بعد دل سے نہ نکلی ہوا سے داغ ناسور بھی جگر مین کئی بہن ورا سے داغ سودا زلف لائیکہ سار سپہ بلا داغ سر سے مری جد انو ظل بہا و داغ الفت مین کیا ملا ہمیں تسو ورا و داغ گلشن مین جب بیان کیا ماجرا و داغ خوابش بدن کو گل کی نہ دل مین ہوا و داغ سودائی ہو لگو جسے میری ہوا و داغ میری سیاہ خانی مین یہ ہو ضیا و داغ یجاؤ آکے ساتھ کفن کو قبا و داغ</p>
<p>۹۱</p> <p>سودا ہوا ضرور کسی منہ جمال کا عاشق جو تن پر آپ کو مین چاند جا و داغ</p>	<p>۱۵</p>
<p>کنا داغ طون کو سینے کا مریم شامی داغ ایذا قبول غیر کا احسان سے ناگوار دیوانہ تھا جو ایک فسوں گر کی چشم کا</p>	<p>ناسور ہو جگر مین جو تن پر سو جا و داغ چتر کون نک جوش مریم اوٹا و داغ پر یون فر میری آنکھوں سے اگر گدا و داغ</p>

<p>روز ازل سے سکھو ہی سوداگر خان جل جلکے جان جاگیگی آخر کو بھر بین گل ہی چراغ زیت یہ روشن ہیں بعد مرگ ہم تم چلین جو ساتھ توٹ جاؤ رنگ باغ اوس گل بغیر آتش گل نے جلا دیا تا صبح ہم چراغ کے مانند جل بجھے کام آؤ ایسے شکستہ است کہ یقیناً گل ہاتھوں پر ڈیڑی تری چہلون کی پادشاہ مر مر کر روز بھر کٹے پوچھتے ہو کیا تیز اب رکھو نہ زخم جو مر ہم نہ پیر ہو اوس شعلہ رو کو عشق میں پرو نہین محجو</p>	<p>لاؤ کی طرح ساتھ عدم سے ہیں لای داغ منصف ہو ایک ل یہ کمانتک شام داغ تار کئی بحد میں مرے کام آؤ داغ گل سے رخ آپ لالہ سے بندہ ڈراؤ داغ بدے گلون کو ہنوجھیں سو اوٹاؤ داغ فرقت کی شب یہ داغ کو اوپر اوٹاؤ داغ عصیان کو میری صفحہ دل سوٹاؤ داغ دل پر تھاری چڑیوں کو غم میں کھاؤ داغ صدے سے جگر کو جلا یا اوٹاؤ داغ خود آگ سے جلاؤن خوشکی پر آؤ داغ بڑکے جگر کی آگ کلیجہ کاؤ داغ</p>
--	--

۲۱

ہم سے جنون عشق چھپاتے ہو کس لیے
 بیوجہ عاشق آپ نزل پر اوٹاؤ داغ

۹۲

<p>پہ جاؤ گرخن میں بہا گزاف صاف چہرہ ہی بد صاف تو نہ ہو نہ صاف کرتے تھوین کو کافرون کو ایک دین اک اک مرہ سے یاد کی سنیہ ہی چاک چاک دہو کا شاعر وں کو جو انکروان میں</p>	<p>باتوں سے دم نظر سے کھلا انحراف صاف مہرگان یا چرخ کی جاڑو سے صاف صاف تانان و فیروزہ عید صاف صاف چاقو سے جس طرح ہو قلم میں شکاف صاف کرتے بنین کلام ہے خٹکاف صاف</p>
---	--

<p>معلق تھی گوزمین کہو شعر صاف صاف بندہ کرے گناہ کا جب عتران صاف ابرو کی تیغ کا ہر فلک پر غلام صاف اسلام و کفر کا نوا اختلاف صاف گرداب بحر حُسن صاف ہر وہان صاف حج کر لیے کیا ہر اہی سوطان صاف جنکو غبار تھا وہ ہو برخلات صاف اندر بھری ہر خاک ہوا گو غلاف صاف مانگوں جو درد دیتا ہر وہ برخلات صاف میت کے بعد پھر ہو رہ اتحان صاف خورشید جگر کا نوا انکشاف صاف پانی ہوا عرق کر سب سے صفات صاف تنے رہ وفا سے کیا انحراف صاف وہ گوری گوری بات وہ خساری صاف کردیتی تھی صفوں کو وہ روز صاف</p>	<p>مجھ کو جو ایک آئینہ رو کا خیال تھا صاحب مری طرف ہو تکر نہ چاہیے ثابت ہوا نہ نو سے تمہارا عروج حسن وہ بت ہزار مرجع عالم نظر پڑا اعضائی تن سو نور کا دیا ہر موج زن گرد و منم پہرا تو مکدر ہے شیخ کیون کیا انقلاب ہو کہ مکدر ہو رہین دست دل میں غبار ہو تو صفات کی ہر عیبت لیتا ہوں اپنی ساقی مہوش ہو ضد کیم کچھ بھیجے تو سمجھوں کہ دل میں نہیں غبار چہا یا جان کو یہ مرے دو داہنے کرتے جو ہو وضو گل خنہار پوچھ لو بہکا طریق عشق میں مین خاکسار کب منہ پیٹا ہوں یاد جو فرقت میں آ تو ہین تیغ علی سے کافر و نکور دل میں تمہر غبار</p>
--	--

۱۴	عاشق بجز خدا یہ توں میں صفت کہاں دم بہر میں جو گناہ کرے سب ان صاف	۹۳
مرغین بھرنے کی یا سب سے دواموقوف	دو سال یا اگر چشم پر ہا موقوف	

<p>خشب ہر مینہ میں اگر ہو گئی ہو اسوقوت کہ مدتوں سی ہو اسی یہ رہتا اسوقوت بتوں کی یاد کو دل سے کرے خدا اسوقوت وہ کون بات بڑی وہ کیا کیا اسوقوت گلی میں پیک نظر کا ہو رہتا اسوقوت نہ آ کر حرف شکایت رہے گلا اسوقوت وفور نشہ سے سی ہوئی حیا اسوقوت ہمیں جو دیکھا تو دربار کر دیا اسوقوت ہمارے نام کو دیکھا تو لکھ دیا اسوقوت غذا امینوں سے ہو ترک و رہا اسوقوت وہاں گور کی ہو جائیگی غذا اسوقوت نہوگی روشنی خانہ خدا اسوقوت کرین جو ایک ملازم ہزار ہا اسوقوت ابی جو وصل کا ہو جائی آغا اسوقوت ہماری پٹیوں پر زرق ہو رہا اسوقوت</p>	<p>و فور گر مین نالو کر ذرا اسوقوت ہمارے دشت خطر ناک میں نہ آجھون عجب طرح کا نگار و گسب کو ہو لڑا میں میں کیا تمہاری صفائی کا اعتبار کروں و فور خلق سے دیوار قد آدم ہے یہ عہد ہم سے لیا جب کیا ہو وعدہ وصل نقاب او نہائی تری رخ سوا بدہ نوشی نہ پہنچ گئے تیرے بہانے سوا دغا ہوں کیا ملا حظہ جب بند نو ملازمن کا سریف عشق کو بچنے کی کون صورت ہے جو ہو گا نقد ثعبان زلف سب عالم ہمیشہ دل میں مری دل غ عشق جلتا ہے اگلی دور بخیلوں کا جاوی دنیا سے اسی امید میں جیو ہین دم فنا ہو جاوی بساط جسم میں اکشت خاک کتو ہین</p>
--	--

۹۴	۱۸
بیان عشق بھی عاشق نہ کر دیا اسوقوت	سنا جو آپ کو رہتا ہے خوف پد تا ملی
دلپر تمہاری نقش ہو اہر بیان شوق	کار قلم و کلماتی ہو میری زبان شوق

<p>اوڑتے لگون کروں میں اگر امتحان شوق سر میں جنون ہو خانہ دل ہر مکان شوق تحریر سے تمام ہنو گاہیں شوق سن بوجہ وقت خواب کبھی ہوتا شوق نالہ جس ہر سینہ میں ہو کار و شوق پیغام بر ہو ہونین سکتا بیا شوق پاتے ہیں میری دلکی تڑپ ہوا شوق افت کو آزمائو کرو امتحان شوق ہونا خدا کو کشتی تن بادبان شوق سقف فلک کو توڑو نہ کیونکہ فغان شوق اب جان دیگا یاس جو نیم جان شوق منظور ہو تو کرو ابھی امتحان شوق سینے ہمارا قصہ غم داستان شوق دل درد کا خزانہ ہو سینہ ہو کان شوق بے چین ہو گئو وہ سنی جنتان شوق سو بار آپ کر چکے ہیں امتحان شوق</p>	<p>وہ آپہ دوڑو آئیں اگر جذبے لکھاؤں سینے میں دل غم نبض میں تپ پاؤں پیرم قاصد زبانی آئیو بیان کام ہے تمام نیندا نہ تمکو نکالیں مرے دلکی حسرتیں ہر جستجو منزل مقصود کو سے یار قاصد کی شکل بنکے چلین لیکر خط کو آپ سینے پر آج ماتہ وہ رکستے ہیں بار بار نسب خود غرض ہیں بندہ بیدارم ہیں یہاں بتا ہوں کوئی یار کو طوفان شکستیں اس تیر کا نشانہ نہیں خبر دل حبیب جلد آئیے تمام شب انتظار ہے نکلے گی جان میری نہ نکلے جو کہ سو تم باتوں میں ہم دلائیں نہیں سائیں لطیف سلطان ملک عشق ہوں کتا ہوں غم کچھ منہ سوگو حجاب کو مارے نہ کہ سکے گستاخ ہونہ ماتہ اوٹھا دیجو نقاب</p>
---	--

عاشق بگڑ بجاے وہ نازک مزاج ہے
لب پر نہ آئے نہ آنکھ فغان شوق

دلی کی سفت فلک بہت مردانہ عشق
 سخت پتھر سوسنا ہر دل بیگانہ عشق
 صنعت میں سجدہ کر نیگے مجموعہ دیا عشق
 جسکو دیکھا وہ ہر شرارتی الفت سے
 ساتھ الفت کو تراخون سما دل میں
 آج پوری ہر کرامات تو بے عقولوں میں
 حسرت ملک حسن میں سب جلتی ہیں
 کیا ضرر ہو جو چین سونہ اوٹھا دیو صیاد
 ہر گزری آتے ہیں زبا نصیحت کرنے
 غم مرض یا تشویش تہ لحد دشت عدم
 حال دل کتا ہوں تو پہلو سے اوٹھ جاؤں
 اپنی وسعت کا سمندر کوٹھرا ہے غمرہ
 جام سودا کو گیلے حال جہان ہر کمال
 بعد مدت کو سہوئی الفت خال ابرو
 دیکھیں مجھ میں وہ سر سبز کسی کرتا ہے
 رقص طافوں فلک کا جو تماشا دیکھو
 منزل گور میں او ترین تو فراغت ہو جا
 لین جواؤں شعلہ عارض کی پلاہیں شہل

تو نیگے عرش کی زنجیر کو دیا عشق
 سنگ میں نشوونما خاک کر دیا عشق
 جبک کو بجاؤں گا محراب درخانہ عشق
 دورہ چرخ ہے دو خط پیمانہ عشق
 دوسری اور بلا ہو گئی بھناہ عشق
 حال کتو میں پریروز کا دیوانہ عشق
 شمع لکھوا کے نہیں لانی جو پڑا عشق
 بید مجنون کہیں سانی میں دیوانہ عشق
 محکوا اپنا سا بنا دینگے یہ بیگانہ عشق
 کوئی بخوف نہیں منزل ویرانہ عشق
 بخت سو جاتا ہر سنگ مر اسانہ عشق
 حال کھل جاسی چمک جا جرمیانہ عشق
 بدتون جم کو پڑا یا خط پیمانہ عشق
 آب شمشیر سے سر سبز ہوا نہ عشق
 لوگ تو تخم عمل بوسے تہیں ہم دیوانہ عشق
 دل پرداغ ترے نور مستانہ عشق
 دشت میں دم نہیں لیتی کہیں دیوانہ عشق
 میں گویا تہ ہلے سے پھر دیوانہ عشق

دل کی منزل میں نہوتا تو نہ بڑھتی توفیر	تجسسے ای مہر لقا ہر شرف خانہ عشق
۹۶ غل الغل سوزان میں اشتاق سہر	آپ فی ہمارے چین نکالتا عینکے عشق ۱۵
<p>جل جلکے تپ غم سے فلک کون ہوا خاک ہم ہو گئے آخر نہ طبیبون سے ہوا خاک کیا پیر ہوئے صنعت اک لعل کو غم میں پر واسے غم عشق نہ کچھ قدر وفا ہو کیونکر نہ جلاتا ہمیں دل غ غم بعباب افسانہ دم صور سرافیل سے مجھ کو ہو گر وکدورت یہ بہری شیشہ دل میں وہ زار ہوں گر پڑتا ہوں جو کو میں ہوا دل خاک کو تیلوں سے لگانا نہیں اچھا مزدی کی طرح گر وکدورت میں آتا ہوں ای دیدہ تر چشم امید اور بھی ہوتی ہشیار ہو مسکن ہو ترا ایک دن اس جا وہ سوختہ طالع ہوں کہ خرمن میں لگی لگ بیاری فرقت سے یقین ہے نہ بچوں کا</p>	<p>ما تم ہر یہ کسکا جو اڑاتی ہو صبا خاک زیر غم فرقت پر اثر کرتی دوا خاک بچنے تو ادھٹایا نہ جوانی کا مزا خاک در دل بیتاب سنا تو تمہیں کیا خاک کیا کیا نہ ہوئی اپنے عزیز و رفقا خاک تا شیر کر گئی دم عیسے کی ہوا خاک نکلے گی سر سے سینو سے بھی آہ کی با خاک دب جاؤں جو توڑی سی ڈال دی ہوا خاک ہو جائیں گے اک وزیہ پہر بعد فدا خاک بچنے کا مزا فرقت جانان میں ہو کیا خاک جب کوچہ دلبر سے اڑاتی ہو ہوا خاک ہر شخص کی یہ قبر گئی دیتی ہو صدا خاک دانہ مری قسمت کا کرے نشو و نما خاک ملتی ہو دریا ر کی کب بہرہ دوا خاک</p>
۹۷ جاکر در آقا کو نہ آنا کبھی عاشق	۲۳ ہو جائیگی اک روز تری خاک شفا خاک

بلبل کی طرح اور کوہنرا آؤ چمن تک
 شیرینی لب تیری ماحوت فرمادی
 دل چسپ ہو گیا اب کی بریں و نوق گلشن
 بدنام کیا آپ کو اب دل شکنی نے
 نافہ نگاہ تری لعل کی بالون میں بہاتے
 وہ آپ کو کنگان کو کوئین میں نہ گراتا
 ہوشمع کے شعلے ہیں اگر سوز ہمارا
 جراح کوئی تازہ جراحت کو نہ ٹانکے
 پہر جائینگے ہم غیسر کی تقلید کیجئے
 مجنون کو بیابان میں ہمارا تجھ بس
 گمیرے ہیں بہت راہیں بے تکی باریں
 یہ وحشت گیسو و معبر کی ہے تاثیر
 مگر یہ مٹا زور مری دست جنون کا
 تقدیر نے وحشت میں بنایا وہ گہرا پنا
 وہ کون ہیں کہ تو ہیں جو فرقت کی کہانی
 کیا داغ جنون مٹتے مری جائے تن سے
 عالم میں کوئی تازہ جوان ایسا ہوگا
 شکوہ نہیں غربت میں کسی زخو نہ پوچھا

پہنچا نہ کہی ہاتھ تری گل سوزن تک
 آئینہ جو دکھا تو ہوا شور و بہن تک
 پرواز کی خواہول گئے مرغ چمن تک
 محبوب رہی خوب رہی عید شکرت تک
 یہ شک پہنچتا کہی ملک خشت تک
 یوسف کو یسائی نہوئی چاہ وقت تک
 پرواز کی صورت ابی جل جا لگتی تک
 دیتے ہیں لہویر کی ابی زخم کہن تک
 عاشق تھے تری چال کو میا خستہ پن
 آوارہ وطن جاتی ہیں آوارہ وطن تک
 مشکل ہے پہنچ جائیں سلامت جو وطن تک
 آتے ہیں مجھے سونگھنی صحرا کی ہر تن تک
 اس ہاتھ سو ٹوٹا نہ کہی ناکھن تک
 کال ہو جس شست میں گرمی ہر تن تک
 نکلا نہ مرے منہ سو شب وصل سخن تک
 بیدار میسر نہوا مجھ کو کفن تک
 جہک جہک کر جسے تاکتا ہر چرخ کہن تک
 بیزار ہیں صورت سے مری بل وطن تک

دل توڑ دیا دور سے شرکان نے ہمارا	قنمت نے ہو چنے نہ دیا تیر فکر تک
پیری نو بیان تک چین حسن کو لوٹا	باقی نہ حسنین کی رہی صدمہ مست تک
برپا ہوا اک عالم بالامین تزلزل	فسر یاد نہ پہنچی تھی ابھی میر دہن تک
چہرے کو ترے غیر کے بوسوں نے گجارا	داغی نظر آتا ہے مجھے سیب ذوق تک

۹۸	یہ چچ نے زلفون کے ڈرا یا مجھے عاشق	۱۱
	چوتھائیں بین جان کے بلدا ررسن تک	

کہتے ہیں جان نہرو رنگ نہ رو کا ان نہرو رنگ	فخر تباں نہرو رنگ ہو وہ جوان نہرو رنگ
کیسا لبون کا بوسہ تھا غم ہوا جی کو جانیکا	سم تھا ہمارے حق میں کیا آب ہاں نہرو رنگ
عکس پڑا تھا گالوں کا سنبر ہو و نکاتل چہتا	دیتا تھا دھوکا طوطی کا زار غ کمان نہرو رنگ
ہو رہی چین میں کہلے تھے بگڑے بڑے رنگوں	بہتا ہو بدلی پانی کے آج سیان نہرو رنگ
چپ ہیں تم کو کرنے سو دیکھ لو کو ڈرو سو	ہو گئی میری مرنے سو لال زبان نہرو رنگ
طالب بوسہ ہوں میں اریندی میں خم ہو گیا	زہر ہو چکھو خطیا رشک فشان نہرو رنگ
غیر گل میں مٹون گال تھکے ہو چو کا تھا	تیر کی رگ کو ہر مثال سو سیان نہرو رنگ
شستے ہیں بند کانون کو چکے زیادہ گالوں	سنبری میں سب کو بڑھکو دیکھو بسان نہرو رنگ
پان چبا کر ایک ابھی تیزی ہوا ت اوخو کی	فافل سرخ اثر میں تھی منہ میں زبان نہرو رنگ
دیتا ہو میری بہار سنبری کو نشہ کا اوتار	سنبری پر اب جو ہیں ہوا سنبر خٹان نہرو رنگ

۹۹	عاشق کیجے اون سے ڈر سایہ سو چکے ہر جذبہ	۲۵
	زہرون کو ساری ہیں شجر طفل و جوان نہرو رنگ	

ز رزمے میں سیر ناوون ہو زندان آج کل
 دامن مہر اگر سیان تن عریان بنے
 عشق پہر تازہ ہوا اک غیرت بلقیس کا
 پہاڑ کر کپڑو لگا دی دہن صحرا میں گوٹ
 گز نبایا ہو زمین کا جوش سودا فی زمین
 پاؤں ہو سروٹہ نہیں سکتا ہمارا ضعف
 نعمتہ پیرا ہی نہیں اب کوئی باغ دہریں
 غم گیا وحشت ہو داغ انول علاج داغ ہو
 آتش تریز وہ ایسا تو گل رنگ لا
 تیرا دیوانہ نظر بند اسے پری ہو گیا
 کاٹی بین جل جلکراتین انتظار یار کی
 جسکو دیکھا ای فلک و رخسوی خالی نہیں
 قاست و ابرو جو جانان کی الفت بڑیاد ہو
 شعر کیا موزون ہو کوئی قاست زند نہیں
 غم نہیں دہتا نشان سب قاتل جان کر
 ہونٹ دانتوں سے چباؤ کی انہیں علی نہیں
 دورایا ہو خدائی میں بتان ہند کا
 نرم گوئی اختیار ابناء دوران سو جو کی

خون تو تھمتی نہیں دودن گہبان آج کل
 امی جنون اتنی اور خاک بیابان آج کل
 پاس ہوا پڑی ہی سامان سلیمان آج کل
 کارسوزن کر تو ہیں خار سفیلان آج کل
 ناپ ڈالو ہیں بیابان ہو بیابان آج کل
 ہو کر سیان دہن اور دہن گریبان آج کل
 بلبلون ہو ہو گیا خالی گلستان آج کل
 داغ سودا سو شوداغ غریبان آج کل
 بادہ خواری میں کٹی مصل مستان آج کل
 دور پر یون کا ہوا دیوار زندان آج کل
 سرسوی پاتک ہو گیا سروچر افغان آج کل
 خوش نہیں پایا کوئی جز زخم خندان آج کل
 جانتا ہوں قیس کو طفل لیستان آج کل
 مرغ گلشن تک نہیں دیکھا غرغخوان آج کل
 مجھ کو خوش کر تو ہیں سیر زخم خندان آج کل
 کان سوتی کی دکھاتا ہو بدخشان آج کل
 ہو مکافات گنہ قتل مسلمان آج کل
 مٹھن میں اپنی مہین بنڈا انسودان آج کل

پنڈ لیون تک آبِ جھلت میں پریر و غرق ہیں ہو دوالی چشم سوخت دل سوزان گرین روی روشن سوزا الوٹو نقاب ہی سرد مہر پیٹ پر سیلی کو بادون کی نو ہونے لگی نرگس شہلا سو بھی وحشت ہر یاد چشمین دشت میں نثر لسانت ہو قدم کو ضعف سے	آفتابِ حشر ہو وہ روی تابان آج کل خائے زنجیر کو کیجے چہ راغان آج کل گر میون پر ہو بہت خوشیہ تابان آج کل ہو گی چشم جو پر آئینہ حیران آج کل ہکو دکھلاتا ہو کیا آئینہ گلستان آج کل ہیں سنار کوں کی خار سفیلان آج کل
--	--

۱۰۰	وصل عاشق سے تمہارا حسن چکا ہو گیا سرخ بوسون ہو ہو اسینہ بخندان آج کل	۱۸
-----	---	----

ایسا ہزار بار کھلا کب چین میں گل ہیں جسم کی چمک سو جاہر بدن میں گل لب پر جو عکس رخ ہو تو رخ پر ہو عکس لب اک گل بن کو وصل میں شادی ہو جانی باتون میں پھول جڑتی ہیں آواز خوش و سنا گیسو میں آج ہار نہ لپٹے سبب ہو کیا اوس گل کی چال باد بہاری سو کم نہیں ہر صبح ہار کوں کے کنگھی اگر نہ ہو دو گے جو ایک پھول مرے آگے غیر کو بچہ جاتے ہیں حسین تر منہ کو دیکھ کر	غنجہ ہو خامشی میں دہن پر خن میں گل بازو پر آ کے مل گئی ہیں نورتن میں گل نکلے عقیق بلغ میں ہوئے میں میں گل سہرہ بناؤ گوندہ کو آ رکفن میں گل تمنے پر وئے رشتہ صوت حسن میں گل مشاطہ کی خطا سونہ پہنچو ختن میں گل بنجاتی ہو نبت کی کلی پر ہرین میں گل بنجائیں مشک لہن سیہ کی شکن میں گل پہوئے گا آج کوئی نیا انجمن میں گل ہو جاتی ہیں چراغ تری انجمن میں گل
--	--

<p>گلچین کی پاتہ خشک کرو آہ عند لیب سینے کو داغ دل کو نہ کیوں کر عزیز ہوں اس درجہ محبت گل خسار سی ہر خوش خوش ہو جو بوسہ گل خسار سی ہر منت دنیا کو نیک بد سے رہا مجھ کو امت راز کنٹھی کے دانے چھوٹی ہیں جوش بہار سی و کھلا یازنگ یہ لب بعلین کو عکس نے</p>	<p>اکو بسہ تہ پہلین خوشی سی چمن میں گل شہر ہے کہ خار ہیں اپنی وطن میں گل ہو پہو لکڑیاں ہارے دہن میں گل دانتوں کی جاہری ہین ہمارے دہن میں گل غربت میں کیا غار نہ سونگہ وٹن میں گل ناقوس ہو گیا ہر کت برہن میں گل خال سیہ کا داغ ہر سیب و قن میں گل</p>
---	---

۲۶

عاشق بہار ہول کے ہارون کی مٹ گئی
اوس گلبدن کو مل گئے زنگ بدن میں گل

۱۰۱

<p>فصل خجاری ہر دیکھو زنگ گلشن آج کل عکس ان گلن ہر کسی کا روی روشن آج کل سوز ہر رونق قزائے خانہ تن آج کل آہین کرنا ہوں جو تیری تجربین آما ہرو خود ستائی سی بتوں کا عرش پر پہنچا دلغ خصت فصل بہاری ہو قیامت آگئی میری دلو لو لگی ہر اک چراغ طور سے سیل خون میں تیرے بہر تو ہیں بر عشاق کے بے حجابی میں ہوا دار دن کی وہ ستی نہیں</p>	<p>ٹپکا پڑتا ہر رخ ہر گل سی جو بن آج کل لو گل خورشید سی پہولا ہر گلشن آج کل سب تن کی استخوان ہیں شمع روشن آج کل مثل انجم پڑ گئے ہیں چہت میں زن آج کل پیر گردون بنگے طفل برہن آج کل صویر افسیل ہر بلبل کا شیدن آج کل خون تن میں مل رہا سی مثل و غن آج کل سوج زن ہو آب ہن تا بگردن آج کل روی روشن ہر چراغ زہر دہن آج کل</p>
---	---

شعلہ در سہ دل جلون کو قتل ہو قاتل کی تیغ
 پر تو گلہا می رنگین کر ہوا پر نقش ہیں
 جہوتی ہیں موج نکمت ہو درود دیو ارباب
 گل کلمہ ہیں دانہ تبسج زابد پھوٹ کمر
 رہزنی تری ہیں زلفین اس مسیح قوتی
 زابدان خشک بھی پھسلے تری تقریر پر
 ماسہابی آپکی بوجہ اندنی دیکھی نہیں
 استینون دار گرتی تھی کوئی محرم نہ تھا
 بعد بربادی ہوا ہم خاکسار و نکال مال
 بوجہ طاقت کو کمر وہ قتل پرستی نہیں
 اندنوں سو بان چوٹی میں نہیں اس راہ
 مردہ ای دل عشق بازی اب بہت آسان ہے
 گھر مرا جلتا ہے سوز نالہ ہائے گرم سے
 دل نکلتا ہوتا ہو قابو سو فراق یا زمین
 ہیں مکافات گنہ جو حادثات دہر ہیں
 بت کی الفت میں خنجرانی سو عداوت ہو گئی

شعلہ روغن جل رہا ہے آہن آج کل
 نیلے زانغ وزغن طاؤس گلشن آج کل
 لڑکھڑاتے چلتے ہیں مرغان گلشن آج کل
 غنچہ ہا می گل ہیں ناقوس بہرین آج کل
 لٹتی ہو راہ سواد شہر لندن آج کل
 چکنی باتون ہو ملاوہ تو ذروغن آج کل
 چادر مہ سے نقاب رو روشن آج کل
 چہنچہن سکتا ہے ناممحم ہو جون آج کل
 کچھ مکدر ہو گیا ہے روی روشن آج کل
 حلقہ ہائے زلت کا پر تو ہو روشن آج کل
 کیچلی جاڑی ہو ہو مار رہن آج کل
 سمنے کم دیکھے حسین پلک دہن آج کل
 روزن منتقل ہیں دیواروں کی روزن آج کل
 اپنے اعضا ہو گئی ہیں اپنی دشمن آج کل
 میں بھی راضی ہوں جو خوش ہو میرے دشمن آج کل
 سبے میں آسمان ہیں میرے دشمن آج کل

ہم ای فلک سے وصل یار کو قابل
 مثال شمع ہو چل کو خاک فرقت میں
 دکھا دو گرمی خورشید حشرای گردون
 تمہیں تو دیکھ کے معشوق ہو گئے شوق
 خدا کو بھول گئے حد کی یہ محبت ہے
 رہ نشان تن داغدار گور میں بھی
 عبث ہو کثرت انجم پرای فلک نازان
 نماز چوڑے کے زائد بتوں کو سجدے کر
 فلک دکھایا نہ عہد شباب جانان کو
 کبھی تو سبزہ گور شہید کو روندو
 برا ہو ضعف کا ثابت نہ نکلی آہ لہی
 مرے جو آرزو وصل یا زمین گسل کر
 گرا دیاتن لاغسر ز محکونظرون سے
 بنا کے غصے کا چہرہ رولا رقیبون کو
 کر دے صبح کا وعدہ کہ شب نہ گزری گی
 جو بانگتا ہوں اجازت میں گھر میں آنکی
 پہن کو غیر کا جامہ نہ کرو نہ سمجھے کلام
 سنیں وہ رون جو ابر بہار کی صورت

وہ جبر کر کہ جو خواستیار کے قابل
 رہا نہ جسم کفن کے مزار کے قابل
 یہی چراغ ہو میرے مزار کے قابل
 وہ پیار کرنے لگو نہ تجھے پیار کو قابل
 بتوں کو عشق میں بین سنگار کو قابل
 چمن کا تختہ سب میرے مزار کے قابل
 جاسے داغ کمان بین شمار کے قابل
 یہ بن گی نہیں پروردگار کے قابل
 شایا پہلو ہوے جب ہ پیار کے قابل
 خا نہیں کھٹ پائی نگار کے قابل
 شکست گنبد نیلی حصار کے قابل
 زمین زبھی نہ سمجھا فشار کے قابل
 وہ ترک چشم ہو جب شکار کے قابل
 نہیں یہ پیشا ترا خاکسار کے قابل
 مریض عشق نہیں انتظار کے قابل
 تو آپ کہتو ہیں اب تم ہو دار کے قابل
 رہو گے یار نہ بوس کنار کے قابل
 نہیں یہ جہاں ابھی گوش یار کے قابل

تسلی دل مضطر کی کچھ کرو تدبیر یہ جسم زار کہاں یا رکوہ ہجر کہاں نہر ارہر سگ صاحب کف کی عظمت وہ بڑ نشان ہوں کہ گنتا ہر کون ایس کو کسی طرح نکلے گی شب وراز فراق خوشی ہو پھول کو ہوں وصل میں شاوی چراغ داغ سوں کا دم کیون فرقہ میں	تمہارا قول نہیں اعتبار کے قابل سزا بھی ہوتی ہو تقدیر کے قابل نہیں مثال سگ کو جو بار کے قابل نہیں میں پریش روز شمار کے قابل مگر ہے عمر خضر مستعار کے قابل ملے نہ دہر میں وسعت فراہ کے قابل یہ جو اسی شب تار کیے تاب کے قابل
--	--

۱۰۳	غبار خاطر افسردہ ہو گیا عاشق صفائے آئینہ رو سے یار کے قابل	۲۰
-----	---	----

بہدائیں نقش دل میں تمہاری فغان ہم کیا آپ کے مزاج میں سخوت سما گئی بوسہ جو خط کا دو تو ابھی جذب لکھائیں طوفان چشم فتن لاغر بہا دیا ہم او کی بات کا تھی ہر شوق قتل میں احوال حشر کہلے پھر اسر نہ زابا محفل تمام صورت تصویر ہو گئی دی جان آہ کر کے فراق بہار میں پیری نو لطف نازیت ملایا ہر خاک میں	کار و کلام دکھائیں زبان بیان سو ہم رکتو میں خود دماغ باندہ آسمان سو ہم نقطہ اوٹھالیں خال کا نوکے بان سو ہم عناجر ہوئے ہیں کشتی برباد بان سو ہم قاتل کو باڑہ میں دیتی ہیں تیغ زبان سو ہم غفلت میں اور آگئے ہیں ستیا سو ہم مانند روح جا ستی رہی در بیان سو ہم لپٹے گئے جس کی طرح کاروان سو ہم وہ دلوں جوانی کے لالہ کہاں سو ہم
--	--

<p>بابل وہین کہ رونق گلزار دہرین پردہ اوٹھا کبھی نہ درجہ گاہ کا پلا د کھائیں کیون نہ تمہیں تیر آہ کا صیاد باغ دہرین کیا زمرے کرن جب روے دوستوں کو چو چشم بھار افشان چتر کنو کی جوا جازت ہین مل فصل بہار جاتی ہستی مین مل گئے پیاسی لو کی خاک ہو جلا دچرخ ہے سیرچن سو پاتہ اوٹھایا بہار مین شام فراق دیکھتے ہی موت آگئی</p>	<p>بجھ کر کار ہے ہین آتش گل کو فغان سو ہم آتے ہین اشتیاق مین پیاری کمان سو ہم یہ صنعت ہو جھکی کہ ہو ہین کمان سو ہم بخشین گے بھی تو بابل باغ جنان سو ہم اندھ ہو سے ہین گرد و کاروان سو ہم سارون کو توڑ لائیں اسی آسمان سو ہم تھے نقش پاکہ چوٹ گئے کاروان سو ہم عاجز ہین اس زمین سونگہ آسمان سو ہم بابل کی طرح بحث کرن باغبان سو ہم زیر زمین چپے ستم آسمان سو ہم</p>
---	---

۱۰۴	عاشق عدم سے یہ دل پردہ سا ہے	۲۱
-----	------------------------------	----

<p>تمنے جگنو جو باند ہے آچل مین پھول ہین اونکا فرش پا انداز منہ پھو ایسی تند کھینچو شراب پاکون پر سر ہے صنعت سے اپنا سخت جانی سے میری گل یہ کھلا قل ہوا چارون مین جو آ یا</p>	<p>برق چہتی پہرے کی بادل مین عطر جلتا ہے ساتھ مشعل مین گاک ٹھہرے کبھی نہ بوتل مین وہ اکڑتے ہین حسن کے بل مین پھول آتے ہین تیغ کے پھل مین چار قل ہین تمہاری ہیکل مین</p>
--	--

<p>کیون یہ امروز اور فردا ہے ساقیا ہے شراب آتش تر پتلیان بول اوٹھیں آنکھوں کی زلزلہ ہے تمہاری چال نہیں روز رستا ہے شعل آرائش گردنا ہے سیراداغ جنوں جل بجھیں گے بدن میں خون نہیں دل جلا ہوں جو لون بغل میں شراب مے کشی میں ہماری عمر کٹی شرم سے وہ عرق عرق جو ہوے باد وہ خواری کا نقش بیٹھ گیا سوزش سینہ کم ہے پیری میں رخ رنگین تاک آگین زلفین بے یہی زہد خشک کی دارو</p>	<p>ہمتو آخر ہیں آج میں کل میں دے دے شعلے کا گان بوتل میں نسخہ سامری ہے کا جمل میں خفتگانِ محبت میں ہل چل میں صبح ہوتی ہے مستی کا جمل میں نقش ہے تمہاری ہینکل میں تیل اب ہو چکا ہے مشعل میں چھالے پڑ جائیں لاکھوں بوتل میں نہ دیا ہمنے گان بوتل میں پانی گنگر و کی آیا چھا گل میں کام آئیں شراب کی قلمین آگ بجھتی چلی ہے منقل میں خوب پہو لیں گلاب کے قلمین آتش تر بجھری ہے بوتل میں</p>
--	--

۱۰۵	<p>لب شیرین کی گالیاں عاشق تاو شیریں میں شہرِ حنظل میں</p>	۱۰۶
<p>زادہ و خلد میں سیر شب متاب کمان یہ اوڑا جاتا ہے آگ سے تاب کمان</p>	<p>دور سا غریہ کمان صحبت جہاں کمان دل مضطر سے مر و نسبت سیاب کمان</p>	

تیرے دانتوں کے تصور نے ڈبو یا ہکو
 برہمن دیر میں جاتی ہیں تو سجدے کرتے
 جھوٹ تھمت جو گاتر ہیں توجی جلتا ہے
 اوٹھ گیا باغ سو افسوس نہ مانا کہنا
 شدت درد جگر سے نہیں بولا جاتا
 انیک فسر وہ دلی نے یہ مٹا دی رونق
 رات دن یا وہیں اک گل کی لہوروتا ہوں
 ویدک دل کو تصور میں کرونگاروشن
 پیاس بجھتی ہے تری تیغ سو قاتل مل میں
 تنید اور جاتی ہے وہ پیٹ جو یاد آتا ہے
 کشش دل کے سہارے سو چلا جاتا ہوں
 نبض کہلا نہیں سکتا دل بتیاب کو ماتہ
 اسلیے ہے ترے ابرو کا تصور دل میں
 چہین ماسٹھے کی دکھا دیجی ابرو کو قریب

اس قدر گوہر کی تائین ہلا آب کمان
 مسجدین نام کوہین یہ ادب آوار کمان
 میں کمان آہ کمان خزن مہتاب کمان
 میں نے سرچند کہا او گل شاد آب کمان
 بند ہیں آنکھیں تصویر میں مجھو خواب کمان
 گل ہیں سب داغ بدن پر گل شاد کمان
 نسبت ہے بے شرفقت سرخاب کمان
 طاقت دید رخ مہر جہاں تاب کمان
 ہے چمک آئینہ مہر میں یہ آب کمان
 ہے تصور مجھے نخل کا مگر خواب کمان
 دیکھوں لیجاتا ہے محبہ دل بتیاب کمان
 صورت نہیں شہر نے کی مجھو تاب کمان
 یہ نہ کہنے کو ہو کعبہ تو ہے محراب کمان
 لوگ کہتے ہیں کہ تلوار تو ہے ناب کمان

کوہِ فرقت کو اوٹھا کر ہوئے رستم عاشق
 ۱۰۶
 ۱۸
 ورنہ ہم زار کمان اور یہ القاب کمان

زخمِ دل میرا سیور کتو ہو سب فن ماتہ میں
 طائرِ رنگ خاک کیا مرغ دست آموز ہے
 انگلیان دس ہیں چراغِ ایماہ روشن ماتہ میں
 شاخِ گل کو بے کرتا ہے تیشمین ماتہ میں

<p> ننگ لبت میں کہی فرما کو سنتے نہیں کا کل پرچ سلجھاؤ کا محاکو حکم ہے آنسو میں بات کے پرتو جو دانستو نکا پڑا سرخ ہو جاتی ہیں گل توڑی سو دست نہا نہیں آتش ننگ خناسو سا قیا بھڑکی شراب ہاتھ منہ پر رکھ کر کہیں نہ کیا ضبط فغان طائر دل ہاتھ اوٹھا کر قص میں کرنا ہو حید پاؤں میں مہندی ملو تم ابرو پر ہر بات ہو پنچہ خوشید سی پنچہ نہیں اوس مہ کا کم کام گونا قص ہو کھلی غیر ممکن ہے کمال اب گلابی بہر کے دو تم ہاتھ قابو میں نہیں شعاع و کر کیا آتش ننگ خناسے پار ہو پاس الفت ہو فقیر او سپر جو اکثر ہو گئے جان شیریں ایک نیم مرزو کہیں سامان دے غیر حسرت مان نیا سو کہی جاہل نہیں </p>	<p> کیوں لیو پھر تاپنا تو پس آہن ہاتھ میں آج باری گویا یہ مار رہن ہاتھ میں بنگلی کان صفا ہیر کی معدن ہاتھ میں کیوں ملین مہندی اوڑا بارنگ گلشن ہاتھ میں ہو گلابی کیا کنول کی طرح روشن ہاتھ میں پڑگو فرمال کی صورت کے روزن ہاتھ میں دام خطہ دست رکھتا ہو وہ پرفن ہاتھ میں چوڑیاں ننگوا کو پہنوا آیا ساون ہاتھ میں کیا شعاع مہر میں سونیکو گلشن ہاتھ میں ناطقہ پیدا کرے کس طرح الکن ہاتھ میں ای پری تھمتی نہیں شیشو کی گردن ہاتھ میں بن گئی ہر ایک کھلی شمع روشن ہاتھ میں اس سو بی راگی لیو پھرتی ہو جو گن ہاتھ میں زہر ہو ہر شخص کو ناخن کا دشمن ہاتھ میں کب سکندر لیگیا زر زریہ مدفن ہاتھ میں </p>
---	---

۱۱	<p> کشت جان عاشق کی پہونکی مالکو مہندی بیکار شعلہ ننگ خناسا برق خسر من ہاتھ میں </p>	۱۰۶
<p> پھر جو نامہ بر تہے وہ یہ تقریر کر دو ہیں نہ وہ تقریر کرتے ہیں نہ وہ تحریر کر دو ہیں </p>		

ہماری کاتب اعمال کیا تحریر کرتے ہیں
 سلیمان کو طاحسن کی تسخیر کرتے ہیں
 فغان و آہ و نالہ اپنی کار تیر کرتے ہیں
 گلے کو طوق کو ہم موثر کر زنجیر کرتے ہیں
 یہی تقریر کرتے ہیں یہی تحریر کرتے ہیں
 عجب عامل ہیں شیوین پر ہی تسخیر کرتے ہیں
 جو تم قرآن پڑھتے ہو تو ہم تفسیر کرتے ہیں
 ہماری کاتب اعمال ہی تفسیر کرتے ہیں
 ہماری حوت منتر کی طرح تاثیر کرتے ہیں

و فو ضعف ہو برسوں ہو و جین میں اعصاب
 پر سر و دیو کا ایسا نقش بیٹھا صفحہ مستی پر
 مشکب کر دیا سفت و درو دیوار زندان کو
 گریبان ہاتھ میں آتا نہیں جب غش و شش
 بجز انکار کے آتے نہیں ہر حرف طلبت
 بہار آتی ہو ہو بھر تو ہیں ساقی خم سو تو ہیں
 تمہارا میرا مطلب ایک ہی فرق نافط ہے
 و فوجرم سو لکھنوی کی جب مہلت نہیں ملتی
 لگایا ہاتھ باتون باتون میں اون مار کا کل

گلہ جب ہو فانی کا سنا کہ تو ہیں وہ عاشق

۱۶

ہماری سانسے آپ آکر تفریر کرتے ہیں

۱۸

گستاخ اس قدر دیر کا اب بٹا ہو نکلتی ہیں
 دہوان گشتی سر آنگہ نہیں مری آنسو نکلتی ہیں
 شب فرقت میں انجم کو غم و گنہ نکلتی ہیں
 جو وہ شانوں کو بھیجے ڈال کر گشتی نکلتی ہیں
 لہو کو چشم سوزن ہو مگر آنسو نکلتی ہیں
 تری تپلی کی گردش ہو مری آنسو نکلتی ہیں
 لہو اپنا پایا ہو جس قدر آنسو نکلتی ہیں

فلک ظاہر ہو میری جو کم آنسو نکلتی ہیں
 رولا تو ہیں مجھے دکھلا کر جب گشتی نکلتی ہیں
 جھپکتی ہیں جو مجھ پر خواب ہو آنسو نکلتی ہیں
 کنا یہ ہو کہ شام وصل کو وعدی کو نالین گ
 سیسے جاتی ہیں میری زخم وہ سفاک نسبت
 یہ طفل شک مجھ پر ہیں تماشا خج پو جو کا
 و فوج غصہ و غم ہو سبب شہت سو روٹیکا

<p>اگر چاہیں پریزادوں کو آتش فوکلہ ہین چمن ہین حسن کی ہسی خار اگیں فوکلہ ہین ہنسی شدت سے جب آتی ہر تباہی فوکلہ ہین درازی مین شب فروت سے کجی نیوکلہ ہین یہ پہوڑی استینوں سے نین باز فوکلہ ہین کسی صورت نہیں کجی سے یہ بند فوکلہ ہین دوای مین جگاڑ کر لیے جاد فوکلہ ہین مسلمان آؤ ہین کجی مین ورنہ فوکلہ ہین</p>	<p>تبو نہر ہو جیسے عاشق کلیجا ہو جو چھر کا نہ پہوڑی رنگ مین پر کہ موسم خط کا اپنجا غم و شادی بھی کیجا ہر زانیگی دورنگی سے کرن یوں مختصر مضمون لول زلف لکھین اوتر و اتا ہر وہ گل وصل کی شب پرین ہیر گرٹا رہتا ہر نقشا خال زلف یا کا کل مین و کما و شعلہ و اوس چشم فرسیر چراغ مین زبان پر زلف کو مضمون دلیں طاق ابرو</p>
--	--

۱۳

تر و ابرو جو دیکھے ہین تواب عاشق کی نظر ہین
ہمیشہ دو ہلال اسے ماہ ہم پہلو نہکتے ہین

۱۰۹

<p>آپنی آواز کا اولٹا اثر ہے ناز مین مل گئی آواز میری آپنی آواز مین سبزہ خط خضر ہے داؤد مین آواز مین پاؤ نازک بہر گئے مشق خرام ناز مین ڈھنگ ہاتھ کی صدا کا ہر تری آواز مین ضعف کا مضمون تھا صف گئی پر آواز مین گور کے تعویذ کی ہیکل نگا دوں ساڑ مین دیکھیں کیونکر جیتے ہو تم پر وہ پاساڑ مین</p>	<p>مردی جی اوتھو ہین یہ تاثیر ہر آواز مین ایک ہو جاتا ہر ستاروں کا جیسے ساز مین لب جو عیسیٰ مین صفت یم کی جانداز مین خالی خالی دو قدم تھلے روش پر باغ کی بات کا کرنا تعجب ہر دہن معدوم ہے میرزا محی سے کہو تر کے لیے حرمت ہوئی توسن عمر روان کاٹے جو عرصہ زیست کا شعلہ آواز پر ہم سینک لینگے آنکھ کو</p>
--	--

آگنی انگلی کی چڑیا چنگل شہباز میں آپکے دل میں نہیں جو کچھ کہہ رہے آواز میں اوس نہال حسن کی اکٹھا جو ہر آواز میں شعلہ آواز بھڑکا پردہ ہاسے ساز میں	قمر کا بنگلہ کٹوری پر ہے اوس صیاد کی درد گانہ میں بہا ہر دور و دور وقت نہیں کیا سنیں گانا رسائی طائر دلکی نہیں گر میان گانے کے پردے میں کہا میں یار
--	--

۱۱۰	سامری کا چشم کے جاوے بس چلتا نہیں لب کو عیسے پر بھی عاشق فوق ہر عباد میں	۲۰
-----	---	----

برگ گل تر سنہرے کاشن میں پڑی ہیں پا پوش میں عکس آپکے ناخن کی پڑی ہیں خورشید سیو سوار میری داغ لڑے ہیں کھلوائی کمر کون سفر پر وہ اڑے ہیں آتا ہوں جواب ار نے دیکھیے کب تک سارِ رگ جان چاہیے اون نرم نوون کو سیر تن پر داغ کو گلزار بسا یا چونگ کی ہے چار غماص میں جدائی تیکے میں ہوا جوش جنون ہو مرا سکھ سر پر شبِ فرقت کی بلاروز کٹ رہی ہے اکسیر کی بوٹی ہو گل داغ جنون کیا کچھ صرف بھی لازم ہو اگر جمع کرے مال	یا قوت کی نگ کسنی زمرہ میں جڑے ہیں ہیری کی نگینے ہیں کہ پتے میں جڑے ہیں مقدار میں چوڑے ہیں حور ات میں پڑی ہیں دو ہاتھ میں رکھتا ہوں وہ گردن میں پڑی ہیں موسلی سے بہت طالب دیدار پڑی ہیں بالے ہی تری کان میں سو نو کی کڑی ہیں گل کہانے سے کیا آپ سنہرے چول جڑی ہیں کسی نیچے ابرو سفاک پڑی ہیں بڑی کے عوض پاؤں میں قبر و خاک پڑی ہیں زلفوں میں امیچنے سی بکٹیر میں پڑی ہیں ہتکڑیاں نہیں ہاتھوں میں ہوئی کڑی ہیں زر لیکے گل آتے ہیں خزانہ جو کڑی ہیں
---	--

<p>پہنا ہو اگر تھنے وہاں طوق جھڑاؤ حیرت ہو مجھے مرد کا چشم صنم سے بول شب وقت کی گرین کس ہوشنگاہ سمجھا میں دم قتل گل کش جو دیکھے دم ہونٹوں پر اپنا ہو جو ہو تو ہیں ترش آب تجلی گئی ساقی تری شیریں سخی سے گویائی جو فواروں میں ہوتی تو یہ کہتو</p>	<p>بیری میں یہاں رو کو لعل جڑی ہیں تصویرینے کا تب اعمال کھڑے ہیں شب ہو وہی آیام مصیبت کو کڑی ہیں ابرو کی سرو ہی سویہ دوپول جڑی ہیں جتنے ہیں نہ مروتی ہیں کٹائی میں پڑی ہیں میخانے میں جتنے ہیں بوسہ کھڑی ہیں کرسش میں خزانے کی حفاظت کھڑی ہیں</p>
--	---

<p>۱۰</p>	<p>ہمراہ جنازہ کے وہ گواہ بھی عاشق ہے دیر جو گرنے میں تو غیرت ہو کڑی ہیں</p>	<p>۱۱</p>
-----------	--	-----------

<p>دیباچے میں کہی قدیم انسو ٹری نہیں مجنون سو نام عشق میں اسے بڑی نہیں مصراع قد کو سمجھے نہ ابرو کی بیت کو یجا تو ہیں یہ چاہسو والوں کو کھینچ کر اکثر بلند طبعوں کو بہاتی ہے سادگی خافل نہیں تو دیکھ لے سخی کو قہر کی پندار اپنی حد سے سو کیا ضرور ہے غربت میں جان ہی نہ ہو بار دوش غیر پہت کر چکر زمین کا دریا اوثر گئے</p>	<p>چیونٹی کے پاؤں میں مرموزی چڑی نہیں ہم ضعف ہو کی لفظ پر چڑ ہے نہیں جاہل بھی ایسے ہیں کہ الٹ بڑی نہیں سیاہ کو کوئیں ہیں زنجیر کو کڑی نہیں اطلس میں آسمان کی بوٹے کڑی نہیں مردوں کے استخوان ہو خالی کڑی نہیں گرنے کا ڈر نہیں کہ ہم اتنا چڑی نہیں اوٹھے سبک کہ چار کو کاندہ چڑی نہیں کب بام عرش پر مرنالو چڑی نہیں</p>
--	---

۲۳	عاشق کی بات کاٹ کر کہتے ہیں بات سے کہتا ہوں کوئی تیغ زبان پر چڑھے نہیں	۱۱۲
<p>بہتر و سانگا لے وہ تو ہی سی باتیں کا کل میں چ بات نکالتی ہے باتیں چڑواؤن آسمان کی چرخ برات میں ایسے کمان حباب ہیں عین الجیاتین کچھ غیر مستحق کا نہیں اس زکات میں شعے میں حال لکھ کے لگا دو قنات میں لیکر جلوں آئین سلیمان برات میں خانہ مات کا ہر دہان دواست میں ہوتی ہے صبح حشر بیان اکیا باتیں پانی پڑا ہے تیغ نگہ کا دواست میں کرتی کا اونکی صوف پڑا تھا دواست میں لطف حیات نضر ملا ایک رات میں عمیسی نخل ہیں لب ہی جھکا ہیں باتیں سردی زرخ جمانی ہی آسب حیات میں رہتو تھے خضر چشمہ آب حیات میں سمنے تو رنگ قدر نیا یا ثبات میں</p>	<p>بے ہین رنگ ہول کی شب بات باتیں ابرو میں بل ہنسی ہیں کنایہ نگہ میں کج مہتاب لاؤن چرخ سے جو تم بنو عروں مردی جلائے اوسنے اشاریہ سر انگہ کے بو سے سلع حسن سے دیجے نہ غیر کو خیمے سوات کر نہیں سکتے جو خوف سے میری ہوا بندھی جو دہلیقیس ہو عروں صحت کا نقش عشق کا بیا کر کیا لکھو دودن پر آپ وعدہ فردا نہ ٹالیے بنتا ہر قتل نامہ جو لکھو کیکو خط قاصد گر ماتہ میں ندیا خط کو رشک سر بو سے لیے جو وصل کی شب خط سبز کے ہو رشک خضر خط تو زبان غیرت کلیم اوس سرد مہر کو لب و دندان ہو یقین سبھا میں زیر لب مکل آیا جو خط سبز لذت جدید میں ہی کہ حادثہاں ہوا</p>	

<p>گاتی جو باندھی حسن ہوا اور گات مین دیکھا اثر نہ ایک کا بھی سمنے سات مین کیا سمنے کوئی زہر ملا یا نبات مین ایسا جو آنکھ پر خچڑ یا کائنات مین ثابت ہو نقصات طو حشرات مین بازو کی محسلی جامی نہ آب حیات مین</p>	<p>آئینہ بدن کو نہانے سے سے جلایا سیارگان ہفت کے دور جو گزر گئے ہوتے ہو بوسہ لبشیمین کی تلخ کیون تیلی بزرگ قبلہ نما پر نہیں پری اندھا ہو خود کھائے اگر جو ہر آئینہ ڈور سے کو نور تن کو نہ دانتوں کو کھولیں</p>
---	--

<p>۱۶</p>	<p>جب مر گئے کسی کو کوئی پوچھتا نہیں عاشق چٹھے نہ گوشہ غزلت حیات مین</p>	<p>۱۱۳</p>
-----------	--	------------

<p>بجلیاں ڈال دوزیرہ کی ذرا کانوں مین روح قالب مین گئی جان پڑی جان مین زنگ سیاروں کا گردش ہو اور انوں مین گنج ہی بات اگر آیا تو دیر انوں مین پھر گئے آکے سلیمان ہی پر خجی انوں مین آئینہ خانہ بنے بیٹھو جو حیرانوں مین میری فریاد کرن پھول بنو کانوں مین رسم خطا کیسا ہوتا نہیں قرآنوں مین کہتے ہیں کہتے ہیں نا لگیوں کو پاؤں مین روح پڑ جائے بنی جان کی نہ انوں مین</p>	<p>گر دشمن شعلہ آواز کو دوتا انوں مین جان آدم جو بہری ساتی فی پیا انوں مین درویش پر ایسا کیا اوس ماہ کا نام مائیہ علم و شہر بادید گردون مین ملا کبکس پڑے جس کا ہر سایہ تری دیوانہ پر تکو غرہ ہو عبث آئینہ زانو کا کان رکھ کر جو سنو تم تو یہ پہو لہ آواز متفاوت ہر جینوں کو جو خال خط خ اوس نہال چہن حسن نے پنی محرم مگاؤ دیکھ تو فقط آگ کا عنصر ہوا</p>
--	--

<p>لبا کشت سینه پر داغ مین مین طائر دل لب جان بخش ہو گا کر بھی مردوں کو جلا تیر اس درجہ ہوے میری لہو کو کیا سے طور پر ہے جو چراغ ایک یہاں چمک ہے ہنسلیان اپنی بہن شکی حسینوں کو عیش</p>	<p>لبیلین چھپے کرتی ہیں گلستانوں میں کینچ نور روح کو قالب ہی کہی تانوں میں آب ای ترک ذرا ہی نہیں پکانوں میں پہچو محرم کا نظر آتا نہیں شانوں میں ہنسلیان ہانک کر خلقت کی گریبانوں میں</p>
---	--

قتل عاشق ہوا عکس مرثہ ساقی سے
سوج مے خنجر تران ہوئی پھانوں میں

۱۴

۱۱۴

<p>یہ فائدہ ہو جو کسب کمال کرتے ہیں کوئی سبب ہے جو دل پایا ل کرتے ہیں لہو رو لاتے ہیں دکھلا کے تیغ ابرو کو ہمارے ہاتھ سکوڑتے ہیں آپ نقل مکان اونہیں پسند نہیں طاعت ریا آمیز وہ خاکساروں سے انہو شراب خواری میں حریر پردہ چشم پری پسند آیا زبان تیغ سے پر دیجیے جواب انکو طلبے اہل غرض کی کیا تھا رست تیغ خو حن مین ہاتھ کی لازم ہے پاؤں پہلانا چبا چپا کی کلوری خوشن بیٹھے ہیں</p>	<p>غنی فقیر سے اگر سوال کرتے ہیں یقین ہو کہ وہ کچھ مجھ سے چال کرتے ہیں یہ شوخ مرغ نظر کو حلال کرتے ہیں قدم کو روکیے ہم انتقال کرتے ہیں کھلے گا کل جو وہ صوفی کا حال کر دہیں عبث کلام کلال و لال کرتے ہیں نقاب چہرہ حورا جمال کرتے ہیں دہان زخم دوبارہ سوال کرتے ہیں فرشتے قبر میں اگر سوال کرتے ہیں نہ اون سے مانگ جو تو سوال کرتے ہیں زبان اس سے یہ کلام لال کرتے ہیں</p>
--	--

فقر ہو گئے کیسا تھے جو زمانے میں	جواب جبکہ انتہا وہ سوال کرتے ہیں
جواب دیتے ہیں اعضا عبث پڑاؤ میں	شباب کا تو نہیں ہم سوال کرتے ہیں
دکھا کے دانت نکالی ہو روح قالب سے	ہمارے رشتہ جان ہو خلال کرتے ہیں
گھسایا بدر کو نقص زوال ٹھہرا کر	تمہیں بڑباتے ہیں کیا ہم کمال کرتے ہیں
خیال چل کا بے ل میں خون ہوتا ہو	وہ طائران حرم کو حلال کرتے ہیں

۱۱۵	بہت سا کیل چکے اپنی جان پر عاشق	۲۴
	پہر آپ عشق بہت خر و سال کرتے ہیں	

ریشک پری ہو غیرت حورا ہوشان میں	ایسا حسین کون ہو دون جہان میں
کدو ن تصور طبع ہو کرسی کی شان میں	یا چرخ پر ہے یا ہے تمہاری مکان میں
عیسیٰ وہ ہیں جلا میں ہزاروں کو آن میں	سوئی وہ ہیں دران میں لکنت زبان میں
ریشک پری ہو بدر سے بالا ہوشان میں	تسا نہیں ہو کوئی زمین آسمان میں
رخسار پر ہے عکس کہ تاری ہیں چاند	بجلی جو پہنی آپ نے ہیر کی کاج میں
مٹی اوڑائی بننے ترے در کی ہقدر	نعمت کی بدلو خاک ہو گردن کو خوان میں
کیون تم گلو ریون کو بیاتی ہو عطر میں	انگیا کے پان رکھ دو ذرا پاندان میں
پھیکو ن جو شیر آہ ترا زو ہو چرخ میں	پلا بہت نہیں ہو زمین آسمان میں
رحمت ہو دو آہ دل در دنیا کو	چت بندہ گئی ہے ابر کی سارگان میں
تیوری چڑھی ہو تیز نگہ کیا گاؤ گے	بل پڑ گئے ہیں لاکھوں ہی کو مکان میں
آبی دوٹپا اوڑھ کے سوتی ہیں صبح کو	لو آفتاب آج چھپا آسمان میں

<p>سینے پر آج زلف کو بکرا کر کہتے ہیں مجہ زار نے جو ہاتھ شب وصل کھدیا ٹٹی ملی ہے رزق جو انگاز میں سے جلتا ہوں لہلہ میں تکرہ سیار کے ثابت قدم رہی تری الفت میں اکھین مشرکان وہ گھوڑے میں جو ابرو کی گئی چوڑو نہ مار زلف شب ماہتاب میں مطلب ہو شعر میں تو فصاحت کا کام پوشاک کو جو موجب آب و ان کہوں سوز غم فراق سے منہ زہر ہو گیا تھے اوس شرہ کے تشنہ دیدار ہقدر لیکوں پر اشک ہیں دردندان کی یاد</p>	<p>منہ گیس بنائیں ہیں انگیا کو پان میں دھوکا او نہیں گونگا ہی انگیا کو پان میں نعمت کے بدلہ ہر ہی گرد و مکی خوان میں گود کی جا ہر خاک مری استخوان میں تھا کون جو کلن گیا استخوان میں ثابت ہوا کہ تیر کو جوڑا کمان میں کاسہ بہرا ہے دودہ کا گرد و مکی خوان میں سعی بیان سوائیں نہ سعی بیان میں جھٹے پڑیں چنے ہو کر تڑکی شان میں جسطح تپ ہو ہوتی ہے تلخی زبان میں ساہی کی طرح پڑ گئے کانٹو زبان میں جہاں لگی ہر موتیوں کی سائبان میں</p>
--	---

۱۱۶	<p>تعریف کم ہو شعر کی عاشق تو کیا عجب افسردہ لطف کی نہیں آتی بیان میں</p>	۱۷
-----	--	----

<p>اور جان بخشی ہو کیسی قاتل بی سپرین جب نقابت جگا سر شکر کا سجدہ کیا دشت گردی کی اذیت مٹ گئی قبت پاون میر پاؤں پر کتنی ہو اگر قید میں</p>	<p>سورچہ اک دم میں چنیوٹی نگیا شمشیر ضعف نو مسجد بنا دی خانہ زنجیر میں بعد ایت پاؤں پہیلے خانہ زنجیر میں شع روشن کرتی ہو تم خانہ زنجیر میں</p>
---	---

<p>راہ شکل ہو ملکی خانہ زنجیرین کوئی دیوانہ بسا دو خانہ زنجیرین عرق عالم کو کرو آب دم شیرین مین یہ سجھا پڑ گیا چھا لائے شیرین اب فقط انکا جو دم میرا دم شیرین باتہ ڈالیں کس طرح قبضہ نہیں شیرین زلزلہ کرنا نڈبل مین سچ مین تقریرین بستر غم مل گیا ہے کاغذ تصویرین تیر میری آہ کا ہو گاترا زو تیرین کرتے ہو انکار جو اقسار تھا تحریرین خلد دوزخ ہو او بال جابو شیرین بڑ دیل یا قوت کیا رنگین تنو شیرین</p>	<p>بیریاں مین تنگ میر پاؤں شیرین ای پری رونق مکان کی بولکین ہوتی نہیں باڑہ پر قد ہو دکھا دو تیغ ابرو کا بھی گماٹ ماہ نو کو پیٹ مین دیکھی جو تاری کی جھلک ایک تلوار اور اسے قاتل لگا مجروح یہ تیغ ابرو تنگ اگر ہو دستر تو چھین لین سلسلہ اونکو سخن کا مختصر ہوتا نہیں نقش ہو سطح ہوا چہرہ ہم کا ہیہ مرا ہجر مین دیکھا اگر بڑی سو ہی تیر شہاب اعتبار اب آپکو لکھو ٹیپ کا اوتہ گیا بعد مر نیکی اگر آہن کرین جنت مین ہم ہو ٹوٹن ہو خنجر کے قبضے کو جو چو با بعد</p>
---	---

۵۱	<p>بے زبانی کا پتنگون کی پڑا عاشق صیبر رہ گئی کٹ کر زبان شمع بھی گلگبیرین</p>	۱۱۷
<p>میری حیرت کھنچ نہیں سکتی مری تصویر کہتے ہیں بڑہ باقی ہو قوت زبان پرین کیا کڑے پن ہو سبر کی خانہ زنجیرین ہر نشان میر قدم کا خانہ زنجیرین</p>		<p>خاشی میری ادا ہوتی نہیں تقریرین ماتوانی سے ہو کثرت نالہ شبگیرین قد خانو سو کہنی نکلی نہیں آواز بھی بگئے پتھر کے وہ طریان اڑھائیں تیری</p>

عمر گزری گنتی گنتی سکھ داغ جنوں ان
 مر گیا کل قید میں جوتا ہوا دارا پکا
 دھجیان عریان تنی میں جیت میری پائتین
 پاس لبرو کر دل سوزان پھنسا ہر لخت میں
 جوش و جشت سہو مہاری دلکو ہوتا ہر سرور
 محبو و جشت کی یہ شادی ہو کفنیاتی نہیں
 اپنی شمرگان کی یہاں شاکس کی دوشمنخ و
 ناتوانی تو مجھے مردی کی صورت کر دیا
 کاٹ دتیوین ہماری بات کو وہ بات سے
 شمع کو نسبت نہیں کچھ قامت دلدار سے
 کو جو قاتل میں عجیبے رت ہو کاٹا ریت کے
 بچنے عالم میں نہ کیسی تیغ ابرو کی پناہ
 تیغ ابرو سے دہرا تو بین بہت مرنج کو
 کٹ سکا جب نہ میرا صاف تیوری چڑ گئی
 دشت گردی میں جو ایتاغ قاتل کا خیال
 اشتعالک کا فقط سوز درون محتاج تھا
 غیر ممکن ہے چٹے دہریا ہماری تیغ کا
 تیغ قاتل کھینچے ہی کیا آنکھ احوال ہوئی

کس قدر دولت گڑی ہو خانہ زنجیر میں
 آج سناٹا پڑا ہے نہانہ زنجیر میں
 پوست پٹلی کا لپٹا حلقہ زنجیر میں
 لٹکی ہو قذیل محراب حرم زنجیر میں
 شیرہ انگوڑے کیا دانہ زنجیر میں
 رت جگا رہتا ہر شب کو خانہ زنجیر میں
 پڑ گئے کاسٹے زبان شعلہ تقریر میں
 بند آنکھیں ہیں بان لہتی نہیں تقریر میں
 صورت مقرض چلتی ہو زبان تقریر میں
 جلگے لاکھوں پتنگے شعلہ تقریر میں
 سایہ دیوار میں یا سایہ شمشیر میں
 ہو سند اس بات پر قبضہ نہیں شمشیر میں
 آنکھ تار سے دیکھتی ہے سایہ شمشیر میں
 سخت جانی سو مری بل پڑ گئے شمشیر میں
 آؤ دم لینے کو وحشی سایہ شمشیر میں
 رال نہکراؤڑ گیا شمشیر شمشیر میں
 مل گیا میرا ہوا آب دم شمشیر میں
 دو نظر آتا ہوں میں آنکھ شمشیر میں

دانت وہ تلوار سو لیتی ہیں میں جہت میں چون
 جسم لاغر ہو بہت تلوار کا ٹیگی کسے
 سیر و کیو کاٹ کر بازو مرے تلوار سے
 پہلے سوزا سو رہا و لکھو لبِ حشوق کا
 زلف کو حلقے سے جہان کا جسکو زخمی کیا
 قتل ابرو سو کرو بے نگاہ و تیز کے
 مر گئے پر خاک کو کر دینگے تو دیو میں شریک
 کٹ گیا دستہ سوز و جسکو سری ہی چھوئی
 کانپتا ہر دور میں کس درجہ جام آفتاب
 کیا گرفتار کند موت ہوتے ہیں جوان
 جب بنی فریاد میری ہو ٹھہ چاڑی مارنے
 زہر غم لٹا کر بتو نکا اس سو میں مر نہا میں
 ویکہ کر کہو جو او سنے ہاتھ منہ پر رکھ لیا
 کیا نرا کت ہو کہ بار رنگ وٹہ سکتا نہیں
 بڑھ کے کہینچا سو کسی ذرا دس ہی نہاں کو
 اپنے جامو سے ہیں باہر جب دیکھی ہو
 صاف عارض پر نشان بوسہ اغیار ہو
 ویکہ جی حسن رخ جانان مری اشعار میں

موتیوں کی کان ہر آبِ شمشیر میں
 غرق ہیں ہو جاو نکا آبِ شمشیر میں
 مچھلیاں چڑھ جائیں گی آج شمشیر میں
 اوس کمان ابرو نکا یا ہوں بلاش تیر میں
 ہو گیا اس بچ سو پلا بلا کاتیر میں
 نسبت شمشیر امو قاتل خطا تیر میں
 جاو پیکان لگا دینگے کسی کو تیر میں
 بچ گیا پیکان سو تو ہو کاٹ چو تیر میں
 ہو مرض رعشے کا دست آسمان پیر میں
 آسمان کر تا ہو عیاری لباس پیر میں
 کیا مزا ملتا ہے دل کو آہ پر تاخیر میں
 طالب حکم خدا ہے ہر دو اتا شیر میں
 سمجھے آئینہ لگا ہو یار کی تصویر میں
 جنبش لب دیکھتو ہیں یار کی تصویر میں
 ہو تپا موئے کمر کا یار کی تصویر میں
 جان پر یوں کی لگی ہو یار کی تصویر میں
 آپ نو دہبانگیا جا ندسی تصویر میں
 صنعت اعجاز مصحف کما تہی تفسیر میں

<p>ہو سفید ایسا ہو دنیا کا بے کوہ کن روز و ازل ہو سزا کا انسان ہو فکر معاش خطر رخ دلدار پر دیکھا تو حیرت ہو گئی میرے رونے کے گریا قہقہا دیوار کو بدر کو نسبت چارم کی نہیں اوس ماہ وسل کی کیاریات کاٹی مین بھی آخر ہو گیا بچنے مین وہ طبیعت تھی سبق کا ذکر کیا حال لکھتا تھا جو مجھ رنجور کی فساد کا نا توانی کا مری احوال لکھ کر رہ گیا پہیر دی تلوار او سنو خلق پر منہ پھیر کے</p>	<p>آہ شیرین سے اوبال یا نہ جوئے شیر مین چوستا ہو طفل انگوٹھے کو خیال شیر مین ہن قرآن ہو بہت ایجاز ہو تفسیر مین آہ پر غم کی تو سو کمی زعفران کشمیر مین حسن جہوت مین صفائیں نگ مینغ مین زنج کر ڈالا موزن پہلی ہی تکبیر مین صاف پڑھ لیتے تھو وہ لکھا ہو جو تقدیر مین درد پیدا ہے صریر خامہ تقدیر مین اب روانی بھی ہوگی خامہ تقدیر مین وقت آخر اتنی گردش تھی مری تقدیر مین</p>
--	---

۱۱۸	کس ہو عاشق و در وقت کا بہلا شکوہ کروں ہر طرح پہنچے گی وہ ایذا جو ہے تقدیر مین	۹
-----	--	---

<p>زلفین قاتل کی نہیں زنجیر ہو زنجیر مین چاند سو ماتھو کو چمکا یا بہت افشان نے آنکھ کی پتلی جو آئینے مین دیکھی یار نے اوڑھ کر رومال کرتا ہے وہ سیر چار باغ پہنچ مین یقون کرد کیو سیر دیکو بیچ و تاب سرخ پین دیکر بہت مین تو لے مین تیغ کو</p>	<p>عکس بروغ مین شمشیر ہو شمشیر مین بند آنکھ مین ہو گئیں تنویر ہو تنویر مین ہو گیا حیران خود تصویر ہے تصویر مین لوچ مین ہو چمن کشمیر ہے شمشیر مین سلسلے مین سلسلہ زنجیر ہے زنجیر مین قتل نامہ کس کا یہ تحریر ہو تحریر مین</p>
--	---

آہ سوزان تو کیا ہو خاک کوئے یا مین	اب مرا سیاہ لک کسیر ہے کسیر مین
میری تیری ہوشیہ کجا تو یوں ہو جاو	یہ ہی کنو کو نہ تو تصویر ہے تصویر مین

۱۱۹	سینہ زخمی مین عاشق کے دل مجروح ہے	۲۷
	کنتا ہو وہ ترک یہ نچھپے نچھپے مین	

جو لطف وصل نہیں تو غم زوال نہیں وہ بدر ہو کہ کیوقت مین ہلال نہیں حرام کبک نہیں یہ رم غزال نہیں سوال وصل ہو جاگیر کا سوال نہیں عطا کو ہاتھ بنے ہین طلب جلال نہیں تم اپنی شغل غنائین ہو کچہ خیال نہیں ہماری رنگ ثنائی تو کھیل سمجھے ہو بہین رولانی کو چڑھتو ہین آپ کو ٹھکے ہو عجیب بات ہو سیتے ہین بڑبانو کو بیٹھ مر کر یم ہر اک وقت بندہ عاجز ہے مراد و ام کا سر کا عشق زین پایا بنا و شوق سے گہ میری خانہ دل مین ہزارون دوڑ تو ہین آپکی سواری مین یہ گائے کنو سے میری نہ رقص کو اوٹھو	شب فراق سو بہتر شب وصال نہیں وہ آفتاب ہو جسکو کہی زوال نہیں کسی مین تیری ہی اٹکیا یونگی چال نہیں علاقہ ہم سے جو رکھو تو کچہ محال نہیں مکان شکر دہن ہو در سوال نہیں ہر ایک صوفی کا ہو قول ہم چال نہیں اوٹھا دو بزم سے ہلکو وہ کوئی چال نہیں عروج ماہ نہیں فصل برشکال نہیں دہان زخم تو کچہ قابل سوال نہیں غنی جو دل کو بنایا تو پاس مال نہیں جسے عروج ہوا پھراو سو زوال نہیں عسک کو دخل نہیں اسین کو تو ال نہیں مجھی ہو کتے ہو چہرہ ترا جمال نہیں یقین سب کو ہوا اس سو پل حال نہیں
--	---

<p> فرور زندگے مستعار بیجا ہے کہے بہن جسے بہن گو کہ زینین کشت چورائے سو بھی یہ مضمون کم نہیں ہوتے چلین بہن غیر کہ گھر پوچھتو بہن اطفہ خرام بہن نہ آئینگے کیا آپ ہم سے اور تو بہن شراب چوڑے کے خون جگر پیو نہ زامہ جو خط بہن یا کہ کو لکھا ہے شوق بوشال تمہارا خوشن بہن یوسف حسن پاشے فرق زمین شعور سے پایا خزانہ مضمون بسا ہوا سن لہ میراں میں عشق سیمن تن وہ سیمت کہی تمام میں سنین آتا دیا نہ اوسنے دوشالہ اوتار کے سر سے </p>	<p> جو اگلے سال تھو زندہ وہ اکبر سال نہیں سیاہ قلب بہن کو ٹو بہن غیر مال نہیں کنوز فکر میں پیدا ہے جمع مال نہیں بہت آپ بہن گمراہ خوب چال نہیں کچھ آپ حور شامل پری خصال نہیں جو وہ حرام ہی یہ ہی کہین حلال نہیں جواب لایا کہ بو تر تودہ ہی خال نہیں غریزہ جان ہی یہ سودا گری کا مال نہیں کیلی ملک نہیں یکے کا مال نہیں خراب ہی وہ خراب کہ جسمیں مال نہیں عجب طرح کا خزانہ ہے جسمیں مال نہیں مرے نصیب میں غنہ سر ہی بھی مال نہیں </p>
---	--

۱۵	<p> پسند طبع خلاق اگر نہو عاشق یہ فن شعر ہمارے کیو کمال نہیں </p>	۱۲۰
<p> ابھی ناوان بہن کم سن ہیں تالی تو بہن کٹری ہو کر اڑتے ہیں جب کہ پاؤں سر تو بہن سر اپنا کٹا ہوں میں ہاں صفا اور تو بہن جلا سکتی نہیں بھوکو سچائی پر تو بہن </p>	<p> نہ آتے بہن نہ بلواتو بہن ہم جی ہو گندہ تو بہن سما جاتی ہو کیسی خود نمائی جب نہ تو بہن او نہیں دوسو آن تاجی جو ہم کہتو بہن تو بہن چڑا تو بہن وہ ہم سے آنکہ ہم جی ہو گندہ تو بہن </p>	

<p>کھاتے ہیں اگر سرکہ کٹک ہو نینداؤں کی چلے جاتی ہو کیا پرواہ ہو کسی جان جاتی ہے نہیں انا مقابل شرم و اس روکھوں کے وہاں تک لوگ کیونکر نامہ و پیغام لیجاتے زبان بگو نہیں کہ تو ہیں وہ کچھ کہہ ہی گئے رنگ بڑا سوخت جانی کا کہ وہ شکر یہ کہتو ہیں سر رہ نہ نظر بیٹھے ہیں آمد ہو سواری کی لبوں پر جان لگی ہے ہماری ترش وئی سو شہزادوں تجاری ہیں ہمارے گدگد آنی پر زبان پر حروفِ خلعت ہو کیسی جان لیجو کا</p>	<p>جو بل تیر ہیں لفون کو تو خود سو میں ڈالیں سکتے ہیں کسی غش میں کی جی ہو گزرتی ہیں فلک پر چاند چڑھتا ہو وہ کوٹھو سو اور تری ہیں تری نازک مزاجی ہو حذر کرتی ہیں ڈرتی ہیں کسی ن آنا بیلش وکی ہو تم پر جو مروتی ہیں غلط ہو جھوٹ ہو مدد سے پہنچتی ہیں مروتی ہیں اوپر ہو وہ گزرتی ہو تو ہم جی ہو گزرتی ہیں کٹائی میں پڑ رہی ہیں جی تو ہیں مروتی ہیں وہ گزرتی ہیں کیا کیا و سو و میں گزرتی ہیں ابھی مر جائینگے کچھ کہا کہ ہم کیا آپ کرتی ہیں</p>
--	---

<p>پریشان حال ہو عاشق مگر وکی بلا جانے ۱۶</p>	<p>۱۲۱ وہاں چوٹی میں کنگھی ہو کہی سچو سنو رتے ہیں</p>
---	---

<p>صوت ہی نہیں کیسی جانان کی کہتے ہیں کب کشت امیا اپنی سرسبز ہوئی احوال کیا دیدہ انجم سے تم آنکھیں لٹاتے ہو سو جون کی زبانوں سو آنسو مرا بتلایا خبر ہو کتابی ہم ایمان نہیں لاتے وہ کیسے رخ مٹھت زارہ مری نظروں سے</p>	<p>آنکھ ترخ ہے کیا حیران کیسے کہتے ہیں ہو باران کیسے کہتے ہیں پتلی یہ نہیں رہتی مڑگان کیسے کہتے ہیں پوچھا جو سمندر ہو طوفان کیسے کہتے ہیں صورت اسو نہیں وقت تران کیسے کہتے ہیں اندھ ہو کو خبر کیا ہو تابان کیسے کہتے ہیں</p>
---	--

<p>دورخ سو چالینا جنت کا پستادیتا رندی جسے کہتی ہیں برقید ہی نہ دیت انباوک شرکان سو غریب دل جسمین مین شوق شہادت میں قاتل سو یہ کہتا ہوں کوچہ نہ ترا جانا دربان کو نہ چچانا زلفون کی محبت ہی زنجیر کی کیا حاجت جب کیل گئے جی پر پایا ختم گیسو کو کتا ہو سسی ملکہ وہ آئینہ رو سمسے خیز لفت و خط جانا وقت نہیں دنیا میں</p>	<p>مالک ہو وہاں کچم خدوان کسی کہتے ہیں دیوانے نہیں وقت زندان کسی کہتے ہیں کاشا ہی نہ کشکا تا پیکان کسی کہتے ہیں خجرتو ترا دیکھا ہر ان کسی کہتے ہیں جنت سی نہیں واقع خدوان کسی کہتے ہیں جب گھر سے نہ نکلی پھر زندان کسی کہتے ہیں گو تھے نہ بتلایا چو گان کسی کہتے ہیں بتلا دوں سر مجلس حیران کسی کہتے ہیں سنبھل کسی کہتی ہیں رچان کسی کہتے ہیں</p>
--	---

۱۲۲	یہ بندہ نوازی کے اوصاف نہیں دیکھے جز شیر خدا عاشق سلطان کسی کہتے ہیں	۲۸
-----	---	----

<p>گل میں ہو رنگ تن و لہر لیکن دل نہیں کیون نہ مجنون ہوں کہ پلو میں ہمارا دل نہیں وہو پکے تنیا گیا ہو رنگ لیکن تل نہیں جانشا ہوں سحر چشم یار کو باطل نہیں جان دینا رشک ہو آسان ہو شکل نہیں کو نسا دن ہو نہیں آفت کا مجھ کو سانا سحر کو جامین فرشتے پر سائی ہو حال</p>	<p>بے نمک ہو چہرہ خورشید او سپر تل نہیں سینہ خالی ہو محل صاحب محل نہیں کون کتا ہو کہ دنیا میں بس لاطل نہیں عیسی لپکا ہوں شوق موت کا قاتل نہیں تن ہو میرا سر حد اگر پر کسی سے تل نہیں کو نسی شب کو بلا سر پر مرے نازل نہیں یار کا چاہہ زخماں ہے چہ بابل نہیں</p>
---	---

سلاک شہر خوشان ہوں مگر کیونکر رہتا
 دستِ وحشت ہو اگر چاہوں لطفِ فن کو
 پر خطر ہو قہر تک دنیا سے کیا راہ عدم
 نیک نامی ہے لٹا دو دولت دیدار کو
 آفتابِ دل غم سودا کا عجیب شہراق ہے
 اپنے دل کو ماتہ سو میں جان ہو نیرِ یون
 سخت جانی سو نزاکت سو نہایتِ ہیرے
 آبِ تیغ تیز دکھلاتے ہیں محکو و دیکھکر
 آمدِ شام شبِ بھیران بھی سمجھنے دیکھ لی
 باتہ قابو میں نہیں اندر روئے حسنِ یار
 مرغِ دل کو کیا نشانہ کیجیے گا دور سے
 روزِ ہم سے روٹھیے غیروں کو پیغامِ صل
 جبکہ گرم ہو دیکھا دیکھ اوٹھی زمین
 میری وحشت کو سنانو ہو ہیڈنامِ آب
 قدِ خرم گشتہ سو میرے کیوں چڑایا آنکھ کو
 قدرِ مسک کو سوا ہو جان سو ہی ل کی
 ہو محیطِ آسمان کی شکل کیسانِ سرِ طرف
 عشقِ بازی کی ہوس پرین باقی گئی

زنگِ پتو قافلے میں ہو پراوینِ دل نہیں
 سنگِ تعویذ لحد کچھ ایسی بہاری سل نہیں
 دم نہیں لیتے کہیں ٹھیکانہیں نرنگ
 مثلِ قارون فائدہ کیا مال سو جب دل نہیں
 کوہِ وصحر کوئی مجھ میں یا میں غافل نہیں
 دیکھ لینا ایک دن یا میں نہیں یا دل نہیں
 لاکھ بھر پیچ وہ کھینچے مرا قاتل نہیں
 تشنہ دیدار ہوں پانی کا ہیں مل نہیں
 جس قدر دہشت تھی اتنا اضطرابِ دل نہیں
 یار سوتا ہو مجھے شک ہو کہ وہ غافل نہیں
 دیکھیں محرم کی چڑیا پاس ہو بسمل نہیں
 مفت میں میں جان کو بیاہی پناہ نہیں
 آفتابِ صبح محشر آنکھ میں ہو تل نہیں
 میں تو دیوانہ ہوں لیکن آپ بھی غافل نہیں
 آپ کا ابرو کیج کیا چشمہ یا تل نہیں
 باغِ میں دیکھو گلون کو پاس ہو دل نہیں
 میری بھرا شک طوفانِ خیر نیل ساحل نہیں
 وہ جوانی اب نہیں وہ حوصلہ وہ دل نہیں

دل جلا ہو او کو حرف تیز طعن کی میز سے
یہ کیا بایسا ہو جسکو حبت فلفل نہیں
جی میں ہو دامن بیکر گریار کا مر جا گیا
ایڑیاں گہرین گر گڑن سو تو کچھ پہاڑ میں

۱۲۳
کب کسی شاعر کا قبضہ ہے زمین شعر پر
عاشق اسکا کوئی ساجر نہیں عامل نہیں
۱۲۲

خواہش گلشن نہیں خود وں ہو نفرت میں
شام سو آج اوکل تک کی نہیں ہلکتی میں
کوئی نیکو تخت تہیں بخشا لگی ہشت میں
سج گروہین انہیں جب کہ ہو غبت میں
ابراؤ ہی نہ تھی تاب غم فرقت میں +
کیسے تم چٹاؤ گے ہوگی اگر نفرت میں
لوٹو کیوں سانپ پر یاد زلف یار میں
سوت کی جھکی لگی پیتے ہی بوسا قی شراب
کوئی قاتل کا تالاک جا گیا کچھ ڈر نہیں
شوق تیرو نام کی تھی بھول جاتو سبق
در و در بچ ریاس حرمان کے ذرا وقفہ نہیں
پاؤں پہلا کر نہیں سو تہی آرام سے
مے پرستی ہو ہماری جیسا زاہد ہو کیا باب
وہ نہیں ہیں لمبی قعد عیش تک ہو چاہیں

زاہدا حاصل جو بلجائے تری جنت میں
صبح تک بچو نہ گایا یہ غم فرقت ہمیں
زاہد و دوزخ مبارک ہو تہیں جنت میں
بت بھی بندہ سمجھو ہین اللہ کی قدرت میں
مینہ برستے میں گئے گہر یار کی رحمت میں
حسن بخشا ہو تہیں اللہ نو دولت میں
اثر دہا نہ کر گل جاتی شب فرقت میں
قلقل ہو گئی کو س دم حلت میں
شوق ہو گاراہ بر لجا لگی ہمت میں
تختیان پڑتی تہیں مٹنی ہیں سہی تابہ میں
ایک لمحہ اک گہری کن اک ساعت میں
ہا ہ صحت نہ ہو کینچا پا کو ناطقت میں
کیا جلے دل میں وہاں بھی جو بل جنت میں
بھول جاتی ہو نماز عید کی نیست میں

<p>زاد ہون کو اسنو ہر بھر کر دی جا تم شراب اویس سچا کو اگر منظور ہو سپر چین ماتہ رکھا اور پر کا پو اگر مستی میں پاؤں عدل کی میزان میں کم ٹھہر جو غیبی کو عذاب اسقدر روشن ہو دل پر داغ غم اک ماہ کا صبح پیری ہو گئی نکلا نہ اتنا ک فتاب ضعف نو جو حس کیا تصویر قالین کی مثلاً</p>	<p>دیکھنی ہر آج کم ظرفون کی کیفیت ہمیں نگرس بیمار ہی کھدو کہ جو صحت ہمیں بوجہ ڈالا غیر پر تنے ہوئی خفت ہمیں باعث بخشش ہوئی عصیان کی کثرت ہمیں دشت این بنگیا ہوا دی غربت ہمیں سوم کا شاید سمجھتی ہو شب فرقت ہمیں شوکرین کھلاو اتی ہو کیا کیا تری لفت ہمیں</p>
۱۳۴	<p>ایک دن اس خانہ تن کو بھی ہو عاشق شکست جو مکان ٹوٹا ہوا دیکھا ہوئی عبرت ہمیں</p>
<p>مشتول تین دن سو وہ سپر چین کو ہین پو چوکٹری کٹری تن پر داغ کا جو حال شادی ہو بعد مرگ جو دشت رہی ہمیں موسی نہیں جو خوف ہو ہم کا پو لگدین سرکٹ گیا یہ آج سرفراز ہم ہوے سو د خط یا ر ملاتا ہے خاک میں محتاج وقت مرگ غنی ہین جہان میں کیونکہ نہ آتھو ان بدن میں شکست ہو کرتا ہوں تھک کے میں ملک الموت سو خطا</p>	<p>کھدو کہ پو ال کیٹ سیب لوطن کے ہین سمجھو کہ آپ سرو ہمار چین کے ہین سہرہ ہوتا رہا جو پو کفن کے ہین زلفون کو مار سحر یہ کٹری سن کے ہین خلعت اونہین ملا ہو جو قابل کفن کو ہین اس سے غبار خاطر اہل وطن کے ہین خلعت جو بشتہ تھو وہ سال کفن کے ہین صدے فراق زلف شکن درکن کے ہین پرساں حال غیب لوطن کے ہین</p>

<p>کشتے ہم اک حسین کی صورت میں کوہین محتاج غسل کے ہین طالب کفن کے ہین راحت رسان جو خاطر اہل وطن کے ہین مرد و شیخ راندی ہو ہی برہمن کے ہین سب دلغ بیوفائی اہل وطن کے ہین زادہ مقیم سب اسی دیر کمین کے ہین لائے کو داغ غم اسی خونین کفن کی ہین سر سبز پول آج ہمارے چمن کے ہین دستار خا تار مرے پیرین کے ہین خو کر وہ ہم مصیبت ورنج و محن کے ہین نشے ابھی جوان شراب کین کے ہین شاید نصیب ناع یہ اعضا بدن کے ہین پیارے بہت زمین کو اجڑا بدن کے ہین باقی نشان تک ہی نہیں نورتن کے ہین</p>	<p>ہمارے کی طرح کو چہ زمین ہسکی روح پاتے ہین مرتبے ترے کشتے شید کے غربت میں نشت دہن مادر سو کم نہیں کعبے میں ہے ٹھکانا ہمارا نہ دیر میں سو دے گل کھلاے نہیں جہنم زار پر کعبے کو غور کر تو بنائے جدید ہے ہو چاک جیب گل تر و کشتی کو سوگ میں نگین ہین طبیعت رنگین کے شعر بھی دشت جنون ہوا میری دشت سو شہر راحت طالب جو ہو وہ کرے شکوہ سپہ پیری ہین عشق ساقی مہوش کا ہر عروج کیا گملا ویا شب تار فراق نے اوٹھی ہوا سے خاک نہ مجھ خاکسار کی اکبر کے تھو جو قوت بازو کمان گئے</p>
--	--

<p>عاشق بہار گلشن ایجاد دیکھ لی ناپایدار پول بہت اس چمن کے ہین</p>	<p>۱۲۵</p>
<p>کیا ہو سکے مسیح سو بھی کچھ خدا نہیں منظر امتحان ہے وہ بیوفانہیں</p>	<p>کوئی مریض عشق صنم کی دوا نہیں اسی دل جفا یار میں شادی کی جانیں</p>

<p>دیا بھی کوئی دیدہ تر سے سوانہیں نقصان طول زلفت نریخ کا کیا نہیں مستون کو رابطے کا سبب کچھ چپا نہیں مصحف جو رخ ہو غیر کو صورت دکھانے یار اچھے بھی ہوں تو بخیر شکر گان یار سے دکھلاؤں زور دست جنوں خاک ہو پری ظاہر میں ہو صفائی تو باطن میں ہو غبار حیرت میں ہیں یہ تیغ توافل کے داؤ خوا شکر زبان تیغ نہ زخمون سے ہو سکا انسان ہو جو اس گل خوبی کو ہے گرینہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است منطور ہو جو وصل تو کو کچھ منہ سے بولے جب بات باندھتا ہوں کہ جہیز و تنگدین کتھن کیے ہیں دانت قیون کو لاکھ بار بیکس وہ ہر سچ مہی نہو گا فنا کے بعد</p>	<p>چشمے تو کیا ہیں ابرو ہی یہ گشتا نہیں اندھیر ہو کہ رات ٹہری دن گشتا نہیں یہ زمانہ ہیں تو دخت رز پار سا نہیں ایمان بھی نہیں جسے مطلق حیا نہیں زخم جاگیرین سوزن عیسیٰ کی جا نہیں افسوس ہو کہ گور کی تن پر قبا نہیں آئینہ رخ ہے آپکا دل میں صفا نہیں دم بہر میں لاکھ قتل ہو خون بہا نہیں کس کام کی دہن ہیں کہ جنہیں صدا نہیں سب کچھ ہو اوسکے باغ میں دم گناہیں فضل خدا سے خون بتو نکا ذرا نہیں دونوں میں ایک بات ہو یا بان ہو یا نہیں فرماتے ہیں یہ قبضہ مشکل کشتا نہیں حاضر جوابتج میں کہیں چوکتا نہیں مونس نہیں رفیق نہیں آشنا نہیں</p>
--	--

۱۵	قدرت خدا کی کل سے وہ بت رام ہو گیا عاشق غنی ہوں آج مری پاس کیا نہیں	۱۲۶
بے حجابی نہیں حجاب نہیں		عکس زلفون کا ہے نقاب نہیں

<p>مختب کا جگر کباب نہیں اک قیامت ہے خطرات نہیں دہن زخیم میں جواب نہیں موج کی شکل چچ و تاب نہیں خوب ابھی نشہ شراب نہیں اور ابھی آمد شباب نہیں ایسی بنت العنب خراب نہیں چرخ چارم پر آفتاب نہیں درو دیوار کچھ عجاب نہیں اب تو وہ جان کا عذاب نہیں ماہتابی ہے ماہتاب نہیں دل ہے کچھ شیشہ شراب نہیں گالیوں کا تری حساب نہیں</p>	<p>میکشی کا مزہ نہیں گہرین زلزلہ ہے مرے تڑپنے سے تیغ کی کیا زبان چلتی ہے حال پر میرے اسے یم خوبی ڈر کے کہتے ہیں مجھے وہ شب بھل مازہ انداز حد سے گزرا ہے جائے کنج کر جو گہرین قاضی کے بام پر اپنے یار بیٹھا ہے پر تو حسن یار پھیلا ہے شب کو زیور بڑھا کے کہتے ہیں شب فرقت ہے بام پر اندھیر غم سے خالی ہوگا رونے میں بوسے بھنے لیے ہیں گن گن کے</p>
---	---

۱۴	ہوس اسیر کی نکر عاشق خاک نعلین بوترا ب نہیں	۱۲۷
ابر ہی دامن کسا سو اوٹھو کے نہیں گر کے ہم سایہ دیوار سو اوٹھو کے نہیں بیچ کفار کے دیندار سو اوٹھو کے نہیں		دونوں گیسو جو رخ یار سو اوٹھو کے نہیں بیٹھ کر ہم درد لدا سو اوٹھو کے نہیں عاشق رخ کو نہ کھلائیے بل زلفوں کا

<p>تیلیان کستی ہیں اسل رسو اوٹھو کے نہیں آپکے در سے یہ دو چار سو اوٹھو کے نہیں قتل ہو کر تری تلوار سو اوٹھو کے نہیں پہول یہ نرگس بیمار سو اوٹھو کے نہیں طقت بیفائدہ تکرار سو اوٹھو کے نہیں باتہ اونکے لب طہار سو اوٹھو کے نہیں سخت دانے ہیں یمنقار سو اوٹھو کے نہیں ہونٹ کستی ہیں لب یاسو اوٹھو کے نہیں پاؤن کستے ہیں رخسار سو اوٹھو کے نہیں نازیدہ ہوش کو بشیار سو اوٹھو کے نہیں بے اوٹھائے تری دربار سو اوٹھو کے نہیں اب وہوین خانہ نادار سو اوٹھو کے نہیں ہونٹ میری لب سہ فار سو اوٹھو کے نہیں</p>	<p>قطع رونا ہوا بیچھ گئیں گوا نکمہ میں روح رجا یگی اوٹھ جائیگا مرد تو کیا مدعی خون کو عشاق نہیں محشر میں گنبد کو کیلو تو فنا بہت کا فرا و سپان میں بھی راضی ہوں چکرار رہی بوٹھوں طلب بوسہ کی مہلت نہ ملیگی شب وصل طائر دل سے نہ ٹوٹی کبھی زنجیر جنوں حسرت بوسہ خسار رہی اب دل میں کاوش نوک مرزہ کا جو ملا تھا ہے گردش دیدہ مخور سے چکر میں ہو دل شکل مردی کی بنایا ہیں حیرانی نے ناتوان دل ہو نکلنے کا نہیں دو دو جگر لب معشوق ترا تیر جو ہو تو دے میں</p>
---	--

<p>۱۲۸</p> <p>درد دل کہنے میں پر ہر کمان تک عاشق اب یہ صدمہ دل بیمار سے اوٹھنے کے نہیں</p>	<p>۳۳</p> <p>صورتِ نجم چمکتا ہے سوید اول میں کثر شوق سے باقی نہ رہی جاد میں آرزو جی میں ہے باقی نہ تھا دل میں</p>
---	---

مصنف کا خیال آج جو آیا دل میں
کو سے قاتل کو چلے خوف نہ آیا دل میں
شوق سو آس شب بھر شب وصل کے بعد

رشک فردوس گل داغ سی سہن میرا
 بہت پستی تھی فقط سبکے دکھاؤ کیلئے
 مایہ کاکل کو جو عاشق تھو وہ سٹپے بے
 فیزی نوک مژدہ کو مردل سے پوچھو
 بات وہ کر کہ جو دشمن بھی رضا مند رہے
 جی پھرا اس قدر احوال تری بقید رستی
 اور بت انصاف کر گیا تو بڑھیں گرتے
 میرا بس ہو تو نکلنے ہی ندون پرکھو
 یار درخانہ و ماگرد و ہسان سیگرم
 ایک پل بھولی نہیں تیری شبلی آرمین
 منہ پر اک بات نہیں آئی جیابا سب کچھ
 ایک سو سہن ہو تو نکر و ظلم و ستم
 قتل ہو جاؤں تو بہتر ہے الزام اوٹھاؤ
 بند ہیں ہونٹ نہلاؤت جو ملی زخموں کی
 پر بھگتا ہو بخیلوں کو بھلا کیسے سے
 بت کا بھی گھر پر پکا بھی خدا کا بھی ہی
 قتل کرتے ہیں گاہوں گداز میں ہر دم
 صاحب فکر سا سیر سے ہیں تنہا

غم ہے تیرا نقطہ اس سر و مناد دل میں
 کلمہ پڑھتی تھی یوسف کا زلیخا دل میں
 لہرائی ترے دیوانوں کے یہ کیا دل میں
 دکھیا اس کاٹھ کو آنکھوں سے تو کشکا دل میں
 منہ پر اچھانہ کئے گا تو کھینکا دل میں
 آبلے ہیں صفت آبلے پا دل میں
 حق نے فرمایا ہو کیا کیا صفت غا دل میں
 یا تو آنکھوں میں چپا کر ہوں آویا دل میں
 عرش و کرسی میں نہ پایا او سو پایا دل میں
 پھر رہی ہیں صفت ساغر صبا دل میں
 ان اشاروں کا خزاں ہو اوٹھایا دل میں
 کوئی کیا دل میں کو کوئی کو کیا دل میں
 سر ہی کٹ جاوے میرا نہیں کشتا دل میں
 ہم سر وہی کا جپا کرتے ہیں مالا دل میں
 رکھتے ہیں داغ بنا کر یہی پیسا دل میں
 نہ کلیسا ہے نہ شیشا ہے نہ کعبا دل میں
 ترک سفاک ہیں آنکھوں میں سجاد دل میں
 شہر دل میں ہر چہنی ل میں ہر حال دل میں

<p>جن کا سایہ نکلے او کا ہے سودا سکر کبھی دشمن ہو کبھی میرے لیے روتی ہو نہ نظر ہر گے کبھی دیکھا نہ دل صاف ایک پل ضبط کیو اشک توجی بیٹھ گیا خاک پیری میں کروں او کو کفن کی پیش آئیے روٹ چکے رات ہو کم سو رہیے تیغ بیدار سے وہ ترک کرے نہ تو کاڑی سختیان ترک ہوں تیرے صدمہ کا ہر چال عشق چمکا تری خجکے کا تو یہ رنگ اوڑا جس قدر غم ہو مجھے اذکار خوشی ہوتی ہے سویتوں سے درد ان کو لڑایا نہ اگر</p>	<p>جو نہو مشترک او کی ہر تنہا دل میں خاک اوڑتی ہو کبھی ہمتا ہر دریا دل میں آکھوں چلپنیں ہستی میں تو پر دا دل میں آج ساعت کے کٹورے کا ہر نقشا دل میں آج تک لے جوانی کا ہے دہتا دل میں آپ کچھ دل میں نہ اب کیوں نہ بند دل میں سر کے کٹنے کا ذرا غم ہو نہ ڈر کا دل میں نہیں مٹا وہ کبھی نقش جو بیٹھا دل میں ذہن کو قطرے بنے عقد شریا دل میں دوست کو واسطے دشمن کو ہے پار دل میں اوں سچا کہنگے سائے جو ادا دل میں</p>
--	---

۱۶

خوف آتا ہے مجھے سامنے جاتے عاشق

۱۲۹

بیٹھوں پہلو میں نہیں حوصلہ اتنا دل میں

<p>وہ خار کھاتے ہیں دل میں عیار کتنی ہیں نزار میں ہی تری عاشق بہار کتنی ہیں مری جہانے کو وہ بھی اتار کتنی ہیں بچا لکھ سے تو زلفوں سے مار کتنی ہیں بسا و جسم میں مشت عیار کتنی ہیں</p>	<p>نہار ہم شرہ اشک بار رکتے ہیں ضعیف ہو کو تن و غار رکتے ہیں یہ ضد ہو کان کی بجلی کی جب کو قلعہ ہیں جہان میں کوئی زخمی ہے کوئی قیدی ہیں ہوا پر آئے ہو کس طرح ہم نہون بر بار</p>
---	---

<p>ہم آپ زندگی ستار رکھتے ہیں کوئی رفیق نہ مونس یار رکھتے ہیں زمین ملک میں ہم قہر دار رکھتے ہیں بنائے خانہ تن پاندار رکھتے ہیں یہ ترکشیم ہی آہوشکار رکھتے ہیں غبار اس سو تری خاکسار رکھتے ہیں شال سنگ کو دل میں شرار رکھتے ہیں چپا کے پردوں میں تصویر یار رکھتے ہیں دل خزین و تن داغدار رکھتے ہیں دنی لباس میں کراواتار رکھتے ہیں</p>	<p>مٹ طمع مال ہر ہکونہ خواہش جاگیر ہم اپنے دل کو سناتے ہیں آپ فتر غم کفن بنانے کو اک پیرین کے مالک ہیں جو عمر کو تے ہیں تعمیر قصر عالی میں مقابلائیں غزال حرم تو موت آجای جلا کے خاک کر شینگے فلک کو دم پیرین ہم اپنی صدر سے سو غیرون کو ہی جلا ہیں تصور اونکا ہو انکھوں میں کس حفاظت سے ہم آؤ گلشن ہستی میں کیا پہلین پہلین پتیل روح تھی چوڑا ہے جامہ تن کو</p>
--	---

۱۲

زمین اشک نداشت سے ہگئی عاشق
 وہ آج تک وہی دل میں غبار رکھتے ہیں

۱۳

<p>نہ ہو وہ معجزہ لب میں نہ ہو وہ ناز انکھوں میں بہری ہیں صانع قدرت فوسار نواز انکھوں میں کراست ہو لبوں میں اک پکار اعجاز انکھوں میں سما جاتا ہو کیسا شعلہ آواز انکھوں میں ہوئی جیب ہوا نسو گشت گوی راز انکھوں میں بھٹا رہو نٹوں میں پیدا ہو آواز انکھوں میں</p>	<p>مصور پر کیا نقشے سگو انداز انکھوں میں اشار و نین کہی بخش کہی ہر ساز انکھوں میں سنا ایسا سخن دیکھا نہ ایسا ناز انکھوں میں تہین کا تو نہ دیکھا اپنی میں انکھوں سے جلتا کھلا مطلب شانوں کو فرشتوں پر مخفیا مری انکھوں کو جو ماؤں میں اوسکی انکھوں</p>
---	--

<p>اشارہ وصل کا آخر ہوا گانہ کو پر دیو میں مگر اُنہی میں کیسی ہر صورت اوس پر یونی غور حسین تھا جنکو وہ سب پانی سے تیار ہیں بلا چاہ دقن میں زہر خطا میں سحر باتوں میں اشارہ ناز سحر تو نہیں موشن میں جاو کی</p>	<p>ابھی مٹ رہی ہو گیا ہر ساز انگہوں میں خوشی ہو تیلیاں کرتی ہیں لاکھوں ساز انگہوں میں پسے لیتا ہر سبھل کو وہ دم باز انگہوں میں صفا خسار میں عجا زاب میں ساز انگہوں میں نہیں وہ تیلیاں بھی ہیں نہ ساز انگہوں میں</p>
--	---

۱۶	<p>نہیں کچھ سو جتا جزوخت ز مستی میں عاشق کو کہاں باقی رہا ز اہکاب اغرا ساز انگہوں میں</p>	۱۳۱
----	---	-----

<p>چشم غزال چہین تن گل یاسین نہیں ابر ہو آفتاب ہو حسن ہو اور نقاب ہے چال میں بانگین نہیں باکل نیب تن نہیں قابل سیر یار ہوں داغوں ہوا لالہ زار ہوں شع جہان فروز ہو برق زمانہ سوز ہے جسکا کہیں پتا نہ راہ او دہر ہو یا نہو یار جو فوج نقاب ہو دید کی کسکو تاب ہے یار نہ بانگین دکھا بل نہ دم سخن دکھا غم سی ہوا یاغ ہو کوش خانہ یاغ ہے کھدو یہ قیس اسو اوٹھو ذرا فرار سے سینہ جو انداز ہو دل ہمہ تن نکار ہے</p>	<p>دانت دشمن نہیں شیل ترا کہیں نہیں شع ہو اور حجاب ہو ساعد آستین نہیں زلت میں بھی شکر نہیں چشم بھی سرگرم نہیں روش صد بہار ہوں غل خزان ہوں نہیں نماو کہ سینہ دوز ہو آہ دل حزن نہیں سیر قدم پرا نہو کوئی وہ سرزمین نہیں غیر آفتاب ہو عارض مہ حبیب نہیں تو کمر و دھن دکھا کتا ہو کیون نہیں نہیں گھر کامری چراغ ہو داغ دل حزن نہیں دشت بہر ہو دین خار سوا بلکہ پاکہیں نہیں سیر گلون کی خار ہو مجھسا کوئی حزن نہیں</p>
---	---

<p>خیر و نیکوئی میں یا مجھ کو کیا نفع میں یا پتے میں شے ان کی بے نیازی میں جگہ ہو کیا چشم چرا شک بار ہو غیرت آشار ہے جو بے جمع مال ہو او سکوی خیال ہے</p>	<p>میتھے مری نعل میں یار بات یہ دل نشین نہیں مجاہد ملا ہے یہ جواب دہ ہی تہ نشین نہیں داغون کی وہ بہار ہے ایسا چمن کہیں نہیں زیست ہزاروں سال ہر دم دم پسین نہیں</p>
<p>۱۳۲</p>	<p>عاشق اسید کیا بہلا آئی گیار روز وصل کا ہے گا دور چرخ کا زیست کمان ہین نہیں</p>
<p>سیکشی وودن میسر ایک جاہوتی نہیں جب کہ ورت لہین ہو وصل صفا ہوتی نہیں جنگ و سودا ہو چکا ہے اونکو دل سو چہ ہو اب منو کو سائل وصل صتم اللہ سے منفعل ہوں زلف کو مشک ختن میں لے لیا باندہ کر ہم ٹٹٹکی کیونکر نہ دیکھیں آپ کو انگشت زلف معبر کا بہت مشتاق ہوں کب فقیر و نکی سنے گا وہ سلیمان جہان زاہد و استعجابات کو کیا میں نور اسلام دخت رز کی مدح ہو ساقی نگر میری حضور میر ہوں کی جب نظر پڑتی ہو تیری رحم پر مخت ہوا ہے اگر تیسے لڑا یا آنکہ کو</p>	<p>دخت رز وہ بیوہ ہو آشنا ہوتی نہیں طرف گل شکر لہین جلاہوتی نہیں زلف چچان ہو سو کوئی بلاہوتی نہیں یہ دعا وہ ہے کہ مقبول خدا ہوتی نہیں ای پریر آدمی ہو کیا خطا ہوتی نہیں نہ جب سدم آنکہ ہو جاتی ہو ہوتی نہیں پیچ کیا ہو اس طرف کی جو ہو ہوتی نہیں دل میں کچھ تاثیر نقش ہو یا ہستی نہیں ہندگی جو چاہیو ویسی ادا ہوتی نہیں چار کے جو گھر گئی وہ پار ساہوتی نہیں ایک تل بہر دہشت روز جزا ہوتی نہیں چشم نگر میں صتم مطلق حیا ہوتی نہیں</p>

<p>یا ہوا ہوتی ہو اولیٰ یا ہوا ہوتی نہیں آپ ہی چاہیں تو اب کہو شفا ہوتی نہیں بات کچھ برعکس تقدیر خدا ہوتی نہیں ایسی لیکل شوخی رنگ خا ہوتی نہیں گفتگو اپنی خلاف مدعا ہوتی نہیں ہو تو واضح خوب پر حاجت روا ہوتی نہیں عل لب پر پاں کمان سے جلا ہوتی نہیں آب شک چشم سونشو و نما ہوتی نہیں گوش زد نعم کے آواز گدا ہوتی نہیں یہ سمجھ لینا کہ عاشق سے دعا ہوتی نہیں تیغ قاتل سو کہو مشکل کشا ہوتی نہیں گو کوئی گشتی روان بڑا خدا ہوتی نہیں ابتدا ہوتی ہے اسکی انتہا ہوتی نہیں</p>	<p>طالع وارثوں سے اوس تک پہنچی خاک ہی اسی سے حال یہ ہو چاں رضی عشق کا ایضاً حاصل جو تم کرتے ہو اولیٰ گفتگو و وقدم چلنے سے جیسے پاؤں ہو چاہیں وصل کا پیغام دیتا ہوں اوس سوز رنگ سے نفع پہنچے خاکساری میں کسی کو چاہیں گو ہر دندان کی مستی سے نہیں بڑھتی صفا شور و خجوتوں سے نہ کہ ایدل ترقی کی اسید اہل حاجت کو امیر و تہ سے بہلا بہرہ ہوا خاک صبح کی جب توپ چوٹ لگی نہ روکنیں کہ تیرہ نیجہاں چوڑا ہو کیوں گئے شہیدانہیں مجھ ہم غریبوں کا بھی بڑا پار کر دیکھا خدا حد معین کچھ نہیں کیونکہ کمال عشق ہو</p>
--	---

<p>۱۴</p>	<p>خاس آل عبا نے جیسے عاشق سر دیا اس سے بڑھ کر اور تسلیم و رضا ہوتی نہیں</p>	<p>۱۳۳</p>
<p>نرگس بیمار جانان کو پرستاروں میں ہوں در دکھتا ہوں شبے وقت کو غنچہ داروں میں ہوں جو غنچہ جو جائینگے میں دن گنہگاروں میں ہوں</p>	<p>عاشق بیمار ہوں میں غم و ہی ہمار نہیں ہوں آہ کہتی ہو کہ تھنا لگے میں یاروں میں ہوں بت پر تو نہیں ہوں نہ نہیں تن خواہ نہیں ہوں</p>	

<p>تیر کی کل کی قسم وقت نہیں ہلام سے ہم سبک و خون کو لجا ناگے مشکل نہیں موت بدتر ہے میرے سامنے سامان عیش کیونکہ نہیں پہنچی ہی جانب گاہِ انفات ہر بہت مشکل دلا کوس شاہِ خواب کا حال خواب میں کیونکہ نہیں یہ بھی نصیب نہیں تم جو کہتی ہو کرونگا ظلم میں حد سے بڑا دل چرا کر عاشقانِ خانانِ برباد کے اوس سچا کی توجہ ہو مر نصیون پر اگر بیشہ کرتا ہو محفل میں حسینوں کی وہ شوخ زندہ زبا کہ کیوں نہ راضی ہوں کہ ہوں دل قرب ابرو سے ہے طاہرہ چشم مست کا خلد سے تیرے ہر ماہ میں ہو جو کو چہ میں ترے</p>	<p>بالِ لپٹا ہو مجرم اون گنگار نہیں ہوں بو کی صورت ایسے پکیر تری مار نہیں ہوں وہ نہیں ملتا ہو میں جس کے طلبگار نہیں ہوں اگر سچا میں ہی آخر تیری بیماروں میں ہوں اس قدر میں زور کرتا ہوں زرداروں میں ہوں ایک ت اسکو گذری ہو کہ بیداروں میں ہوں میں ہی راضی ہوں تمہارے زبرداریوں میں ہوں کہتی ہے زلف سیاہ یا طراروں میں ہوں حضرت عیسیٰ کہیں اگر کہ بیماروں میں ہوں چو وہ ہوں کہ چاند کی مانند تیری رونمیں ہوں مست ہوں تو نہیں میں شیار شیاروں میں ہوں پتلی آنکھوں میں کیتی ہو کہ تلواروں میں ہوں حور کی خواہش نہیں تیری طلبگاروں میں ہوں</p>
---	--

<p>۱۴۷</p> <p>یہاں یوسف کو وہ کہتی ہیں عاشقِ طمر سے نجد میں بدنام ہوں سوانہ بازاروں میں ہوں</p>	<p>۱۸</p> <p>وہ تو شوقِ عدویٰ فرغِ داغ نہیں خیالِ زلف سے متا فرغِ داغ نہیں تمہارے خیالِ نودل کو نویدِ وصلِ ندی</p>
<p>ہو ای تند سو گل ہو یہ وہ چراغِ نہیں بجے جو سامنے کالہ کے وہ چراغِ نہیں مری کتاب میں حالِ شگونِ نراغِ نہیں</p>	<p>وہ تو شوقِ عدویٰ فرغِ داغ نہیں خیالِ زلف سے متا فرغِ داغ نہیں تمہارے خیالِ نودل کو نویدِ وصلِ ندی</p>

<p>نہ مجھ تک نے کبھی وہ نہ مین گیا تو کب ہمارے دل سے ہوا ہی فروغ بالون کا مال ہو گا نہ دیکھو مرا تن پر داغ فلک نے تفرقہ ڈالا یہ بعد مرنے کے تنور سینہ عاشق کا سوز سہی فروغ ارم مین پیکے شراب طہور مین نے کہا لٹین گے جا کے مسافر سرائی دنیا کو وہ کون گل ہی جو گلزار دہر مین نہ کھلا اوٹھا کے جبر ساجت کبھی نہ کی مین نے دہان مڑن کہ نکیر مین پہر کے عرض کریں بہار داغ کو جی بہر کے دیکھ لے ای دل عبث ہی پیر جو دعویٰ کرے جوانی کا شب فراق مین آنکھوں کو روچکا شام فراغ و صحبت احباب و یار و عہد شباب</p>	<p>او نہین فراغ نہین ہی مجھو داغ نہین سوا ہی داغ شب لہن مین چراغ نہین شگفتہ جس سے طبیعت ہو یہ داغ نہین لمحہ مین جسم ہے اور روح کا سراغ نہین بغیر آگ کے چپہ رونق او جاغ نہین یہ وہ چمن یہ وہ شیشہ یہ وہ ایام نہین سنا ہی ملک عدم مین کہ مین چراغ نہین جو اور کچھ ہے وہاں تو بہشت باغ نہین کسی رقیب کا ایسا دل و داغ نہین زمین پر تو کہ مین قبہ کا سراغ نہین کسی کی ملک نہین یہ کسی کا باغ نہین وہ دل وہ حوصلہ وہ فکر وہ داغ نہین کچھ اور جسم سے پہلے عذا ہی داغ نہین وہ کیا نہ تھا کہ مرے دل چسکا داغ نہین</p>
--	--

۱۳۵	<p>بہار داغ مین تاثیر چپہ نہین عاشق کہلا کسی کا کبھی غنچہ داغ نہین</p>	۱۶
<p>ہم ضعیفوں کی عامین کچھ اثر ہوتا نہین نارستان کوئی طفل سیم بر ہوتا نہین</p>	<p>نخل جب کہنہ ہوا اچھا اثر ہوتا نہین نخل باغ خرد سالی مین اثر ہوتا نہین</p>	

اپنی نالائقی سے فرما دے کہ کم نہیں
 عید غیر دن کو نہ ہر روز دیدار سے
 آبرو داروں کو پایا پہننے مسکن ہرین
 کس طرح پیش نظر رہتا تصور یار کا
 جانے والوں کو عدم کو کیوں توفیق کی تلاش
 سخت جانوں کے جگر میں گرمی افست کمان
 دل شکستوں کو شکستوں پر شکستیں
 برق رویا کر کیا پہن کو تن پر داغ کو
 خشک مغزوں کی حرارت اہل صحت کو بوجھا
 یار سے آنکھوں میں باتیں خوب پوشیدہ
 چاندنی کی سیر کو گھر سے نکلتے وہ ضرور
 زیور گوش سماعت و ہرین بونقص ہو
 بت کی طاعت کفر ایمان بندگی اللہ کی
 جو ہر ذاتی ہے قائم گرم و سرد و ہرین
 بس بھاتا جو حسینوں کو مر حسن کلام

سنگ میں گھر کر تے ہیں لایا ہوتا نہیں
 کیوں ہال ابرو جاناں قمر ہوتا نہیں
 آب گوہر ہی دہان خشک ہوتا نہیں
 قابل بندش کہی تار نظر ہوتا نہیں
 پاس کو چوہو د کے زاد سفر ہوتا نہیں
 یہ وہ چہرہ ہرین کہی پیدا ہوتا نہیں
 داغ دل سنگ دے ادش کی سپر ہوتا نہیں
 خرسنج بسم کو بجلی سے ضرر ہوتا نہیں
 بانس کی پور وں ہرین رنٹنیشک ہوتا نہیں
 تار بقی صورت تار نظر ہوتا نہیں
 ہجر کی شب داغ دل شکل قمر ہوتا نہیں
 قلمزم فکر ہرین وہ گھر ہوتا نہیں
 زندہ شرب کو خیال خیر و شر ہوتا نہیں
 منج کے بن جانے سے کچھ قطرہ گھر ہوتا نہیں
 طالب زکوٰۃ کی مجھے سیم برہوتا نہیں

دل سے میں کرتا ہوں تین شب زلف یار کی
 صبح تک قصہ یہ عاشق مختصر ہوتا نہیں

۳۲

۱۳۶

ہر تیر نہیں لب زنجیر نہیں

دل کو عشق مثرہ زلف گرہ گیر نہیں

بے خطا مرگ جوانی کوئی تغیر نہیں
 آہ کا قصد ہوا بچہ میں تاخیر نہیں
 لاکھ چاہوں یہ تقاضا نہیں لڑتی مہر
 ضبط غم سدا دل بیتاب ہر شوق سینہ میں
 خط کے چھو لینے کا لپکا نہیں جانا دس
 پانوں میں اسکے جوت ہر تو سرین اوگر
 راست بازوں کو نہیں ہر میں پروا ہو گیا
 ایک ہی قتل ہوا ہر دے سے تو عالم نہ بچے
 کو چڑیا میں گرنے کی ہوسن ل میں ہی
 تم کو دروازے پہ آنی میں اگر دیر ہوئی
 کیوں ہو دیدار کی یہ ساری خدائی مشتاق
 یار کو شور سلساں ہوا افسانہ خواب
 بندے تعزیر سمجھتے ہیں تو خط ہی پڑتے
 قتل ہی تشو کیا لاش کو یہی کہن چوایا
 بات کرتا کوئی بت قبل ظہور اعجاز
 عشق بازی کا مزا خاک نہیں پیر میں
 جان کا بار ہی ہوتا ہی ضعیفوں پر گراں
 بوسہ ہونٹوں نو لیا گور کے دیکھو سفاک

رحم طینت میں تری آفلک پیر نہیں
 اس ہو بڑھ کر کوئی دیدار کی تدبیر نہیں
 یار کی شرم سو کھلتی کہی تحریک نہیں
 اشک پتیا ہوں کچا آب دشمن شیر نہیں
 زہر دینے کو سوا کچھ مری تغیر نہیں
 ساکن اک دم قدم طفل و سر پیر نہیں
 دامن قوس کا پابند سر تیر نہیں
 خون کو چاٹ کر دم لے یہ وہ شمشیر نہیں
 جسم میں ہونا نہ ملے خاک وہ کسیر نہیں
 روح کو تن سے نکلتی ہوئی تاخیر نہیں
 کون سی آنکھ ہی جسم میں تری تصویر نہیں
 اور کچھ نالہ زنجیر میں تاثیر نہیں
 شل مصحف کے جبین پر کوئی تحریر نہیں
 میری شہرت ہوئی آفاق میں تشہیر نہیں
 سنگے یزوں میں گرا تہ کی تاثیر نہیں
 روز نامے میں نہیں آہ میں تاثیر نہیں
 حامل روح بہت دن بدن پیر نہیں
 لب شوق مر مر منہ میں کوئی تیر نہیں

<p>دام سبز کے کا اگر باغ میں بچھا تو کیا کہیں ڈرجائیں نہ یہ نہ میں زبانِ نیر جی کو بہلاؤ مری بعد کہ سی صوت سے دل زخمی نہ کرے قید سے تو اسے ساقی یاد ساقی سے دم فوج مسرت کیا ہے سر ہی پوڑ تو نہ نہیں لذت دنیا کو قیام اہل جو ہر تنوایں میں نہیں من کش نقش دیوار بنے دیکھ کے جسکو نہان جسمین لذت ہو وہ نعمت ہو یہ کہ کھو ہے تغیر جو زمانے کا تو ہو جاگی صبح بندگی بت کی رہی بندہ اللہ رہے پروسی سامنا آیا شب تنہائی کا</p>	<p>طائر رنگ پنسے وہ کوئی تدبیر نہیں شمع رویشہا میں جہان حیات فلکیر نہیں اب مرقع میں جہان کو مری تصویر نہیں اسمیں انگوڑ میں کچھ دانہ زنجبیر نہیں حلق میں انگوڑ وہ آب دم شمشیر نہیں جو یوزباد ہے موجود مگر شیر نہیں دیکھ پوشل کمر خسم شمشیر نہیں ورق دہر میں ایسی کوئی تصویر نہیں نات مولود میں ہرگز اثر شیر نہیں شب غم حیرتوں کی شب تصویر نہیں اب کہیں عفو کے قابل مری قصیر نہیں اسے اہل آج مناسب تجھ تو تاخیر نہیں</p>
---	---

<p>۱۳۷</p> <p>یاد آتے ہیں مجھے آتش و ناخ عاشق او کو افسوس یہ تھا مصحفی و میر نہیں</p>	<p>۲۳</p>
<p>پیری بھی آئی غرق ہیں شعلِ شراب میں مسی کہ چوٹ پڑتی ہو جامِ شراب میں کیفیت غضبِ نظر آئی شراب میں ٹپکے جواشک گرم ہمارا شراب میں</p>	<p>ہمنے سفید بال کیے آفتاب میں گردوں کا عکس ہو قدحِ آفتاب میں تیوی سے اونکی موج پڑی تلخ آب میں پڑ جائیں آبلے جگر آفتاب میں</p>

کہتی ہے عمر پیر و جوان انقلاب میں
 دامن زمین سے اوڑھنے لگا آپکا فرس
 بوی شراب تندہی آنسو نیک چہرے
 کی ہنسنے مدح عارض روشن شبِ صبا
 بدستے کا ہر نشان رخ پر نور یار پر
 پستان یار پر دل ہشیار پس گیا
 تیرنگاہ ترک فلک سے نہ رگ سکا
 اللہ سے میر جو دست جنون کی تعلیم
 اصلا ح خط روحو کتابی سے یہ کھلا
 دیکھا جو ہنسنے چہرہ پر نور و خط سبز
 یہ حال رخ کھلا دہن لا جواب سے
 سودا را کبھی تو کبھی شغل مے کشی
 دیکھا تو زیر چرخ حکومت کا ہے مزا
 پہونچا ہے خشک ترین اثر آہ گرم کا
 زلفون ہوا نپور رخ کے پسینے کو پوچھیے
 ابری ہر تیغ یار کی پیچھے ہے بارہ کا
 دل کو یہ آرزو ہے کہ ہو عالم آشنا
 اندھون کی طرح چاہ زرخدان میں گر ترا

مٹی ہو طعن زلیست جہان خراب میں
 حلقے لگے ہیں چشم پر پی کے رکاب میں
 نرگس کا عطر تنے ملایا شراب میں
 حب کا عمل پڑ ہا شرف آفتاب میں
 اک دن پڑ گیا جگر آفتاب میں
 عیار بچس گیا ہے طلسم حباب میں
 سوراخ پڑ گیا سپر آفتاب میں
 باقی نہیں ہے تار شعاع آفتاب میں
 کاٹے ہوئے حروف غلط ہیں کتاب میں
 سمجھے کہ بنگ ہے قبح آفتاب میں
 منطق کا کوئی حرف نہیں ہے کتاب میں
 سائے میں یا ب رہوئی یا آفتاب میں
 غیاز ہو اکچہ اور نہیں اس حباب میں
 موتی میں ہے نہ آب نہ پانی صحاب میں
 کیا لطف ہو جو عود گر گئے گلاب میں
 کچھ لگا ہے برق کا جیب صحاب میں
 سارے جہان کی ہے ہو اس حباب میں
 سچ ہو کہ سو جتنا نہیں عہد شباب میں

حاضر ہیں گل جلو میں چلو سیر باغ کو
زردار دھڑکتے ہیں تمہاری کاہن

۱۸

دیگر

۱۳۸

غنچہ نازک تن سے نازک چہرہ ہوتا نہیں
گلشن تصویر میں رنگ چہرہ ہوتا نہیں
حلہ جنت سے منیت کا کفن ہوتا نہیں
شور پانی سے کبھی تازہ چہرہ ہوتا نہیں
دہرین مردم کا خارستان وطن ہوتا نہیں
خشک منہ میں ایک دم آب ہوتا نہیں
گو کہ بیخس پوش یہ چاہ ذوق ہوتا نہیں
ناتوان بیمار فرقت کو ہن ہوتا نہیں
خاک میں سو تو رہیں پر میلا کفن ہوتا نہیں
سامری سے سانسے تیرے سخن ہوتا نہیں
حلہ فردوس تک زیب بدن ہوتا نہیں
ٹھیک میرے جسم پر یہ چہرہ ہوتا نہیں
نشہ تیری آنکھ سے اس سے بہرہ ہوتا نہیں
یاسمن کا چاند سا اچھل بدن ہوتا نہیں
ہاتھ سے بل و تیرے ہیں کیسوں ہوتا نہیں

سرد میں قد ہے تیرا نازک بدن ہوتا نہیں
وصف تیرا کچھ رقم ایسے کلبان ہوتا نہیں
اپنی جا در دیگا وہ حور اتو جی اوٹھو گنگا
داغ تن کیونکر ہری ہو تو ہیں سیرک شاکستہ
بیچ میں پلاؤں کے کیوں رہتی ہر تپائی آنکھ کی
آبر و خالت و جسکو دی ہو ہر جاتی نہیں
راہ رو کیا چاہ سے گرتے ہیں اس طفل میں
ہے بڑا محبو تعجب لغت فرما دے
جنکی طہنیت پاک ہو دہیا نہیں لگتا او میں
بات اولیٰ ہو کہ خاموشی میں ہو جادو بہرا
جسم نازک چہل گیا تازنگاہ حور سے
جامہ نخوت پہن لیتے ہیں اکثر خاکسار
دام موج کو جو پیش چشم رہتا ہے مدام
ہجر میں پیوون سے ہو کیا خاک صلیت کا فروغ
چور مندی کا نہیں ہوتا اگر نشتار بلا

آنکہ کو نفرت ہو بسوں سے تو کیا اس عجیب	رام کرنا چاہیے وحشی ہرن ہوتا نہیں
قیہ کی تشویش سے نازک جوہن بخوف ہیں	صید ہرگز خاطر رنگ چین ہوتا نہیں

۱۳۹	سیوہ جنت میں عاشق کو نہیں ملتا فرا باغ میں فردوس کے سیب ذوق ہوتا نہیں	۲۰
-----	--	----

بہرے کیا زخم دل کی سخت جانی ہو فغان برون گلے سے طوق اوتر کر حلقہ ماتم میں بیٹھا ہے چہرہ اوسیم تن کو تو مہینوں ہاتھ کھجایا قیسوں کو نشان کیونکر ماکھل سے کھٹ پا کا مہینا بہر شبہ تسو اگر تو شکر کی جاتے تلاش یا رسو غافل رہی مگر نہ دم بہر ہی اشارہ میری جانب کو نہیں ہوتا کسی مصیبت ہجر کی جیلی جو برسوں وصل طے آیا تہن ہو مزاج پیر گردن میں عجبت ہبکا خبر پوچھی نہ یاران گذشتہ نے کہی اپنی نہانی سے ہوئی اوس ترک گو کثرت حیا بونکی کون حال تیغ ظلم یا سنگ حوادث کا تماشا دیکھو آئے نہ اکدن میرے اشکوں کا بہر و سا کیا ضعیفی میں بیمار جسم لاغر کا	مثل مشہور ہے پتھر میں رہتا ہے نشان برون قدم سے چھوٹ کر لالان ہی ہیں بڑیاں برون ملا بوسہ اگر تو ہونٹہ چانگی زبان برسوں یہاں سونگہی ہو پوڈو نقش پاؤں برون وورستہ ہیں کلام آؤ نہ تھی جو دیریاں برسوں ووجہم ہیں بعد بربادی رہی رنگے وان برسوں ترا بروی وہ جو سرخ نہیں کرتی لہان برسوں نہ چھوڑوں گا قدم گر ٹپیں ہیں برون کیسے قتل کے در پر کسی پر مہربان برسوں عدم کو سخت دل پہنچا کیے ہم امنغان برسوں مثال تیغ سرکاٹا کیا آب روان برسوں بدن قیمہ ہوا چوراہی ہیں استخوان برسوں نہ پہنچا مثل مقصود تک یہ کاروان برسوں تہا رہتا ہے جب کہ گر زگر تو ہی کان برسوں
---	---

بتوں کی وصل ہو گدڑ و خنجر ہو سر کے پائے
 جلایا زندگی میں اس قدر اسے شعلہ و تپ
 غبارِ ناقہ لیلیٰ نظر سے چپ کہا شاید
 ترکِ پن و تمنا کو ظلم کا شہر و سب عالم دنیا
 مشکِ خانہ بنیور کی صورت کیونکر آئے ہو
 نہ سو کو اشکِ میر و مایوں تک تجسب کیا
 ہمارے مرغِ عشقوں دام میں غیر دن کی گئی تار
 تمہاری سرور مہر ہی نور دلایا استہلاکِ مجھ کو
 بس کی دہن گل پر کہی خاشیہ میلان پر
 وہ میکش میں نہ چھوڑا انا کو عالمِ بین
 کہاں گرد و ہر گشتِ نگاہ وادیِ وحشت
 جہان گم رہی گئی تیغِ تغافلِ تیر ہو تی ہے

کشتِ دم بہر و بان کے کھنچ پڑیں بیان ہو
 کہیں مرگ نکلا قبر سے میری دوزخِ ان ہو
 گبولانیکے سرگردان رہا ہر سال ان ہو
 رہا جلا دیر چرخ بھی آخر جوان برسوں
 یہ وہ سینہ ہر میرا جسے نکلی ہر نقابِ برون
 بیا کرتا ہر کیسے زور سے آبدار و ان ہو
 رہا ہر سیر گاہِ طائر دل لاسکان برسوں
 کہ میں اور ہی رہا ہوں چادر آبِ ان ہو
 وہ بلبل ہوں نہ دیکھا میں شہرِ ہوا آشیان ہو
 ہماری تاک میں بیٹھو رہی بین باغبان برسوں
 ابھی چکر کر گیا اور ایسے آسمان برسوں
 رہا ہے سنگِ اوتار کا سنگِ فسان برسوں

خدا کو رحم آجاتا ہے دواک آزمائش پر

۱۴۰

یہ بت ہیں سنگدل عاشق کرنگی و آتھان ہو

۱۴۱

نرم دل جو ہو کہی وہ سخت جان ہو نہیں
 سیکڑوں آہن بہرین نکلا نہ سب کا غبار
 بس نہیں چلتا فراقِ قاتل کا میر و صفت
 اتحاد عاشق و عاشق ہو دنیا میں جوٹ

گوشتِ تن میں خشک ہو کر استخوان ہو نہیں
 گردِ باد اوٹھنے سے خالی خاکدان ہو نہیں
 رگ گیا ہو خلق پر خنجرِ روان ہو نہیں
 کس قدر ہو تن کو الفت مثل جان ہو نہیں

<p>کچھ شہاب چنچ بڑھ کر لکشان ہوتا نہیں بند تنکوں سے کبھی آبِ رزان ہوتا نہیں جسطرح ساکن کٹری بہر آسمان ہوتا نہیں تیر کا پیکان کہنخے سے سنان ہوتا نہیں دیکھتے ہیں لوگ پہرے کچھ بیان ہوتا نہیں گلشنِ خلدِ برین میں باغبان ہوتا نہیں طفلِ شکِ چشمِ تر ہرگز جوان ہوتا نہیں غنچہ گلِ بلبلوں کا آشیان ہوتا نہیں خانہِ نادار سے پیدا ہوا ہوتا نہیں مینہ برستے میں غبارِ کاروان ہوتا نہیں تجربہ ہو نیک طینت بد زبان ہوتا نہیں مائلِ پردہ از تک زارغ کمان ہوتا نہیں</p>	<p>ہر جو کم مایہ نہیں پاتا وہ اسے کافروغ آئندہ دن میں بڑیاں تہی ہیں سہم زار کی مجھ کو دم بہر بیٹھنے دیتا نہیں شوقِ کمال نشرِ شرکانِ چہری ہر کیا کش سے یار کی نقصِ لہرِ جادوگر کا رکھتی ہے اثر حاجتِ مشاطہ کیا ہر باغِ حسنِ یار کو پرورش ہو غمِ مین جسکی کیا ترقی ہوا تو تنگ دل ہو غیر کو راحت نہیں ہوتی کبھی سوزِ الفت کا اثر کیا ہوا دلِ بیدار میں نحتِ دل جاتی ہیں شکونِ مین کیونکہ کھل ہے دغا دل تہی تباری سخت گوئی ہو کھلا گوشہ گیروں کو لیو ہو نقصِ ظہار ہنہر</p>
---	--

۱۱

عاشقِ اوسن ستِ حنائی تہن ہو چنچ مرغِ دل
طائرون کا نخلِ مرجان آشیان ہوتا نہیں

۱۲۱

جل میں ہیں ہیں اشخاں لیکن ہوا ہوتا نہیں
خانہِ اللہ میں شور اذان ہوتا نہیں
بار احسانِ محبت کا گران ہوتا نہیں
سرفروشوں کا کسی دنِ امتحان ہوتا نہیں

جہنشینِ سوزِ درون اپنا عیان ہوتا نہیں
ولیِ مرا کیوں مائلِ آہ و فغان ہوتا نہیں
دیکھ کر میری وفا کیوں سہج کیا اپنے
کاٹ کر سکر کون رکھ دیتا ہے تیری پانوں پر

<p>حال مجنون سنتوہین کتوہین میرسنکے حال بام پر صحبت ہو ہم ٹہیے بن نیچر خاک فوج جب کرتے ہیں باہو تے ٹیکتا ہو یار کے گدھین لہوروتا ہوا جاتا ہونین انچول ہو درد کی باتین ہین کیا سنتے ہو تم شوکرین کھاتا ہوا جاتا ہون کوئی یار کو</p>	<p>سچ بیان کرنے میں لطف بہتان ہوتاہین کیون تلے اوپر زمین و آسمان ہوتاہین پیچہ مڑگان کھین خون چکان ہوتاہین تخت لٹکھوئی بڑھ کر ارمان ہوتاہین دوستان کہتے نہیں قصہ بیان ہوتاہین پانون نا طاقت ہو محو دل ناتوان ہوتاہین</p>
---	--

<p>۱۴۲</p>	<p>ما توانی کی یہ سبے تاثیر عاشق بے برگ ہون سبک تابوت پر جلدی روان ہوتاہین</p>	<p>۲۴</p>
------------	---	-----------

<p>جب آنکھ ہو سیاہ نہو سر میر گین نہو چلیے وہاں سراغ جہان کا کہین نہو بے نور عرش ہے جو وہ کرشی نشین نہو وہ چال کیا کہ جس سے نہ برپا ہون زلزلے حیرت ہے انچو خانہ تاریکین تار سے غصہ ہے کیون وصالین اتنا نہو بے یار بام پر ہے مزا میکشی کا خاک گہرا گئے جزلعت میں کنگھی اولجہ گئی ڈوبے جو بحر عشق ہین کیا آبرو ہی کسکو امید صبح شب انتظار ہے</p>	<p>افشان وہ چنے کہ جو خود حبیبین نہو جس جایہ آسمان نہو یہ زمین نہو کرسی مکان یار کی عرش برین نہو قامت وہ کیا جو آفت جان خزین نہو ہو نور مہر و ماہ ہر اک جاہدین نہو آب روان نقاب رخ آتشین نہو ہو آفتاب عیسیٰ گردون نشین نہو شرما کے کہتے ہین دل عاشق یہین نہو ہوتاہی وہ سبک جو یہاں نہ نشین نہو اقرار کل کا وعدہ روز پین نہو</p>
---	--

<p>لذت نہیں کہ درو کہیں ہو کہیں نہو آمادہ قبض روح کو روح الامین نہو بے عیب مثل ماہ کے عزت گزین نہو دم بہرین انقلاب زمان و زمین نہو صورت مکان کی نہ ہے جب کہیں نہو چو یا ہوں اس متاع کا میں جو کہیں نہو برا من نہو نقاب نہو استین نہو عکس آنکھ میں صورت نقش نگین نہو کہتا ہوں وہ کہ حلقہ در کے نگین نہو ویداریار کا جو دم واپسین نہو اسد رجب بے حجاب نہو شکر گین نہو دشمن کو زہر مار جو یہ انگبین نہو طراز زلف یار کہیں شانہ بین نہو</p>	<p>ہو جائے جسم سنگ ادب سے چو چو اولٹا جواب وصل ندے قاصد غم رکھتا ہے جو کمال تعلق ضرور ہے آہ دل خزن سو حذر کیجیے ذرا پہلے فراق وچ ہی تن جل کے خاک ہو طالب وفا کا ہوں بت یوسف جمال کیونکر چپائیں منہ جو مری آہ گرم سو ثابت قدم وفا میں ہوں ایسا کہ کیا جمال بیٹھا جو در پر ایک سلیمان وقت کے مگر کربھی روزِ حشر تک نگین کہلی ہوں غیروں سے اختلاط ہو بخشی چپا و منہ مرتا ہوں میں کہ شہد لب یار چو سیے چوری ہزار بار کرے سچ میں نہ آو</p>
---	---

<p>۱۹</p>	<p>عاشق کا نام لعل لب یار پر ہے نام رقیب بخش تو نقش نگین نہو</p>	<p>۱۴۳</p>
<p>ہو لے ہیں صاف وعدہ روزِ ہشت کو ماہ صیام عید ہوا می پرست کو نگار بنا لیا لب دریا نشست کو</p>	<p>ہے نشہ وجود یہ ہر خود پرست کو پوش اب کہاں ہو تحسب فاقہ مست کو اس درجہ روئے تاک کے ہم وارست کو</p>	

<p>شانِ خدا سہاویہ ہر خود پرست کو سائے کو مینہ بین تاک لیا دار بست کو لا کر بچاے عرش سے کرنشی شست کو غلاب لب کو دیکھے گزک سے پرست کو جس روز کموں نیکو وہ کامل کے شست کو کہلتے ہی آنکھ تہام لیا بند دست کو لہر آگئی اگر لب دریا نشست کو پہلے نکال زلف و کلمہ سو شکست کو یہ آگ پہونک دیگی اس آتش پرست کو مشرّب مین محاسب نے کیا پرست کو مستون نے پل خیال کیا دار بست کو مارفص کی توڑ نہ لجاے شست کو سرعت کو باد تند سے آہو سو جست کو تجویز وصل مین ہوا بنگلہ نشست کو ترک فلک نے ہول دی ایل مست کو</p>	<p>نخوت سے بندگان خدا بنگلے بہت گلشن مین لطف بادہ گھٹانے بڑا دیا سیر اسیح جاے فلک پر تو پیر چرخ ہونٹوں کو بوسون کی ہو طلب محو قیا پہنس جاگی یقین ہے مچھلی زمین کے پہونچا تھا شب کو باتہ جو محرم کو نبتک یہ روئے ہم کہل مین سمندر بہا دیا ای ترک بانگین کا جو بانا ہی پانونین ہمو تو خوف خال رخ آتشین کا ہے اکو شکست تو بہ کا ایسا رولج ہے دریا چین مین موج گل تر نظر پڑی کس درجہ ماسے دل بیتاب ہو طیان توسن نے اوس سوار کے کیا ہی اوڑا لیا قاصد ہمارے خط کو جو انگیا مین رکھ لیا خوف سیاہی شب سحران کو کیا کمون</p>
---	---

۱۴

عاشق دل اس قدر تہ و بالا جو ہو گیا
دیکھا قد بلند کو اور جعد پست کو

۱۴۴

پزلنگا دے آرزو سے لکھنو

اوڑ چلون اک روز سوئے لکھنو

<p>دل نہیں ہر کیا آرزوئے لکھنؤ یاد حق میں کی عسرق ریزی بہت یا دین اک سرو کی کو کو کستان ارمغان ہم لائے بہر اہل شہر دیکھتے ہیں خواب یا بیدار ہیں پاؤں تھکتے ہی نہیں اس راہ میں پا یا یوسف کا پتا یعقوب وار جاسے مشعل راہ میں کام آئے خوب یا خدا ہوں موصوم مامین پر آبرو مٹی کو عزت خاک ہو خوف شادی مرگ ہی اسی فرط شوق کفش پا اب بنگے ہیں آبلے</p>	<p>منہ پھرا جاتا ہے سوئے لکھنؤ ہم ہیں وجہ آبروئے لکھنؤ پھر پھرینگے کو بکوسے لکھنؤ دل میں داغ آرزوئے لکھنؤ ہم کہان اور دیداروئے لکھنؤ دل کینچا جاتا ہے سوئے لکھنؤ منزلوں سے آئی بوئے لکھنؤ داغ عشق ماہر وئے لکھنؤ گرم صحبت تند خوئے لکھنؤ خاک چاہنیں کو بکوسے لکھنؤ آن پہونچے روبروئے لکھنؤ اس قدر کی جست و جوئے لکھنؤ</p>
---	--

۱۴۵	<p>اب ملا عاشق تمہیں جا کر پتا برسون کی تہی جستجوئے لکھنؤ</p>	۱۴
<p>پوچھتے ہیں وہ مری چشم نم آلود کو مثل ہوا سے جا پہنچ بدن میں ہی بند شعلہ آتش نیاز نگ خناساقیا ہے دل پر داغ میں لک کا اس سے خیا</p>	<p>پاتا ہوں ہر اشک میں گو یہ مقصود کو جانیو نقش بر آب ہستی نابود کو آگ لگا دی ہے کیا دست مر آلود کو بزم میں لاتے نہیں مجسم ز عود کو</p>	

<p>رشتک جز طوفان نوح آتش نبرد کو ہوگی فنا ایک دن عالم میں جو کو آگ لگاتی ہے ہوکن طنج بنے دو کو کہا تا ہوں اشل کباب داغ نمک ہو کو سو تا ہوں لیکر ابرام شاہ مقصود کو آگ جلاتی نہیں دانہ بارود کو پہونچی نہ راحت کبھی جان غم الود کو</p>	<p>سلسلہ شک آہ دست گریبان ہر یون زینت کمان تک بھلا سوکے ہر خون کیا فاقہ کشی کا مزاقا نغون کے دل سے پوچھ پیتا ہوں مے کو بدل خون جگر جہین خواب میں رہتا ہوں یار روز میری نعل خال سیہ دیکھ لو آتش خسار پر آتے ہی عہد شباب بھر کر صدمہ اہ ہوا</p>
---	---

<p>۲۱</p>	<p>دیر میں عاشق رہے بندہ بت مدتوں سر نہ جھکا یا کبھی بھدہ معبود کو</p>	<p>۱۴۶</p>
-----------	---	------------

<p>قرے کا جو سوال کرے آفتاب و آنکھوں کے آگے آج جو جام شراب جھک کر کروں سلام کا جو تم جواب و تیغ نگاہ کو در دشاں سے آب و خسارے ایک سچ میں ہیں آفتاب و ٹکڑا میں بھر حسن شکم میں جاب و اتنا نہ اپنی کاکل پر خسم کو تاب و سوتی میں وصل چہرے کے دیکھو بیچ اب و تیغ نگہ سے ہو سپر آفتاب و</p>	<p>قطرہ جو کوئی مانگے تو جام شراب و جلتے رہو سکھو اگر تم کباب و ہو بندگی قبول تو سب بنائون میں منجن سے دانہ مانجھ کے آئینہ دیکھو اولٹو نقاب کو تو کہیں پستارہ میں محرم نہ روک کھو تو ہوں خود نمایان اسے جان میرا تار گریبان نہ ٹوٹ جا راحت نصیب ہوگی تو جھیلین گریج ہی چشم غضب دیکھو اگر سو سے آسمان</p>
---	--

کما ہوں قسم جو ماتہ پر ام کتاب دو
مردوں کو میں بھگوان گراذخ اب دو
ابروہن دو ہلال عذار آفتاب دو
یہ خال بد نہ بھیر رسالت مآب دو
رہتے ہیں ایک جان پر اپنی عذاب دو
دو بھلیاں ہیں کان میں گیسو صحاب دو
ایک انتقال دہرین ہے انقلاب دو
کاشا لگے جو پیاس میں تو ہی نہ آب دو
یوسف کرے سوال کہ تعبیر خواب دو
آپہی کرو سوال تم آپہی جواب دو
کیا گنگنیاں بہری ہیں ہن میں جواب دو

نبت احنب کی تاک میں پہرے تیرے ہزارہ
مدت گزر گئی ہے کہ جھپکی نہیں پٹک
چو چند ماہ سے تری چہرے میں نور ہے
ہجرت نصیب کیا مجھے سکتے ہو دوستو
یا دبلا سے زلف ہو خون شب زرق
کیا ڈر ہے قہر پر تری رحمت کو فروغ ہو
طغلی گئی شباب گیا پس ہو گئے
کادش ہی نکو او گل تر مجھ نجف سے
جوابد شاہ مصر کا متساحسین ہو
سعد و رہم ہیں ضعف سحر ای سنگر و نکیر
بوسہ بوتل کا مانگا تو خاموش کیوں ہو

۲۶

جہوئے ہوں سب رقیب رہے نام آپ کا
عاشق کو اپنے عاشق صادق خطاب دو

۱۴۷

پہر کر امین رات بہر پر زند کافی شاق ہو
خال دکھلاتے نہیں ایسا نہو تریاق ہو
رطبت دیتا ہی جہان تک شعر میں فراق ہو
ایک دونوں میں ملیا ہر یاتر تریاق ہو
بیشہ ہی میں جاؤں شکل ہو تو وٹھنا شاق ہو

پہر وہی دن ہوں کلا پر تیج کا شتاق ہو
دیکھتے آتے نہیں کاٹے کو مار زلف کو
جھوٹ ہو جو صبح صادق کو فروغ رخ کون
پائین بوسہ خال کا یا بوسہ خط نصیب
پڑ گیا ضعف و قوت حیرت کی اصغر رہنم

شعر بد سب کا شکر دیوان سے باہر کیے
 ضد ہو بند و ن ہو شکر کے رحم کہا نیکیا نہیں
 ناصحا یہ رنج کیا عشق حقیقی میں نہیں
 رفع بد نامی سمجھا ڈالتے ہو بیڑیاں
 شکوے شرکان و ابرو کیا کمون اکو سوا
 شعلہ آواز سے ہے گرمے بازار حسن
 لاؤ نیند آنکھوں میں جلدی چل میں تھوہم
 فصل گل آجاسے پر گرہین ہو شغل سیکشی
 ویکھے کس سے فروغ نور و ندان کی شال
 خاک کشمے کی چمکت سن گلو سے گئی
 صحبت بد کی سیاہی قلب سے جاتی نہیں
 دوستی میں جان لی دم دیکو غارت کر دیا
 خون بوسا مان کو کچھ آفات دوران نہیں
 چیر کر پلو پلو پیکوئل چہ ہوا رح طلب
 روتے روتے ہم شب قتل میں نہ ہو گئی
 فصل کل پیر کو پر ہو جائیں سارے غم غلط
 حسن ہو مگو مبارک ہم غرض رکھتی نہیں
 شعلہ رخ سے کنول پیا نون کہل نہیں

ناخلف اولاد کو کیونکر نہ کیسے عاق ہو
 ہیکٹ لگو سوزے چہ بت کوئی رزاق ہو
 افضل اعمال ہے جتنی عبادت شاق ہو
 قید کرتے ہو کہ تا دیوانے کا طلاق ہو
 تیرے پر ہو کمان بے چلہ و برفاق ہو
 کیون نہ گانے پر تھارے مجمع عشاق ہو
 وہ نہ فرمائیں کہ پیاری جو ہم پر شاق ہو
 اسٹام شکر کی فکر و ن میں قاضی قاق ہو
 برق تابندہ ہی جسکے عکس سے براق ہو
 پیرہن میلاد ہر تن سے جعفر براق ہو
 سنگ سود آب حمت ہو کمان براق ہو
 یار ہو بے رحم ہو عیار ہو قس براق ہو
 راہ وہ چلی کہ جسمین چہ رہو قس براق ہو
 زہرین کمالون زبان لذت کو مست شاق ہو
 اسے بیاض صبح نور ویدہ مشتاق ہو
 آنکھیں ٹھونڈیں جام کوشیشے کا دل شاق ہو
 چہتے ہیں اوس کو کہ جو دیدار کا مشتاق ہو
 شمع بزم سے جو وہ میخو کہ میں ساق ہو

لوح مرقد پر کسی بت کا بنو نقش قدم ہاتا پائی کیجیے یوں وصل میں اوش شوخ ہو	شمع کے بدلہ لحد پر کوئی سیدیں ساق ہو آستین ہو مانتہ باہر پانچے سو ساق ہو
۱۴۸	بعد مر دن بفضل عاشق سنون جزو بدن رشتہ الفت اگر شیرازہ اوراق ہو
۱۴۷	۱۴۸
حسن میں تہ عدل میں ہی شہرہ آفاق ہو تو وہ لیلیٰ ہو کہ مجنون کی لیکر ہو سزنگون استخارہ دیکھتے ہیں میرے گداز پر آج شیشہ سے مانتہ سو رکھ دوں عروج نشہ میں جب سچا آپ کو اسے قاتل عالم کہیں گرنے والوں کو سہارا جان بچنے کا ملے سجدوں میں اور کہنے میں مینجاری کوئی جلوہ دیدار سے آنکھیں گر روشن کروں تم کو سب کہتے ہیں ام زلف و ترک چشم سے جرم بعد از جرم اگر بخشیں تو وہ مجرم نکوین کشتی گردون ڈوبو دونوں کو سیلاب میں جس طرف نکلو اود ہر سو اونگلیاں ڈنڈو لگیں چشم حرا جاسے روزن ہو تری یوازیں	ایک دم پیشہ اگر صحبت میں کسرا طاق ہو خانہ زنجیر میں محراب ابرو طاق ہو مانگتا ہوں میں دعا ٹھہری میں اونکی طاق ہو گنبد گردون ہستم میں جو پیدا طاق ہو لب جلانی میں تو خونریزی میں برو طاق ہو عکس ابرو سے اگر چاہ دقن میں طاق ہو دور زندان ہو تو بڑی شیشہ نہ کوئی طاق ہو قل تمہارے رخ کا خال دیدہ ہشتاق ہو خلق کے صیاد ہو غارت گرا آفاق ہو حشر میں ہو حشر تو فرد علی بے باق ہو وصف آب تیغ جانان میں اگر اغراق ہو ماہ نو کی شکل جو عاشق تمہارا طاق ہو آئینہ رخسار ہو محراب ابرو و طاق ہو
کوئی عاشق دل لگی ایسے ہو افزون تر ہیں	

۱۶۹	جہت شعرو سخن ہو مجمع عشاق ہو	۱۹
<p>جو سیاحی کا دعوا ہو تو بدلو چال کو منہ چھپایا مجھ سے تلو کے دکھایا خال کو کوئی بچا نیگا کیا مجھ ناتوان کے حال کو وہم بھی پاتا نہیں اوس ہر کی چال کو آپ کے دیدار کے ہو کے جو تھے وہ مر گئے اب صفا اون کی تن نازک کی ایسی بڑبگی قتل کر ڈالو جو مجھ گریان کو تم برساتین آفتاب شہر پر دہوکا ہوا رخسار کا نقدول لیکر مرا برباد تنے کر دیا کبک کا طاؤس کا شہرہ ہوا تقلید سو بال ہٹ جاتی تو سجلی کوند جاتی بزمین قتل کر کے پہر کیا چورنگ قاتل نے مجھو شور محشر ہو گیا برباد اے صورت سے بہو ساقی مین ہلال عید خجہ بن گیا نیک و بد کا روز و شب کے تھکوا مال کو گل کھلاے روی رنگین کا پسینہ پوچھ کر ٹوٹ جائیگا ہوا بس ناز کو ایسا یقین</p>	<p>روحین زند و بلی نکل تی بہین استقبال کو کستد رستی ہو میرے نیر اقبال کو اک ذرا گردش ہوگی قرعہ رمال کو ہو فلک کی شکل گردش قرعہ رمال کو خال کا دانہ چسپا کر کیوں بلایا کال کو آنسو کی شکل سے نفرت ہوئی تمثال کو رو سے منہ پر کر کے جلا و فلک و مال کو زلزلت اوس کا فر کی سمجھنا نامہ اعمال کو کون کہتا ہے حفاظت ہو کر پال کو بہول جاتی بہین مگر وہ آپ اپنی چال کو سایہ زلف سیہ و بانگی ہو گورے گال کو وہ دہان زخم سے سمجھا زبان حال کو کیا قیامت کی ہلا کر آپ نے خلخال کو سمجھے عاشور محرم غمستہ شوال کو نور عارض کو دیا خالق نے ظلمت خال کو داسن گلچین بنایا آپ نے رومال کو موقلم سے بھی نکسینجا اوس کے بال کو</p>	

کام آیا کہیں طوفان بحیرہ اشک چشم سفت گردون پر گئی آنسو مری نپال کو

وہ سوال وصل میں ڈرجائیں گی تو یاس ہے
۱۵۰ رنگ رخ اور نرسے عاشق دیکھ لینگے فال کو

اوٹھا کے داغ مرا انتقال ہو کہ نہو
گٹھینگے ہم نہ بڑھینگے وصال ہو کہ نہو
اشارہ غیہ کو ابرو سے کیوں کیا صاف
مکان یار سے کچھ دل کو میری الفت ہو
ہمارے قتل کا بیڑا اوٹھا کر آیا ہو
بچانہ پاسے نظر سے نظارہ بازون کو
بشر کو عاقبت کار کا خیال رہے
جنون میں آمد زنجیر دل سے بہاتی ہو
حرام جانکے اک جام سے کاپی زراہد
عبث ہے آپ کو طاؤس و غنایب سے
کرو نہ صبح کا وعدہ ہر رخصت سے
لیا ہو آج تصویر میں ہونٹ کا بوسہ
زبان تیغ ٹھہرتی نہیں کسی صورت
مجھے پسند شہزادہ کی حسن صورت ہو
شبِ صال جو مجھے ہو کوئی بے ادبی
عروج مہر ہو واجب زوال ہو کہ نہو
کمال حسن پہرے مہ جمال ہو کہ نہو
چہری تو پہرے دی بندہ حلال ہو کہ نہو
مجھے ارم ہے وہ حور اجمال ہو کہ نہو
زبان خجہ سفاک لال ہو کہ نہو
تمہارا سبب خط پامیال ہو کہ نہو
نجیر دیکھیے اپنا آل ہو کہ نہو
بلا سے افعی گیسو کی چال ہو کہ نہو
وہاں نصیب اب حلال ہو کہ نہو
کسی میں آگئی بھی بول چال ہو کہ نہو
کٹو نہ شب تو تمہیں انفعال ہو کہ نہو
لسان آتش یا قوت لال ہو کہ نہو
جواب دینے کے قابل سوال ہو کہ نہو
پہری خصال ہو حور اجمال ہو کہ نہو
تو دشمنوں کو تمہارے مال ہو کہ نہو

<p>ترقیوں کی توقع ہے سلب طاقت سے کسے دماغ کا مین جو انتظار کرے گناہ بخش دیے تو نے لاکہ رحمت سے نہیں جو مجھے عداوت تو کج بردی کیوں چمکے کہا سے جو تعویذ تیری چوٹی کا</p>	<p>قد خمیدہ بان ہلال ہو کہ نہو جواب دینے لگا ونگا سوال ہو کہ نہو سرے کریم مجھے انفسال ہو کہ نہو چلو یہ چال تو دل پامیال ہو کہ نہو تو برق بلور کا پتھر احمال ہو کہ نہو</p>
---	---

<p>۱۵۱</p> <p>مجھے دکھا کے جوئے غیبر پوسہ ابو تو بے چہری کے یہ عاشق حلال ہو کہ نہو</p>	<p>۲۵</p>
--	-----------

<p>سنبھلو عاشق ابھی ٹکڑے نہ جگر ہونے دو قبر دکھلا دو مری اونکا گذر ہونے دو گردش چشم فسون گر کا تماشا دکھلا دو تکھو آنا ہجرت آج آؤ جو کل آئے تو کیا شام سو وصل کی شب محکو دہر آؤ گدزی دیکھو تم چشم غصبت تو سمندر جل جا دو قدم چوں تک سوز نفون کے نہیں چل سکتی عیش اپنا کر تلخ نمہین کیا مطلب ہام پر اوڑ کے پونچ جاؤنگا اند تدر اپنے زانو کی ثنا پوچتے ہو کیا مجھے کیون نہاتے ہو جو ہے لمہین کدورتا</p>	<p>اونکے بھی دل میں محبت کا اثر ہونے دو سیری سٹی کا دل یار میں گھر ہونے دو اب زمانے ٹوڑا زیر و زبر ہونے دو حال بیمار کا کیون نوع دگر ہونے دو یہی کہتے رہے ہر وقت سحر ہونے دو قطرہ آب صدق میں نہ گھر ہونے دو ہمتو جب جانیں کہ دو ہری نہ مگر ہونے دو جیسی ہوتی ہو بسیر سیری ہونے دو چاندنی رات تو ای رشک قمر ہونے دو نیند آجائے اگر بالمش سر ہونے دو ابھی صحر امین مجھے خاک بسر ہونے دو</p>
---	---

<p>میں بھی طلبہ پہنچ جاؤنگا اس ہو کو مین آؤ پریش کو فرشتوں کی طرح راضی ہوں گیسو و تھکونہ طرار کو نگا جب تک رک سکی گی نہ کبھی تیغ ہلال ابرو دہن تنگ ہو اچشمہ حیوان تو کیا آشنا جو مین او نہیں دانستہ کہا دہن فکر روز و کمین گو او نہیں شہری باہر تو ملیں سنہ کو ڈہا نکونہ شب وصل تم ای مہر لقا عشق کو ترک کیا کثرت طاعت ہی ضرور غیر جا جا کر لگاتے ہیں مری جانب سے آنے صندل بھی لگا کر تو تو ہمراہ قیب میان سواٹھہ پر صاف کنچا رہتا ہے یاد و امیری کرو یا مجھے مر جانے دو</p>	<p>قتل عالم او نہیں منظور نظر ہونے دو قبر کی طرح اندھیرا مرا گھر ہونے دو دل چرایا تو جگر ٹوٹ نہ خبر ہونے دو ماہ کامل کو ذرا سینیہ سپر ہونے دو اس سے سیراب کوئی تفتہ جگر ہونے دو موج زن آج ہم آب گھر ہونے دو کیا حذر ہم سے کر نیکی وہ سفر ہونے دو آج پردی کو گریبان سحر ہونے دو بت سے بگڑے ہو خدا کو تو ادھر ہونے دو دوست تو تم تو ادھر کی نہ او دہر ہونے دو در دہر ہونے نہ دور در جگر ہونے دو نیچہ آدھ گٹھی زیب کمر ہونے دو یاد ادھر ہونے دو یا بھکوا دہر ہونے دو</p>
--	---

نقد جان باری کو دیگانہ کوئی اسے عاشق

۲۰

۱۵۲

غیر ہوں لاکہ اگر صاحب زر ہونے دو

<p>خط بھی لکھوں تو عیاں حال نو کام نہو موت آجائے غم زلف سیہ فام نہو چرخ پرتا ہو فقط میری تباہی کے لیے</p>	<p>لاکھ چاہوں تو نشان مہر کا ہونام نہو صبح ہو جائے کہین جلد مگر شام نہو مین اگر مٹہرہ ہوں گردش ایام نہو</p>
---	---

زلف میں بہنیں کر ڈرا گور کی اندھیاری
 دل میں الفت ہے مگر خوف ہے غمازون کا
 عیش جب تلخ ہوا پنا تو کسی سے کیا کام
 حال ہمار محبت کا یہ ہے آج کی شب
 بات آتا ہے کسے سلسلہ ایسا محکم
 بادہ نوشی نہ چٹی بے سرو سامانی میں
 شوخ ہے بادہ کلنگ سے وہ چشمِ کحل
 رات کو وصل میں رہتا ہے سحر کا دہر کا
 ہاتھ پیلائی سے نفرت ہے یہ دل کو اپنے
 طائرِ دل کو ترے سے بات سے کچھ مشت ہے
 گریزِ دیدہ مخمور کا سودا ہے مجھے
 ساتھ سونے میں نگا نے ندیا ہاتھ سے
 سارپور وں میں نہوں شہ جان حاضر ہے
 تشریفِ شربت دیدار کی یہ حالت ہے
 آہ سے پونیکے دم بہرین طبابِ شہید
 کیسے جانان میں شبِ ہجر تر دہر مجھے

دل او بختا ہے کہین زیر زمین دام نہو
 دیکے خط کہتی ہیں قاصد سے مرانا م نہو
 توڑوں مینا کی فلک پہل کر جام نہو
 صبح ہو جاے جو شاید تو کبھی شام نہو
 کا فز زلف ہوں کس طرح وہ بت رام نہو
 منہ سے شیشے کو لگا لیجے اگر جام نہو
 سرمہ دیدہ دلدارِ خطِ جام نہو
 دنگو آتے ہیں تو کہتے ہیں کہیں شام نہو
 ٹوٹ ہی جاے یہ شیشہ تو کبھی جام نہو
 رشتہ خواہ کف دست کہین دام نہو
 دو مجلسِ سوئے ورتا ہوں ہی جام نہو
 نقرۂ خام بدن ہے ہو سس خام نہو
 داغِ دل لاؤں چھری پر چوتری شام نہو
 جس طرح جا ہی بے آب کو آرام نہو
 صبح ہو جاے شبِ ہجر تو چھ شام نہو
 گلشنِ خلد تو وہ ہے کہ جہاں شام نہو

تھکو عاشقِ غم دنیا ہے کہی فکرا ل
 ہے وہ عاشق کہ ہجرِ عشق کے کچھ کام نہو

قتل درگاہ میں کرتے ہیں گنگارون کو
 عاشقوں سے یہ منفرد ہے جہاں کارون کو
 پتھر صنہام چٹاتے ہیں جو تلواروں کو
 اونٹوں جو کھولے یا برق سے خسارون کو
 کیا فراسیر کا جب تہہ سکندریہ خزان
 یہ سمجھتی نہیں ہوتی ہے مہین پر عاید
 موج کی شکل شب وصل گئی دم بہرین
 اسی صنم آہ جو کینچن تو ترادل بلجاسے
 خاکسارون کی کہین گردنوں کی معلوم
 پہر گیا میر استار تو نکالو نگا غبار
 ہلکو دکھلائیے بنگلہ کہ مہین محرم ہیں
 دل تڑپتا ہی مرا آتش غم پر اس سے
 حلقہ زلف مسلسل ہیں بہوونکے نزدیک
 یہی وحشت ہی تو وضو انس ہو جاگی شہر
 اوسکی لکڑی کا تصور جو بندیا ہجر کی رستا
 بوسہ حسن ملیج آج خفا ہو کے دیا
 رخصت فصل باری کی یہ صدی کہنچے
 سر مرا کاٹ کر یوں طعن سے فرماتے ہیں

بت کہان جا کے علم کرتے ہیں تلواروں کو
 کس مرض کی ہیں دوا کہتی ہیں ہماروں کو
 شور ہو قتل کر نیلے یہ نمک خواروں کو
 اوٹھ کے دہن میں لیا ابرو کے کساروں کو
 جا کے گلزار میں کیا چاہیے دیواروں کو
 آ کے غصے میں صنم کو سنتے ہیں پیاروں کو
 دیکھا آنکھوں کو حجابوں کی طرح تاروں کو
 یہ وہ آندہ ہی ہو کہ نگاراتی ہو کساروں کو
 بار خاطر نہ سمجھیے گا کہی یاروں کو
 خاک میں چنچ ملا دو نگاتری تاروں کو
 اسکی دیوار میں کیا دخل ہے ہماروں کو
 لوٹ کر لوگ بجا دیتے ہیں انگاروں کو
 سان پر آج چڑھاتی ہیں وہ تلواروں کو
 پہلو جنت کی گرا دیجیے دیواروں کو
 طرے نقیش کی سمجھا کیا میں تلواروں کو
 شور کرتے ہیں سہی اپنی نمک خواروں کو
 اوٹھتے ہیں مرغ چمن ٹیک کو منقاروں کو
 آنکھ کو پیرتے دیکھا ہو وفاداروں کو

۲۹	روز مولود سے عاشق ہو غنا صرین نفاق چار دن لطف وفاق اوٹھانہ بیچارون کو	۱۵۴
کیا خوف بتوں کا جو نگہبان خدا ہو خوش وضع ہو خوش پوش ہو پابند وفا ہو بندہ وہ ہے جو تاج مرضی خدا ہو تب سینے میں دل آئے غیب نما ہو طاعت ہو مجھے کام ادا ہو کہ قضا ہو معشوق ہے کوئی بڑا ہو کہ بہلا ہو سوار مراد دل مری ہمت پر فدا ہو دیکھا جو کوئی کافر عجز نما ہو گٹ جائی مرادم جو گھڑی بہر وہ نفا ہو ہمت کو نہ ہارون جو نہ قسمت کا بدا ہو بیمار بچے کیا جو دوا ہو نہ غزا ہو اللہ کرے زلف پہ کچھ پیچ پڑا ہو سر پر اسی کافر کے نہ خون شہدا ہو نقرہ نہ علی کچھ نہ کوئی نازا دا ہو کچھ خیر تو ہے کیا تمہیں بندی کے خدا ہو پوچھانہ کسی روز کہ تم ٹون ہو کیا ہو	رو عشق حقیقی سے مجازی کی بلا ہو کچھ غم نہیں ولسر نہ اگر جو رقا ہو انسان کو لازم ہے کہ راضی برضا ہو عالم میں کسی سے جو کدورت نہ ذرا ہو پوچھا ہی بتوں کا ہو عبادت بھی خاکی خالی جو کٹی زلیست تو ہو موت سے بدتر وہ مرحلہ عشق میں پوچھیں کہ نہ پوچھیں زلفوں کی کرامات کا او سوقت ہو قائل پر دے میں محبت کو عداوت کا مزاج وہ چال کروں غیر کا سب نگہ نادون عنا بلب سبب قن نے بہین مارا اے ترک بہت فرق ہوا چٹن کو بل میں مرے بہین گرفتار نہ اندہیر کر زلف ہو جاو کسی دن جو برابر سے مقابل ایست جو نہ پوچھو گے تو مر جائیگے کیا جانانہ مرا نام نہ عاشق مجھے سمجھے	

<p>ای چرخ رولا او سکو جو پہلے سی ہنسا ہو وہ کہتے ہیں ٹوٹے جو یہ پیشہ تو صدا ہو ہے صبح بہت دور ابھی دیکھیے کیا ہو اس راہ میں شاید کوئی اور آبلہ پا ہو جو آگ ہی پانی ہو جو ہے خاک ہوا ہو کیا ہو گیا کیا ہوتا ہوا ب دیکھی کیا ہو پر آؤں جو حاضر نہ کوئی آبلہ پا ہو امکان نہیں بوم کے بیٹھے سے ہا ہو تم سے نہ ملوں سر ہی اگر تن سے جدا ہو ملک عدم آباد کے تم راہ منسا ہو پلے سی ہوا دارون کو کہتی ہیں ہوا ہو</p>	<p>گریبان عدم آباد سی ہم آئے جہان میں فریاد کہی دل سے جواب تک نہیں آتی شام شب فرقت سے لبوں پر ہر مرام اچھا نہیں بولتے ہو جو کانٹوں سے جھین روٹی کی جو خواہش ہو غنا صر نہ ہیں چار گذری ہو گزرتی ہو گزرجاگی یوں ہی ای دشت جنوں ہو تری کانٹوں سے محبت سفلوں سے نہو پرورش ہل سعاد مرحی آؤں پہ دید لب جان بخش چاہوں تم سے ہی مجھے ای ملک الموت ہو الفت وہ پاس قریبوں کو پھینکنے نہیں دیتے</p>
--	--

۱۹

معشوق و فادار کمان اسکا گلہ کیا

۱۵۵

عاشق جو کیا عشق تو پہرا سکو نیا ہو

عارضہ دوران کادیت سی ہے ایام کو
میں فقط پوجا کیا اپنے خدا کو نام کو
توڑ ڈالوں گا طلسم گردش ایام کو
قبر میں اپنی محبوب سے دوزخ کا حکام کو
پوچھتے ہیں آگ کو اللہ کو اصنام کو

گردشیں رہتی ہیں روز و شب صبح شام کو
برہنہ زکی پرستش پیکر اصنام کو
بوج دل نقش استقال ہو تو ای ملک
نالہ دل بعد مردن گوہرین کام آئینکے
شعلہ رخ مصحف رو خال نہد و دیکھ کر

<p>صبح تک روشن ہو تربت پر ہارچی شرم غول مین و بان پہنچا جہان بچہ نہیں یہ روز و شب دیکھیں مرنے پہ کیا ہو عمر بہر گزشتہ ہی کوئی بنین کہتا ہوا رو کوئی بنوا تا قصہ سخت جانی سے لہواک ہونڈ پکیر مین نہیں مہر کیا چلے مرے داغ جوانی کے حضور میر و نالوں سے ہو بدنام تم آفاق مین سرخ چہرہ ہو ذقن تاکہ یوں نہ مینو سوشرا خانہ دل مین غوص کر یوں کہ ہوتی استخوان نالہ شبگیر سے میرے جلا یہ آسمان کیا شب ہجران سحر کردی ہو رو کر دیکھنا رونگٹے رخ کے بہت موڈ و کل آؤ ہین مال آنکھیں میری ملکی تلون سی یہ فرماؤ ہین</p>	<p>دیو مرقد پر جلا سے ہین چراغ شام کو میری گردن فرشتکایا گزشتہ یام کو آج تک دو گز زمین پائی نہیں آرام کو یہ نشان چوڑیگا وہ زندہ کر گیا نام کو ٹہریان کہاتی ہین میری تیغ خون آشام کو کب چراغ روز پہنچا ہے چراغ شام کو مین فرزند سے پر چڑیا یا ہو تمہارے نام کو آفتاب آخر چکا دیتا ہے سیب خام کو پایداری کچھ تو ہو جاتی بنا رخسار کو ہو گیا چونہ سفید صبح کا ہے نام کو اشک کو تیزاب سے کاٹا سوا دشام کو مشق سے صلاح ہو جاتی ہے خط خام کو ہینے یوں تیر ہو دیکھا نہیں با دام کو</p>
---	---

۲۲

فکر جیسرخ عاشق ایک ہے تقدیر سے
پختہ مغز و مین نہیں پایا خیال خام کو

۱۵۶

<p>عقد و واہون تری زلف ایک نظر دیکھیں تو داغ سینے کامری ایک نظر دیکھیں تو نغمے نقش کے نہ ایسی ہین نگہ بیل کے</p>	<p>راز عالم کے کہلین ایک کرد کہیں تو نور آنکھوں کا بڑے سوئی قمر دیکھیں تو ناسے رنگین مرے وہ گل تر دیکھیں تو</p>
--	---

جان کیون جا جو کا کل میں وہ عارضہ کہ نہیں
 عیسیٰ لب کی محبت نہیں بیکار ایدل
 کون سنتا ہو سچائی کا دعویٰ گہر میں
 ہم تو آخر میں مگر اور سوا الفت نہہ جاری
 مائے بلبل شوریدہ اوڑا دیوہین کان
 جہانک لین روزن یوار سو خالی غبار
 نگہ ہر کا غیہ رون کونشانہ رکھیے
 نام کو گوہر غلطان ہو دراشک ہو اور
 آئندہ دشمن لب ہو نگہ گرم کے ساتھ
 اہل مصل کو اجازت ہو جو دیدار رخ کی
 امتحان رخ شفاف ہو آئینے میں
 دُوب کرنے کی بہین مشتاق تقاہت کی
 ہجر میں اپنی کیا اس کے زمانہ کو ضعیف
 بلبل نعمت سدا کو ابھی بھین صیاد
 نزع کی وقت عیادت کا نہیں راضی میں
 نظر آتا ہو خدہ آگوشہ تنہائی میں
 زابد تو بہر کو کوئے مغان ہو کسال
 کرتے ہیں زیر زمین کسکے ستم کی فریاد

کوچ موقوف ہو مقرب میں تو دیکھیں تو
 کیون کریں قدر طیبیوں کی ضرورت دیکھیں تو
 اپنی ہمار کو وہ ایک نظر دیکھیں تو
 خیر وہ نخل جوانی کا شرد دیکھیں تو
 خشک ہو جاوے زبان آگل تر دیکھیں تو
 چشم بہ دورا و نہیں بہر کو نظر دیکھیں تو
 سر پہ چڑھ جائیں غنایت کی نظر دیکھیں تو
 دست شرکان پہ نہ ٹھہرے وہ گہر دیکھیں تو
 جل کے ہو جائے ابھی تلخ شکر دیکھیں تو
 سہرہ بن جائیں ابھی تار نظر دیکھیں تو
 دگ مگا جی ابھی پاسے نظر دیکھیں تو
 کو دپڑتے ہیں ابھی آب گہر دیکھیں تو
 یاد آجائے انہیں عالم زر دیکھیں تو
 کس قدر غنچوں کی مٹی میں ہو زر دیکھیں تو
 آپ ہٹ جائیں مجھ سے دگر دیکھیں تو
 اپنی حالت کو بہین دیکھیں اگر دیکھیں تو
 ہم پر کہتے ہیں نہیں کس کا گزر دیکھیں تو
 کہی وہ گور غریبان میں گنہ دیکھیں تو

نزع میں سن کر مجھے ناز ہو فرمائی ہیں
 آپ بیٹھے ہیں یہاں غیر کٹری ہیں باہر
 یہی ہو گا وہ کسی اور پہ مرد کی ہیں تو
 ہم تو گھس جائیں کسی اور کے گھر دیں تو

۲۹

سو شگافوں سے نہیں چلنے کی عاشق سی
 لاکھ ہوبال سے باریک مکر دیکھیں تو

۱۵۷

عاشق سرجان خط کیا پوچھیں گفت ہو تو ہو
 لینگے بوسے خوب غارہ رنگا غارت ہو تو ہو
 بیچ کر جان آؤ ہیں قاتل کو ہم دربار میں
 آئیں سو آنسو نہ ٹپکے گو جگر میں درد ہو
 عشق کامل کا اثر سنتے ہیں پردیکھنا ہیں
 دیو میں یہ رعب کیا ہی نہ پریوں میں نیاز
 خلد میں ہو گا نزع یار سے کیونکر نہا
 فکر کس کس کی کرین خود میں کنار کی گور کے
 گرے صحبت کہاں حورین نہیں آتش مزاج
 خوف سے میں کا پتا ہوں گویا لائی ہو شرا
 اسی پر ہی کیے گال وڑتا ہی تمہاری نرم میں
 اس دل سوزان کو اپنی کس سے تیش بیہوش
 وہ نہ نکلے گھر سے مینہ برسایہ روز تھا
 عضو تقصیر تباہ میں بہتیں کچھ ساز
 کشتہ قاست جبین کیونکر قیامت ہو تو ہو
 چنپٹی زنگت تمہاری آج چنپٹ ہو تو ہو
 اک فن حکو ملے اور وں کو خلعت ہو تو ہو
 ان نیکے منہ سے دل پر داغ حسرت ہو تو ہو
 یہ عداوت آنکھیں ل میں مروت ہو تو ہو
 کچھ سلیمان میں تمہاری شان شوکت ہو تو ہو
 حور کوئی اون کی صورت کی عنایت ہو تو ہو
 اپنی ہی رخصت ہی رخصت تاب طاقت ہو تو ہو
 ہم جہنم کی کر تیکے سیر جنت ہو تو ہو
 وصل جی بہر کو ذرا ہی اون کو غفلت ہو تو ہو
 جسکا دہو کا ہر مری پیری کی رنگت ہو تو ہو
 انگر دوزخ کا شہرہ ہی یہ حدت ہو تو ہو
 ہے غضب میری لہو اور وں پر رحمت ہو تو ہو
 بار عسیان سبک ہوں بار منت ہو تو ہو

خوب چپے کہا جاو ہر بن سے لعل لب کمال
 بیچ کر کے محکوم کیوں ہقدر ملتے ہو ہاتھ
 پوچھتے ہیں شب کی ہر کس گہ میں ایسی روشنی
 عذر کرتے ہو اشارہ کر چکے جب غیر سے
 چھوڑتی ہو کب لپٹ جاتی ہو جبہ بنجیر زلف
 دھونڈتے ہو شہر میں کیا اپنی دیوانہ کی قبر
 کچھ خبر دل کی نہیں محکوم کہاں ہو کیا ہوا
 سوز دل سے گلشن داغ بدن مر جہا گیا
 پر تو رخسار برق خرمں متاب ہے
 کشتہ زلف سیہ سنتی ہیں دم لیتا نہیں
 جب یہ سمجھے ہو خدا کو آپ بندہ کا خیال
 ایک ت تک ہرن کا میں نو کیلا ہو شکا
 تمنی زہر تغافل سے مبت جی پھر گیا
 ایک تار زلف سے موئے کمر بار یک ہے

لیکن اثبات دہن کر زمین حجت ہو تو ہو
 چہرٹ گیا میرا ہومندی کی رنگت ہو تو ہو
 داغ دل میرا چراغ راہ الفت ہو تو ہو
 ہونک می پہلو چڑھی پیچھے نہ است ہو تو ہو
 ہر چہر لیون کی صفت عورون کی صورت ہو تو ہو
 جابو دفن گوشہ صحرائی آفت ہو تو ہو
 ہے جو میری پاس تو ادا کی امانت ہو تو ہو
 آب اشک چشم سے ہر کپ نصارت ہو تو ہو
 بان مقابل اس سے غور شدید قیامت ہو تو ہو
 ہر بلا کی شکل ہی کا لے کی خصلت ہو تو ہو
 کیون طلب کچھ دبان سے خود غنایت ہو تو ہو
 چشم جانان رام ہو جائیگی وحشت ہو تو ہو
 میٹھی باتیں آپ کی سنو سے غیبت ہو تو ہو
 بوجہ چوٹی کا جاو اٹھے کچھ کرامت ہو تو ہو

آئے گا انصاف ہی عاشق مزاج یار میں

۲۱

۱۵۸

تم وفا داری کرو وہ بے مروت ہو تو ہو

قطع ہوتا ہو گریبان جیسے پیراہن کو ساستہ
 جانیگی جان اپنی او گل بو پیراہن کو ساستہ

چاک سینو کا ازل سے یون ہو خشت نکو ساستہ
 کپڑے دھوؤ کو اگر دو گے نہیں بچو کو ہم

خوشتر جاتی رہیں محو خسر ام یا رہیں
 کو سے قاتل کو چلے لیکر دل غم دوست کو
 دشمن جان ہین وہ سیرتیں تصدق دل سے ہو
 دشت میں کان آشنا ہو گو صد آنخول سے
 بچ گیا سودا بدن میں اب دوا بیکار ہے
 رطبت دیتی ہے شعلہ مہرین قوس قزح
 بے سبب زردہ ہو تو ہین مگر دل صاف ہے
 ہاتہ جلاؤ گویا نیاں تک پہنچا صبح وصل
 کچھ ہی غیرت ہے رقیبوں کو تو خود مر جائینگے
 کہاؤ لا کوں زخم سپر قطرہ نہ نکلا صنعت سے
 پتلیاں آنکھوں کی شے ہے سوا ہین چوہ
 کس کو ایذا ہے مری عریان تنی سے دہرین
 ایسا ناکر ل بنایا جانائے دہر نے
 کیا شکایت دوستی میں ہو ہماری دوست کو
 آئے زابہ میری محفل میں تو میں بھی دیکھوں
 عاشق جاننا ز سبب اہ ہین وقت خرام
 کر دیا برباد جب گھوڑا اوٹھایا یار نے
 کپڑے سائل کو جو تم دیتو ہو دشت ہے ہین

کبک ہی طاؤس ہی چلو لگو بن سبکے ساتھ
 ایک دشمن کی طرف جاتی ہین اک شہن کو ساتھ
 کون ایسا ہے کہ جو نیکی کرے دشمن کے ساتھ
 چھپے مرغان گلشن کو رہے گلشن کے ساتھ
 روز محشر تک رہینگے داغ میری تن کے ساتھ
 چوڑیاں دو دو پہنتے ہین جو وہ کنگاں کے ساتھ
 ہٹ ہی کر تو ہین بگڑتی ہین تو بچپن کے ساتھ
 گردہ کی طرح ہم لپٹے گئے دہن کو ساتھ
 ہم جان جاتی ہین ہو لیتی ہین دہن کی ساتھ
 خون تن میں یوں ہے جیسے آج آہن کے ساتھ
 سات پردی ہی چٹے رہتو ہین اک چلن کو ساتھ
 کب کب کچا کاٹا او بھکڑ شت میں امن کو ساتھ
 میں ہی ناگہر دھون غیر کشیون کو ساتھ
 دشمنی کرتے نہیں ہم تو کبھی دشمن کو ساتھ
 کس طرح نہتا سوزہ خشک تر دہن کو ساتھ
 لپٹے جاتی ہین شنگے تک رخ روشن کو ساتھ
 مٹ گئے ہم شبیہ کر نقش سم تو سن کو ساتھ
 ہم ہی کھل جاتی ہین جامو سی پیرا ہین کو ساتھ

۱۵۹	<p>جسکو عاشق دل یا جلا دے سفاک ہو دیکھو کیونکر بنے اوس جان کو دشمن کی ساتہ</p>	۷
<p>شب کو او غیرت خود شید کمان رہتا ہو شعر کا ذوق ہو فریاد ہو اپنی موزون منتظر آپ کا رہتا ہوں جو اپنے گھر میں ہو فقط فصل خزان تک خرہ ترک شراب نکھر تعمیر عمارت ہو جان میں بے کار بہول کر زمزمہ پردازی گلزار عدم</p>	<p>دن کو بھی جاوہین راتوں کو جان رہتا ہو نالہ کرنے میں ہی انداز بیان رہتا ہے دیدہ روزن در بھی نگران رہتا ہے لطف روزی کا ہو جب تک رمضان رہتا قبر کا کسکی زمانے میں نشان رہتا کیون گرفتار قفس طائر جان رہتا ہے</p>	
۱۶۰	<p>لذت و مل غم عشق میں عاشق بہولو ایکسا مال زمانے کا کمان رہتا ہے</p>	۱۴
<p>شعبہ سے دم بہن خدائی پاک کے اوس طلائی جسم سے پر زربوے فرط استغنا میں سودا ہو گیا منٹی ہو کر یہ ہوا پر آ گئے عکس عارض نے کئے سوئے کو تار ادب گئے اس ہر سے لاکھون فقیر برق دندان کو فروغ نور سے + دور گردون سے ہو انسان کی نمود</p>	<p>بولنے لگتے ہیں پتلی خاک کے توڑے کیسے بن گئے دلاک کے بات کہنیچے پانون پہلے چاک کے سینچے گردون پر بگولے خاک کے چلے بن جاتے ہیں ڈور و ناک کے لگ گئے قبرون میں بتر خاک کے بادلہ ریشے بنے مسواک کے چاک پر بنتے ہیں پتلی خاک کے</p>	

<p>مست بوئے گل ہوا ہے کوزہ گر مار کا کل چوڑ کر شانوں پر آپ پہنس گئی اس گنبد بے درین ہم روشنی سو طبع کی اندھیر ہے نامہ برہی اوسکے مفتون ہو گئے رخنہ در بند ہوتے ہیں وہاں نخمے تیغ نگہ کو جہاں کیے بانٹتے ہیں خار کو اسے شاہ حسن یار کی برق نگاہ مست نے دیکھے دریا میں وہ گدیری ماتہ پاؤں</p>	<p>جام کے ڈوری ہیں ڈوری چاک کے افعیوں پر ہنستے ہیں ضحاک کے آگئے ہیں دور میں افلاک کے سوختہ ہیں شعلہ ادراک کے خط قلع ہونے لگے ہیں ڈاک کے سُن کے نالے مجھ کی بان چاک کے کیجیے انگور تازہ تاک کے پارچے وحشت میں ہم پوشاک کے خوشہ پروین جلا یا تاک کے دست و پا پوئے ہر اک چراک کے</p>
---	---

۱۶۱	<p>بے تصور خال چشم مست کا مے میں عاشق نشہ ہیں تریاک کے</p>	۲۶
<p>ہو تصور عرش کا گو ہم بنے ہیں خاک سی ہجر ساقی میں ہو بیرونی ہم گلگشت میں آنح سو جاتی ہو دم میں میری آدھی بات گرم رو ہو گا اندھیری میں اگر وہ ماہ رو جہاں کنے سے آپ کو نہ خم دگر پست گئے سیر گلشن کو گیا وہ گل گر برسات میں</p>	<p>سیر گردون کو جلا یا شعلہ ادراک سے گرد باد اوٹنے لگو گلاؤں چین کی خاک سے پہنو بالی نیم کا تنکا کا لوناک سے نور ٹپکیا پسینے کو عوض پوشاک سے خام ٹوٹے دانہ انگور ساقی تاک سے پھوٹ آیا ہسیک کر رنگین پوشاک سے</p>	

جو ہنوتی پھر ہمارے گل کے آؤ کی امید
 جان کر اکسیر اس کند بہت جو یا رہا
 داغ دل ہو آفتاب شہر کا منہ زرد ہے
 رشتہ الفت سب سے تہا ہے قطع ربط کا
 چرخ گردان کی حقیقت خاکِ نظر و زمین ہیں
 حال سیراد میکہ لاکھوں کیلچے بہت گئے
 قتل سرکش توں کو کرتے ہیں تماشا کوئی
 سینے میں عشق حقیقی سے پڑی سو آئے
 بیرگردون کو بھی ہو سودا کیسی حال کا
 لاغری ہو اب ہمارا نقش پانبتا نہیں
 ایک سائل ہو تو بوسہ شکر لب وادہ ہو
 حال کہل جاتا ہو سب کم طرف عالی طرف کا
 بدلو پانی کو چھر گنا خاک پر میری شراب
 دیکھ کر دم توڑتے محبو کناری ہوتے
 کیا کشش ہو باتہ رکھایا رہنے جب گور پر
 زندہ دل کو بعد بربادی بھی ہے نشوونما
 رہتی تو ہر وقت ہوتے گریبانِ لیسٹین
 وصل کی شب کم سنی محبو قبائی یار نے

دامن گلچین کو بہر تیا ابویں خاک سے
 تم مکہ رکھیں ہو بے روشن لونی خاک سے
 اوڑ گیا رنگ سحر تیری گریبان چاک سے
 ہیں جو عالی طرف و تحقیق کر لے چاک سے
 اس سے بڑے بکر گردا دواؤ تو ہیں میری خاک سے
 کس قدر رخنے پڑی ہیں کین لگو چاک سے
 سراوترتے ہیں بدن تو جیسے کانسی چاک سے
 دل کو تنگنا ہو تیسرے خاک پاک سے
 کہل گیا پردہ گریبان سحر کے چاک سے
 یا نکل آتا تھا پانی ہر قدم پر خاک سے
 سیکڑوں کو منہ کہی بہر تو نہ دیکھو خاک سے
 دور سا غم نہیں محفل میں ہرگز چاک سے
 بند کرنا گور خشت خم ہو چوب تاک سے
 باتہ دہو بیٹھے وہ بھر عشق کو پیراک سے
 دل نکل آیا گریبان کفن کے چاک سے
 بیضہ قفس منور کرتا ہے حبسِ خاک سے
 کینچھے ہو آج کیوں دامن ہمارے خاک سے
 نتھکا دن آگیا مگر بانی نہ اوتری ناک سے

گمشدگان و چادر مستاب کو ترک فلک
بدے کا میلے تری رومال بینی پاک سے

۱۹۲
ارزو ہی کر بلا میں قبر عاشق کی بنے
۱۹
اسکی بھی خاک نجس بجائے خاک پاک سے

عنایت وہاں اور پر ہو گئی
سویرے اذان دی شب وصل میں
ترے دانت لینے سے چھلی ہر تیغ
مکدر ہوئے آنکھ دیکھ کر
وہ اوٹھے جو تلوار کو ٹیک کے
تصور میں کہنیچا کیا شکل بار
شب وصل حبیب میں نے اوٹھی نقا
تری شرم سے اور اوٹھا حجاب
سلجھنے میں گیسو کے او لچھے رہے
گکامل گیا خنجر یار سے
بہر اسے وہی دل میں سوز فراق
کسی اور کو پیچ زلف میں ندین
ضعیفی میں سب گشت گئے عضون
شام سے اونکو آنا نہ تھا
مری دل کو تھی جس سوچم اسید
ہیساں شکل نوع دگر ہو گئی
مؤذن کو کیوں کر خبر ہو گئی
شریک اس میں آب گھر ہو گئی
تہناری ہی تمکو نظر ہو گئی
کلائی چاک میں کمر ہو گئی
مری ایک صورت بسر ہو گئی
مؤذن یہ سمجھا سحر ہو گئی
پینے سے محرم جو تر ہو گئی
اسی چچ میں شب بسر ہو گئی
اڑائی بھی دم بھر میں سر ہو گئی
مگر آہ کیوں بے اثر ہو گئی
بہر حال اپنی بسر ہو گئی
مگر ایک دوسری کمر ہو گئی
گھر بچے بچے محسوس ہو گئی
وہی آنکھ بیدار گر ہو گئی

بلا سے جہین تو سو گناہا تے نہیں پیام اجل تھا پیام فراق مرے پاس سے بزم میں اوٹھ گھو	شب زلف عبا گر ہو گئی خبر موت کی پیشتر ہو گئی ٹرپنے کی دل کے خبر ہو گئی
--	--

۱۶۳	گرے پڑتے ہیں خود بخود طفلِ شک کسی کی تو عاشقِ نظر ہو گئی	۱۶۴
-----	---	-----

جو صرف نہو کام کی دولت نہیں ہوتی ہے گرد و کدورت ہی بری جو ہر ذاتی بو سے نے لبِ لعل کے ہکونہ جلایا مشہور ہے کہنے سے بڑا رتبہ کیوسف آئینہ خنجر میں جو دیکھا رخ و تاتل کیون رخ کی صفا دیکھ کر حیران ہوا افسردہ دلون کی نہیں طہیت میں آوا جو تخمِ عمل بوئیگا وہ پوئے پہلے گا وہ مہر پری راہ سے کیون آہ کو سن کر دل آئے لسی پر تو وہ چہرہ نہیں چپتا حالِ خطِ خسارہ گلگون جو بیان ہو خط آنے سے مٹی ہی بہا رخِ خوبان خلقت کی زبانیں ہیں کلیدِ رحمت	مجنون کو زرداغ میں شروت نہیں ہوتی ہیرے میں کس طیح کثافت نہیں ہوتی یا قوت کے شعلے میں حرارت نہیں ہوتی اچون کی کس طرح حقارت نہیں ہوتی سن ہو گئے ایسے کہ اذیت نہیں ہوتی آئینے سے آئینہ کو حیرت نہیں ہوتی مردون میں تہ خاک کدورت نہیں ہوتی اس باغ میں برباد ریاضت نہیں ہوتی بے معجزے خورشید کو چوت نہیں ہوتی اے جان جٹائے سو محبت نہیں ہوتی سر سبز گلستان کی حکایت نہیں ہوتی اس جبری سوا آنکھوں میں اوت نہیں ہوتی کس جانے رنگین کی حکایت نہیں ہوتی
---	--

یہ ضد ہو کہ اب صبح قیامت نہیں ہوتی بند ہے پر اگر چشم عنایت نہیں ہوتی کیون روح مر و جسم سو خست نہیں ہوتی	کس سے کرن شکوہ شبے قت میں فلک کا بجو او نہ اغیار کو گلہ سہ نرس قابو میں نہیں لال و نہیں حضرت کی طلب
---	---

عاشق دل پر دلغ کو بے الفت گیسو طاؤس کو افحی سے عداوت نہیں ہوتی	۱۶۴
---	-----

کات ڈالون میں زبان کل جو فریاد کوئی مشتی دامن دریا میں ہے جلا د کوئی پایدار ایسی کہیں نہ کیسی ہو بنیاد کوئی زر گل لوٹو لوٹی طرہ شمشاد کوئی ایسا بے رحم تو دیکھا نہیں جلا د کوئی کہوں تو فصد رگ بر کی فساد کوئی پر وہ چشم میں بیٹھا ہے پر زار کوئی رخ نکر تا طرف عالم ایجا و کوئی کوئی پامال ہوا ہو گیا بر باد کوئی تخت پر لیکے اوڑا آج پر زار کوئی بلغ میں لوٹ ہو ستنا نہیں فریاد کوئی	امتحان ضبط کا ہو کیجیے بیدار کوئی کاسے سر جو جبا بون کر ہی پہ تو ہین خانہ جسم کی کیون فکر ہے تن پر و کو بلغ میں لوٹ پیری جا جو وہ شک ہار حکم بسمل کو ترش پیئے کا نہیں تھل میں زلف جانان کا کیا سا مناسودا ہوا سو تیلیان دیکھ کے آئینہ میں بولا وہ پری سیر نرنگی دنیا جو ہوتی منظور بے تکلف وہ چل جاتی ہیں کچھ خوف نہیں نشہ مے میں یہ سو جی جو ہوا ایک لپٹنگ نہ پتا صبر جو اتان چین گل چین پر
--	--

قابل رحم ہے وحشت میں یہ حال عاشق بیربان آکے سناتا نہیں حداد کوئی	۱۶۵
---	-----

<p>پوچھا عرقِ خجِ بتِ حورِ سرشت سے سجدے کو جب بتوں کو وہ بند و پسیر گیا بہیجی تنگیر پہ لون کی اوجِ رُخِ مہین ما تہا رگڑ کے سجدوں میں سارا اڑا دیا ہوتے نہ جو فروزش نہ گندم نہ انیان سینکے نہا کے اوس بت ترسانی اتنی پہل کسب فروغ یا رکھا ایسا روزِ وصل دم بند ہو گیا مرے نالوں کو خوفِ ہی اوس حوروش کو پاس تھی ہم جل ہی تو غیر الفت اثر سے ہو کہ موثر سے جا ملیں تھہرائیں آنکھیں جلو ہی اوس بتِ سرشت سے</p>	<p>کہینچا گلاب یہ گل باغِ بہشت سے سجدے کیو بتوں نے نکلا کُنشت سے سمجھے کوئی طبق او تر آیا بہشت سے اک حرفِ کم ہوا نہ مری سرِ نوشت سے آدم اگر نکالے بنائے بہشت سے دریا کو سینڈ ہون کو ہوئی ٹکر بہشت سے آئینہ خانہ گہر ہے مرا سنگِ خشت سے ناقوس نے صدا نہ نکالی کُنشت سے دو رخ کی سیر دیکھ ہے تہی بہشت سے مقصود وہ ہے کامِ نہیخِ بَہشت سے بتِ تیلیانِ نہیں جودہ نکلا کُنشت سے</p>
---	--

۱۲	عاشقِ سوالِ وصل نہ لکھنا تھا یا رکو محبوسِ نامہِ بر ہے خطا کی نوشت سے	۱۶۶
----	--	-----

<p>نکارِ انجام کہ راحت کی تنہا کیجے نقدِ دلِ مفت نہ یوں انیشیہ بد لایجے دو دہچانِ دل سوختہ کو دکھلا کر گوشِ زدا پکے کا لون ہی نہیں کان ہوا سبزہ خطِ سولہ لعل ہے نورِ رخ سے</p>	<p>چار دنِ زینتِ ہوا عرصہ میں کیا کیا کجی مول لیتے ہیں اگر زلف کا سودا کجی بل کر دی کاکل پہیچ تو سید لایجے آنکھیں اس مرتبہ بین شوخ کر دیا کجی دیکھیے آپرینِ شکل تو مینا کیجے</p>
--	--

<p>ٹھہرے مانیو چہر آئیے کہنا کیجے کوئی جادو کوئی افسون کوئی لٹکائیجے باغ میں آپ اگر بندہ قباوا کیجے کہتے ہیں دزدخا کو مر سے پیدا کیجے آنکھوں کی تیلیوں میں اونکو لپی جا کیجے صبح صادق کو ہی دعوا اوسے جو ٹایا کیجے</p>	<p>ہم مٹاؤ کی قسم کہا میں گے چٹائیے گا وحشی چشم فسون ساز نیون ہونگی رام گل قبا چاک کرے دیدہ زگرس ہوندا اوڑ گیا رنگ خدا ماتہ کے بوسے جو لیے سات پردوں میں چھپاؤ کو اگر جی جائے رخ سوسیدہ کو او لٹے تو سفید ہو جائے</p>
--	---

۱۶	صاف اوتر جائیگا غیروں کی نظر سے عاشق آنکھ سیلی نہو تیوری نہ چڑھایا کیجے	۱۶
----	--	----

<p>وہ غولشہ حسن میں چور ہے تری آنکھ سے چشم بد دور ہے مرے زخم کا تازہ انگور ہے مرا دل نہیں بیت معمور ہے سکندر کا دل جان فغفور ہے مجھے زخم کہا نے کا ناسور ہے پری ہم نبل ہے کبھی حور ہے سمجھتے نہ تھے کل کا نکور ہے یہاں شمع کا نور کا نور ہے سماعت ترے کان سے دور ہے</p>	<p>نہیں حاجت آب انگور ہے یہ ابرو میں دو آیت چشم زخم وہ صیاد میکش نہ پھر تاک لے مری فکر خالی نہیں فیض سے وہ آئینہ رخ وہ چین چین کہنچی تیغ جب مرا جھک گیا حسینوں کی صحبت میں ہوں اچن بکھا لو بہت بات میں بات آج عجب ساق سیہیں کی ہے روشنی محض مچ کے چلکے کتا ہوں مین</p>
---	--

وہ زلف سیہ اور وہ ابروی یار چڑک دی ہوا نشان تار و نہیں تری سر دھری کا خبہ روح ہوں ور و بام کرتے ہیں کسب ضیا ترا روئے رنگین جو ہے باغ خلد	شب قدر ہے بیت معمور ہے شب وصل بھی کا کل حور ہے مرے زخم پر مشک کا فور ہے جد ہر دیکھو آئینہ نور ہے تو پتلی ہر اک غرنے میں حور ہے
--	--

قیامت میں عاشق ہے امید وصل ۱۰	۱۶۸	مسلمان ہم ہیں جو وہ حور ہے
----------------------------------	-----	----------------------------

دل پر جو نقش نام جناب امیر ہے بیٹھا ملائے عکس رخ یار تیغ پر طینت کی بھی صفا کو پہ صحبت میں کیا اثر روئے سو اور آگ بھڑکتی ہے جسم میں وہ زار ہیں اوٹھایا جو بستر سو یار نے دن رات یاد ساقی کو فر میں ست ہیں برسات ہجر یار میں سامان قتل ہے اہل فنا سکوت میں ہیں سبے خبر نہیں امت کی عمر خوف ورجا میں گئی نہ کیوں	یہ نقش بند مذہب ناجی فقیر ہے جو ہر کا جوشان ہوا اک راہ چیر ہے جو اپنا آشنا ہو وہ روشن ضمیر ہے آہک سو کیا بدن کا ہماری خمیر ہے بازو ہمارا ہاتھ کی اوکے لکیر ہے زاہد ہمارا جرم شفاعت پذیر ہے شمشیر برق ہے تو ہوا مثل تیر ہے معدوم خفتگان لحد کی نفیر ہے نام رسول پاک بشیر و نذیر ہے
--	---

ابر و کمان کے ہجر میں عاشق گملاہن ۲۰	۱۶۹	ہر ایکے ونگٹا تن لاغیر میں تیر ہے
---	-----	-----------------------------------

اگر منم تری شالی قبا ہے
 چمن ہے ابر ہے ٹھنڈی ہوا ہے
 تعجب سے رقیبون کو اوڑھی پوش
 سر اپنا کیون نہ پوڑوں مثل فراد
 ہر اک گل جام ہے ہر غنچہ بوتل
 بلا یا شوق نے اوس سبزہ رو کو
 اسید نامہ نے لی جان آخر
 بدن میں استخوان باقی رہے ہیں
 ہوا سبزہ چمن کا پہلے پا مال
 بلا تے ہو خطا ہوتے ہو آپہی
 منم رکھ لو نگا سنگ صبر دل پر
 نشانہ بن گئے تیرے مژدہ کا
 مژدہ زلف پریشان خال ابرو
 کدورت دل کی نکلے وصل ٹھہراو
 پیسے ہم جان کر زلف سیہ میں
 خرید امرغ جو ہے مرغ زرین
 ننہیں کا کل میں تیری شانہ علاج
 بہا اشکون سے تن کوئے منم کو

سر سے تن پر نشان بوریا ہے
 خفا ہے وہ منم قسم خدا ہے
 بند ہی اپنی دہان ایسی ہوا ہے
 جسے دیکھا وہ اک شیرین ادا ہے
 چمن میں بادہ خواری کا مڑا ہے
 دل مضطربین جذب کمر با ہے
 مرا لکھنے کے قابل ماجرا ہے
 مصاحب آج کل اپنا بہا ہے
 یہ آمد کا تمساری دہد با ہے
 تمہاری مہر بانی میں وفا ہے
 خدا حافظ ہمارا ہی خدا ہے
 کمان ابرو کو دل دینا خطا ہے
 جسے دیکھا وہ اک کالی بلا ہے
 تمہیں ہم سے ہمیں سے گلا ہے
 جوانی کی جہالت ہی بلا ہے
 کبوتر اوسنے جو پالا ہوا ہے
 کف موسیٰ میں ثعبان عصا ہے
 مری کشتی کا طوفان ناخدا ہے

رقم گزتا ہوں خط اک گلبدن کو صریر خامہ بلبیل کی صدا ہے

۱۷۰ مدد کو بس ہے عاشق ذات حیدر
۲۴ مرا مشکل کشا حاجت روا ہے

سہل تھا حکم خدا حکم پیسہ جانتے
دل چار اہلۂ مین لیتے اگر اسے بیوفا
صل لب کو جب کہا وہ خون کی پیاسی ہو
زہر کی باتیں تمہاری ایک دن سنتے اگر
مرے دم افسوس سننا یہ بھی نہ لکھایا کو
آتش رنگ خنا کو تم دکھا دیتے اگر
زاہدون کو سرین بھی ہوتا اگر شوق تیرا
چاندنی مین میرے رونو کو اگر تم دیکھتے
دل کا آئینہ کہ ورت سہی اگر ہوتا بری
سجڑی دیکھی جو دیوانوں کی لاکھوں کیا حصول
تجربہ حاصل ہوا تب تیرے نومہلت ندی
وصل کا وعدہ اگر کھلا کے کرتے انجمن
زیج ہو جاتے اگر دو چار ہم سے بگناہ
سر حقیقت کا مجازی سہی اگر کہلتا ہمین
پہلے مر جاتی جو کہلتی ہے ثباتی عمر کی

ہم تکرار کو بتوں کے خاک پہ جانتے
سہو تھے پہر آپ کو سر و صنوبر جانتے
آبرو جاتی اگر دانتوں کو گوہر جانتے
آب حیوان کا اثر اوٹا سکند جانتے
کاش شہباز اجل کو ہم کبوتر جانتے
ہاتھ کی مچھلی کو ناواقف سمند جانتے
پہر تو یہ دوران ہر کو دور ساغر جانتے
چادر مہتاب کو پانی کی چادر جانتے
اپنے دشمن کو بھی ہم اپنا برادر جانتے
آپکا سایہ ہوتا تو پیسہ جانتے
حسن صورت جسمین پانی ہم تھکر جانتے
قنبل کو آپ کے قند کر جانتے
قتل کرنا خنجر ابرو کا جو ہر جانتے
سنبل پرچ کو زلفون کا ہر جانتے
زندگی دو روز کی مرے سی بدتر جانتے

<p>گرمیان کرتا جو خجاری میں وہ نیک پری دو سا غمیں ہمیں ہی غم اگر کرتا شریک میرے گھر میں رکھ کر سڑک جو لگے تیرا اگر دوب جاتا دل اگر روز میں اے بحر فنا ہم وہ ہیں اندھیرے ہی ہوتا جو آنکھوں کو تلو دولت و تیاہی دون اپنی تقدیر میں نہیں تیرہ روزوں کو جو اسے سہل ہو جاتا دوب جاتے ضعف میں رو کر مال کا پر</p>	<p>جام کو کو آفتاب صبح محشر جانتے سر پہ اتار کر دش تقدیر کیونکر جانتے یکے سر پر او کو تحریر مقرر جانتے کشتی عمر روان کا او کو لنگر جانتے کیچلی کو سانپ کی زنت معبر جانتے رتبہ اکسیر پارس خاک چھ جانتے آپکا خال سیہ طالع کا اختر جانتے قطرہ اشک ندامت کو مہند جانتے</p>
--	---

۱۹	<p>ابو ہم یا تو ت عاشق جانتی ہیں ہونٹ کو منہ لگاتے بت رقبوں کو تو چھ جانتے</p>	۱۷
----	---	----

<p>انگلیا پیٹی وصال میں کپڑے نکل گئے باو صبا نے پردہ رخ کو اولٹ دیا سرمہ لگا کے اپنے اندھیر کر دیا سینے پر انکو قتل بین رخ پاک پر نہیں غیروں نے کس لباس میں پہلی عیار کو دیکھا جو بندہ روزن دیوار یار کو کسجا اونہیں قرار ہے سیاب کی طرح مشکل پڑا اس وصل میں لانا مسکان تک</p>	<p>پالا پٹا کسی سے جو یہ پان گل گئے بند نقاب شعلہ عارض سو جل گئے مہندی ملی تو میرے کلچر کو مل گئے منہ کی مفا سو خال کو دانے پیل گئے قطع اسید وصل جو جب جوڑ چل گئے اشکوں کے ساتھ آنکھوں کو ڈھیل چل گئے آغوش میں جب آئے ہمارے نکل گئے ٹھہری جہان وہ راہ میں ہشی چل گئے</p>
---	---

<p>کیا ہم گمیاہ خشک ہیں اس باغ و بہرین شکل پڑی جو یار جو نازک مزاج ہے گردش میں پیر چرخ کی جو آگیا جوان پیری جو آئی روپ رہا کس حسین پر آہوں سے میری کورہ زرگر ہو افلاک گو بجنے کماٹی ترک ملاقات کی قسم حسن بلج یار کا کیونکر نہ شور ہو ڈیوڑھا ہے حسن یار کا یوسف کے حسن باقی نہیں ہے کوئی گہنگار آپ کا مقتل میں تیغ یار سے اک زلزلہ پڑا</p>	<p>ہو نکو سے اور گئے ہیں جگہ محل گئے نالہ نکل گیا تو ہم آپ ہی دھس گئے تھکے کی طرح زلف کو سب بل نکل گئے جو بن ہی دو پہر کی طرح صافٹ ہل گئے چاندی کی طرح چرخ میں تارے گہل گئے چکنے کلام آپ کے سنکر ہپس گئے انگلیا کے پان صاف پسینو سو گل گئے ایک آدھ ایسے نور کو سا پنچو میں ڈل گئے جن جنکو پہا سنسی دی تھی بدن کو گل گئے گو پانون سے زمین مٹی ہم نہ ٹل گئے</p>
---	--

<p>۱۴</p>	<p>۱۴۲</p>
-----------	------------

<p>نقاب یار رخ آفتاب ملتا ہے نہ رخ سے آئینہ آفتاب ملتا ہے ترکین آپکا اونکا شباب ملتا ہے قیام خاک کرین گھر خواب ملتا ہے یہ وجہ ہے جو دہن لاجواب ملتا ہے جو یار پاس ہو تو لطف خواب ملتا ہے</p>	<p>کسے فروغ رخ لاجواب ملتا ہے نہ اوسن نگاہ سے تیر شباب ملتا ہے کمال نقص ہے دنیا شال یوسف سے عدم میں دہرین مرقد میں جا کو ہم پہر آئی کلام کر نیکیا بت کو نہیں ہے حکم خدا شب فراق میں نیند آئے خاک محل پر</p>
---	--

<p>ہر اک مسافر پا در رکاب ملتا ہے رہین جو سپرخ میں ہم آفتاب ملتا ہے سمجھ کے کیا دل خانہ خراب ملتا ہے ہر ایک عذیبہ سے ہلکوا جواب ملتا ہے ہمارا اوسکا بہت پیچ و تاب ملتا ہے مزارین بھی نہین لطف خواب ملتا ہے مرغین چشم کو جام شراب ملتا ہے دلمان گور سے کسو دہاب ملتا ہے خم فلک سے خم آفتاب ملتا ہے</p>	<p>نہین قیام کی کوسرے فانی میں نقاب رخ سے اوٹا تو بہن گرد پیر نو سے تبون سو کچھ نہ ملیگا سوا سے بچ والم سوال عہد جوانی جو دل سے کرتے ہیں فراق زلف ساسل جو بل مقدر کا ملیگی دیکھیے کس دن حساب ہو فرست کیا علاج موافق ہمارے ساقی نے مسافران حاکم کی خبر ہو خاک بہن شفق کو تا کتنے رتو بہن جو پرست ام</p>
---	--

۲۸	<p>اگر وہ دیتے ہیں گن گنگے گالیان عاشق تو لطف دل کو مرے بھیاں ملتا ہے</p>	۱۴۳
----	--	-----

<p>زلفین چشمن تو دنگو ستار و عیان ہو قصر بدن میں دیدہ ترنا و وان ہو تحریر سر نوشت سی ہی سرگران ہو ساتون فلک حباب کی صورت روان ہو چہ بدن کی سو کہ کو سب آنخوان ہو بیمار اپنی عکس کی صورت نہان ہو رنگ روان بنی جو کہیں مجھ ملپان ہو</p>	<p>نکلے جرات کر تو کو اکب نہان ہو اٹھایہ بھرا شک کہ دریا روان ہو ہم خط کے انتظار میں یہ ناتوان ہو سینے میں یہ عروج ہوا بھرا شک کو چمنے اوٹا میں جبر صنم میں یہ سختیان پریش کو جب رہا تو وہ خورشید رو گیا دشت میں اضطراب کی تاثیر دیکھ لی</p>
---	--

تھا اشتیاق کو چہ قائل جو وقت مرگ
 گردش ہو اوج اختر طلع جنون میں ہے
 سوز فراق غیرت یوسف نے جان لی
 طاقت و دست و پاکی دیازیت عین اب
 راحت دل نثر سے فغان روح سو بدن
 گردش رہی حیات میں مگر مہوا فشار
 مہلت ملی نہ سیر جان خراب کی
 چورنگ کر کے جاؤ تو صد نہ دل اوٹھا
 وہ نخل نامراد تھے ہم باغ و ہر میں
 بل سن کا بڑا جو وہ گیسو ہو دراز
 اسی پر چرخ ضعیف تھا اپنے نصیب میں
 جس سے چٹے نصیب ہوا پھر نہ اوس سے مل
 نجسے جو گفتگو تھی وہی ہو قریب سو
 کیا جذبے ل کا زور بڑا شوق قتل میں
 انجام پر یہ روئے کہ سب دفتر عمل
 وہ مبتلا و غم ہوں کہ دیکھا جو آئینہ
 طول شب فراق سو گم گم گل کے جان ہی
 پچھائے مرنے سے خالی چہا کو آپ

ہم چل سکے نہ ضعیف ہو افسور وان ہو
 چمکا جو داغ دل تو فلک مہربان ہو
 جل کر شریک گرد رہ کاروان ہو
 مگر کبھی ہم نہ چاہے کہ کا نہ ہو روان ہو
 کیا کیا نہیں کہیں سو خالی مکان ہو
 جو زمین ہوئے ستم آسمان ہو
 شب کو سرا میں آئی سحر کو روان ہو
 رخصت کے چار حوت نہایت گراں ہو
 سو کے جلے غبار ہوئے راگیاں ہو
 آخر بلاے جان تن ناتوان ہو
 کیوں نہ کہی کہیں گوئی ہم بھی جوان ہو
 ہم نقش پای راہ رو کاروان ہو
 دلچسپ جو کلام تو وہ جانستان ہو
 پیکان تیر حسیم میں اگر سنان ہو
 ڈوبے مٹے خراب ہوئی راگیاں ہو
 مجھے سوا شبیہ کے افسور وان ہو
 آخر نصیب زلغ نہر سے استخوان ہو
 رنگ اور گیا لہو کے جو افسور وان ہو

بیتین کہیں عجیب کہ دریا بہا دیے
مکو غزل کی جیت میں آسودگی ملی
میں زبان یار میں شب اللسان ہو
کب اس زمین پر ستم آسمان ہو

عاشق بہانہ رنج کا منظور تھا اونہیں
دل میں رکے وہ جب مری آنسو روان ہو
۱۶۴
۴۰

جیش ہوئی ابرو گولب یار سو پہلے
کسکا ہے عیش آٹھ پہ راہ عدم کا
آئے ہیں عیادت کو تری چاہنودا
عاشق کا یہ درجو کہ نکلتے نہیں گھر سے
منظر تھا یوں رنگ خاں ہمکو دکھانا
حیرت ہو ملا دماغ جو سر کار جنوں ہو
اٹل ہوے قتل کہ حسرت بھی نہ بھلی
وہ نون طرف انار محبت ہوئے ظاہر
عاشق سے چڑاتے ہیں دم قتل فطر کو
سودا ترے کوٹھے کار با چار پردن
چہر چا تھا ترے عارض گویہ کا از آن
پہو لون سے نہ کچھ لطف شب و ہل اوٹھا
کاہیدہ ہوں ایسا کہ جو صحران کا گواگ
انہ ہیرے کہتے ہو کہ دل کسے خیرایا
تو اوارنگا بیٹھے وہ تکرار سے پہلے
یا چار سے پیچھے گئے یا چار سو پہلے
دربار بار اہو اس کار سے پہلے
وہ جہان کتے ہیں روزن یوار سے پہلے
دل پس لیا آپ رنما سے پہلے
طرہ یہ عنایت ہوا دستار سے پہلے
پوچھا نہ تھا کو گنگا سے پہلے
بیار ہوئی آنکہ دل زار سے پہلے
کیون تیر لگاتے نہیں تو ار سے پہلے
اور ترانہ یہ بن سایہ دیوار سے پہلے
مشور تھے یہ صحف و زار سے پہلے
بو آئی پسینے کی مجھے مار سے پہلے
جل جاسے مرا جسم خس و خاشاک سے پہلے
تحقیق کرو گکیو طہر ار سے پہلے

ڈرے نظر بد کا جو گلگشت میں بے گل
 ہن تیز لڑکپن سے اوس برو کو اشارہ
 غصے کی ترقی میں نزاکت سو یہ سچ
 تیرون سومے زخم بدن ہو گئے گویا
 پنس جا بیکایہ طائر دل زلف میں
 میں مستعد قتل در صلح ہوا بند
 اس رشک ہو کہ آتا ہوں میں لنگہ کاڈ
 سوز پ فرقت نئی وہ کہلائے تماشے
 جام مے گل رنگ کہی منہ سے نہ چھوٹا
 تم وصل میں خست کا تصور بھی نہ کرنا
 پہلو کوئی سوچے نہ کچھ انجام کو دیکھا
 صرصر سے نہ مطلبے نسیم سحری سے
 دیکھتا ہوا غیار کو سودا تری در کا
 لگا جو لگانا ہے تجھے جامہ درمی کا
 شیرینی گفتار کا ہم لطف اوٹھاتے
 جان او سنے طلب کی تو کہا جسم فرخ
 منظور ملاقات ہو بلو امین گے در پر
 پردیسی جو نکلے تو ہو سب کو عزیز آپ

نرگس کو نکلاویسے گلزار سے پہلے
 تموار میں تھی بارہ قدیار سے پہلے
 بل کھاتی ہیں زلفین کمر پار سے پہلے
 بیکار دہن تھے لب ہونہار سے پہلے
 لیتا ہوں شگون زلف شہار سے پہلے
 کہلاو ایسے تیغا کمر پار سے پہلے
 جاتی تھی ہوا رخسہ دیوار سے پہلے
 گھر ہونک دیا آہ شہر پار سے پہلے
 ساغر سے رہا عشق لب پار سے پہلے
 دم تن سے نکلیا جے گا اظہار سے پہلے
 حاضر کیا دل کو طلب پار سے پہلے
 چھوٹی ہوئی جو آئے تن پار سے پہلے
 ڈرتا تھا بہت سائید دیوار سے پہلے
 بان دست جنون دامن کسار سے پہلے
 بوسہ نہ عنایت ہوا تکرار سے پہلے
 دل مانگا تو نکلا لب ہمار سے پہلے
 آنکھیں جوڑیں رخسہ دیوار سے پہلے
 یوسف کو ترقی ہوئی بازار سے پہلے

کس طرح رہ خط سو مردل میں معافی باقی تھی شب وصل کہ موت آگئی محاکو میری شب فرقت کی ندیکی تھی سیاہی کیا کیا نہیں دیکھی اسنین نگوں سے تباہی دنیا کی نہ ڈرتے کسی فتاد سو احوں پیچ غیرت تو یہ کہتی ہو بلائے سے بھانا اک آدہ گٹری اور نہ باندھیں وہ کمر کو	جیاتی رجبی آئینہ رخسار سے پہلے تقدیر پہری ہو نگہ یار سے پہلے گمبہ وہ لڑاتے تھے شب تار سو پہلے آباد یہ گھر متا قدم یار سے پہلے لیکن جو نہ گرتے نظر یار سے پہلے دل کہتا ہے چلیو طلب یار سے پہلے رخست ہو ہماری سفر یار سے پہلے
---	---

۱۹

عاشق فر محبت میں عبث جان کو کہو یا
واقف نہ ہو عشق کو اسرار سے پہلے

۱۷۵

گھر جلا کر سیر دیکھی آہ آتش باری ماری ہو زخمیوں کو زہر چشمی یاری ضو چراغ طور میں ہے شعاع رخسار کی سخت بابتیں وصل میں سنتا ہوں اس یاری سہل ہے اوڑ جاؤ گردن مجھ نجف نزاری فکر ہو بیجا بہا کو استخوان زاری دل کو سودائی بناتی ہو پلا رفتار کی ایک شب کرے قمر تقلید روی یاری چاہی رونق شادین سمر کو بازار کی	بن گیا نالہ مرا آواز موسیقار کی ہو دہان زخم میں صدمت دہان مار کی برق میں ملتی ہو کچھ صورت خرام یاری سوم کر دیتی ہو گرمی شعاع رخسار کی نا تو ان ہوں محکوک کافی ہو ہوا تموار کی جسم سوزان ہو غذا امرغان آتشخوار کی کم نہیں ساؤ سے کچھ پرچائیں قد یار کی چاندنی آٹھون پر ہو چاند سو رخسار کی اسے ہیں یوسف خریداری کو میر یاری
--	--

<p>اونکلیون میں شکر کل ہو خار سیر دیوار کی عمر طولانی نہیں ہوتی غریب آزار کی جسم کیا پتلی ہو چشم روزن دیوار کی تار پر گرتی ہے بجلی برق سو خسار کی سو گئی کس طرح قسمت دیدہ بیدار کی کمکشان بنتی ہو ٹی زخم داہن دار کی کشتی راتین کٹ گئیں آنکھوں میں استیاری کی آنکھ رہ پاتا نہیں مین روزن دیوار کی بند آنکھیں موت تھوڑی تری چار کی</p>	<p>ہاتھ محرم تک گیا تقدیر سے مجھ زار کی سخت جانی سو مری تلوار ٹوٹی بار کی عمر گزری جہاں کتے مجھ تیرہ بخت زار کی کیون نہ پڑتی ہی نظر جلجاو محو یار کی اب نظر آتی نہیں کیا وجہ صورت یار کی ہو تسلی مانگ کر دیکھو سو مجھ افکار کی کیا بلا ہو یاد چشم سرمہ گین یار کی پھر گئی جب نگاہ طفت میری یار کی پاؤں کا کمکشان دیکھیں نہ صورت یار کی</p>
---	--

۳۳

اک غزل نو طرز عاشق کہ کے نذر یار کی
 تحفہ اجاب کو پرفکر ہے اشعار کی

۱۷۶

<p>بچلے گھر گرنے سو مٹی گرتی ہے دیوار کی سینہ کسوزان ہو بھٹی خانہ خمار کی دو مہینے تک نہ اوسنے آنکھ سے چار کی نگہیا آئینہ یہ کسب صفا سے یار کی سنتے ہیں دو چار کی سنتی نہیں چار کی زخم کی صورت ہو میری دیدہ خونبار کی فصل گل کی طرح آتی ہو سواری یار کی</p>	<p>بخت دل گر خرابی لائی جسم زار کی فصل گل میں اشک کو بدو ٹپکتی ہے شراب کی دو ہلال ابروی دلدار دیکھے ایک وز کی ماہ کامل میں نظر آتا ہو قرص آفتاب کی عاشقوں کا شور زیر قصر ہے آہون کی ٹانگے و چراغ اسکو بھی لہور کتنا نہیں کی رونق گلزار عالم ہے مرا گل سپرین کی</p>
---	--

زخمی تیغ نگاہ چشم کا فرکیش ہوں
 قتل ہونے سے رہیگانام مجھ جانیاں کا
 سنگ سارا موت ناکر بخون مادر زاد کو
 آہ آتش بار ہو صحرابین ہو وحشی کا امج
 خار صحر اکو مری خون کھٹ پاکی ہے جاٹ
 بس کہ ہوں مجروح شمشیر نگاہ سبزہ نگ
 اسی ستمگر عنفوت کیونکر ترسے مداح ہوں
 بکیسوں کی آہ سوزان کا نہیں ٹٹا اثر
 زہر مجھ افکار کو ہے الفت فرکان
 یاد کی ہو برق فر میری دل مضطر کی پال
 بسل تیغ نگاہ ناز بچنے کا نہیں
 شوق آتش ہو آنکھیں ہو گئیں مینا دل
 روز چڑھ جاتا ہرین پوچھے یہ بام یار پر
 دیدہ مشتاق کی صورت سراپا داغ ہین
 صحف خسار ساقی کا ہوا حافظ قریب
 کاش کہ قاتل نے سر کو دل کو بھی ٹکڑا
 رشتہ گیسوی چچاں ہو نہیں ہستی نگاہ
 اہل ل کو درد دشمن کا بھی ہوتا ہوا مال

چاہیے جراح پی رشتہ زنا رکی
 آبرو اپنے لیے جو آب اوس توار کی
 سخت جان ہوں پرورش ہو کھنسا رکی
 گرد اپنے فوج ہو مرغان آتش خوار کی
 ہو کھٹ پاکو مزا کاوش کاناوک خار کی
 زہر ہو زخموں کو چٹی مرہم زنگار کی
 ہو زبان تیغ کی خواہش لب سوار کی
 ہٹیاں بنتی ہین مٹی ہو غریب زار کی
 ہے دہان زخم مین بتی زبان مار کی
 کرتے ہین تقلید تارے دیدہ بیدار کی
 چڑ گئی ہے زخم پہلو مین چمکے ار کی
 نگلیا ہو آئینہ ٹٹی نگاہ یار کی
 کاش ملتی کھجکومت سایہ دیوار کی
 سر ہو پانکٹ شکل ہوں مین حسرت دیدار کی
 سیکدی سے یوں نکالی روح مجھ میوار کی
 بعد میری آئی نوبت میرے ماتم دار کی
 چشم کو سودا ہوا عاشق ہو تیلی تار کی
 خون دل پتی مین لالے تشنگی ہو خار کی

خوبی حسن جنم کو برہمن کے دل سو پوچھ نشہ کی شدت سو یہ ہلکی نگاہ چشم مست ایک نور من کو کھینچا ایک نور انکھیں کے کمان گل گزرنے کا عزم نہ تھا بلکہ گناہ کا عیب	چشم لبیل سے ہمیشہ سیر کر گلزار کی جام کے دھوکے میں پانی آنکھ جیسے خار کی انفص یہ نرس کا دیکھا وہ محبت خار کی کاٹ لیگا باغبان قنچی تری ستار کی
---	--

۱۷۷	جن اوتار دیوین بہت میٹھا ہوں زیرِ قصر یار فکر ہے عاشق مجھے اس سایہ دیوار کی	۲۰
-----	--	----

بارش اوس بت کہ نہ آنیکا سبب تھی ہے انہیں دھڑکون میں گزرتی ہی درجائان سوت اگر آؤ تو ہوں قید بدن سو آزاد صبح کو واسطے کیا کیا شبِ فرقت ٹپے کثرت دشتِ نور دی ہی یہ مجھ وحشی کو جوشش گریہ سو پڑتے ہیں گل وین پسند ای پری وصل کی خواہش کا سبب مجھ سے صبح کو شکل نہ پہچانی کسی نے میری بادشاہوں کو بھی ہر آئینہ روئے کا خیال جب پڑی تیغ نگہ صاف کیا دو ٹکڑے فرقت آتش خسار سے رہا ہے بخار کچ کلشن سو ملا کلشنِ جنت کا سرخ	وہ نگہگار ہوں رحمت ہی غضب ہوتی ہے کون محروم رہا کس کی طلب ہوتی ہے دیکھیں کس روز فقیروں کی طلب تھی ہے کوئی اتنا ہی نہ کہتا تھا کہ اب ہوتی ہے روح مجنون کی بھی امداد طلب تھی ہے رسن زلف جو وحشت کا سبب تھی ہے خلقت انسان کی آرام طلب ہوتی ہے شبِ فرقت کی مصیبت ہی غضب تھی ہے خواہش سلطنت ملک طلب ہوتی ہے قتل کرتی ہی تو انصاف طلب تھی ہے عارضی اب ترے بیمار کو تب ہوتی ہے ایک شو ایک کا عالم میں بدیہ تھی ہے
---	---

نور دندان ہو بیاض سحر حسن صبح دج کر تہ زین سحانی کے بدستے تو کرین کرتی ہر فرط عنایت نبھو ایسا محبوب ہو نزاکت کو سبب کم سخن او س گل فی خواب میں بڑا دبی کا جو میں کرتا ہوں خیال مقد فریاد میں منہ کھول کر بجاتا ہوں رنگ اوڑ جاتا ہو فریاد سے کیا گرد و نکا	شفق شام مسی سرخی لبختی ہے سنگے بیمار کو ایذا نہ تعب ہوتی ہے دست رد میری کیو صوت طلبتے تی ہے رنگ اوڑ جاتا ہو جب بندش لب ہوتی ہے او کی تصویر تصور ہی غائب ہوتی ہے زلزلہ آتا ہو جب بندش لب ہوتی ہے صبح ہو جاتی ہو جب ہجر کی شبختی ہے
---	---

۱۷۸	عاشق اسطرح کی ہوتی ہو زمین کیا مرغوب جی بھی لگتا ہے اگر فکر طلب ہوتی ہے	۲۲
-----	--	----

سبب ال وصل میں انکی زبان پر آج تک کل ہو نہال باغ حسن ناز ہو خلقت میں چل پل کے کیو قتل کیا مہنے کیا سودا کیو کیو میں گنگر میں اوٹہ آیا ہوں وہ شہر میں سفین تریدو انی کا ہو عرس کیا جلسے میں مرقد پر چڑیا آتا ہو یہ پانی ہزاروں ڈوبو جاتی ہیں نہایت لطف ہو ریسات میں جحر نور دی کا رقیبوں کو ہو لطف زلیست صحبت میں داخل ہیں محبت کیوں جتا تو ہو بنا کر زلف چپان کو	ہماری عمر کو آخر ہو او نکور روز اول ہے ابھی نادان ہو جو بن کی آمد اوٹھی کو پل ہے ہماری گل کو دین کی وہاں نرات کو نفس ہے نہ کنگھی ہے نہ چوٹی ہے نہ مستی ہے نہ کابل ہے اکھاڑا راجہ اندر کا پریر دیو نکا دنگل ہے وہ اوتری ہیں نہاں کو عجب بیا میں پل ہے کچھ چاہی ابرا کا نگیر و سبزہ فرش مغل ہے تمہاری آگ و مردوں میں ہو جو آنکھوں میں پل ہے پہنسا تو ہو بیکٹیر میں تمہاری تباہی بل ہے
--	---

<p>اگر ہوسو اس تو کھو تو لو ہم اپنی آنی ہین وہ گریبان ہون پڑی ہتی ہتی ہتی ہتی ہتی ہمارا قتل زیب تیغ ہو سودا کا کل مین زبانین خشک تر ہو جائیگی کانٹوں کی سی ہمارے قتل کی شادی ہو اوس بوجھ کو گھر مین لہو کو قطرے آنسو مین نہایت رنگ دتو ہین نظر آتا نہیں موجود ہر چشم تصور مین شب تاریک ہوا مین بیابان گرد افست ہوا گندہ ہوا نکاسر کیونکر ملاو راہ گنگہی کو نہین دنیا کو گرم و سرد کا ڈر ہو دور آن اثر تسخیر کا جاتا رہا ہے نقش عامل سے لیو پو جو ہنویٹ مین باتین نہیں بچتین</p>	<p>لبو پر دم ہو کیا سوچیں شہنشاہ کی شکل ہے سکات تالاب ہو دروازی پر پانی ہو دل ہے یہاں خون سیہ ہی نیرہ جو ہر مین کا جل ہے ہماری پاؤں کا ہر اک پانی کی چاگل ہے بہت چا پو دی ہین خون میرا جیو مندل ہے گل مین اپنی طفل اشک کی عنوان کی ہے وہ بہت تلی کی صحت ہے آنکھوں اور جہل ہے جنون رہی ہو کاٹھو فرش مین بالیکی شعل ہے اگر چٹا شب تاریک ہو موبان بادل ہے ہوا کی سرد زلزلہ رنگٹوں کا گرم کھل ہے پریر و اوسکے تاج مین جسے نہا مین بیل ہے گھر پانی تری چاہ ذوق کا یا رہو جہل ہے</p>
--	---

۱۴۹	رقیبوں کی نبی ہو ذلتین دینے کے ورپے ہین کرد عاشق حذر اب نگ صحبت کا بدل ہے	۱۴۸
-----	--	-----

<p>پر گھر کو تم قول سو عاشق پہلا کیونکر ہے آئین چکر جوش جوش مین اگر قیدی ہی ہون جام ہو اور آئے ہر وقت پیش یا رہے آئینہ رکھو نہ چشم فتنہ پرور کے حضور</p>	<p>سرنہ قدموں ہو ہٹو گو حلق پر خنجر ہے ہم اگر شہین تو آنکھوں مین ہماری گھر ہے دور دور جم ہوا پر نخب اسکندر ہے سوٹہ جادو کی کہین اوٹھی نہ ہنسنا ہے</p>
---	--

<p>جستجو میں اوس بت بہ جانی کی گھر گھر ہے دست شرکان میں لیو ہم شک کی گھر گھر ہے برسون جنت میں جہنم میں لیو بستر ہے غیر پر ہی آپ اگر غصے ہو ہی ہمپر ہے ہمیں وفادار آنکھ تیری سامنو کیونکر ہے آستین میں ہم لیو طوفانِ چشم تر ہے غیر ممکن ہو بدن سے جان پر جا کر ہے رات دن خورشید تابان ہم لیو سر پر ہے آ کو در تک ہ خیال کی پھر ڈر کر ہے</p>	<p>چہان ڈالی خاک دیو کعبہ و کسار کی کوئی دنیا میں ملا گا بک نہ جنس عشق کا پاؤں پیدلانے کی جا پائی نہ مرقد کے سوا ختم ہوتا ہے ہمیں پر آپ کا سار غضب ذبح ہو جائیں بدن و دم کھنکھو کا نہیں واہ ری طالع کہ نخل آرزو مر جہا گیا یار کو گھر سے قدم باہر نہ رکھنے دیجیے دفع سودا اور چمکا آتش خسار سے وصل کی شب تیرہ سختی بڑھ گئی قسمت پری</p>
--	---

۲۰	<p>ایم پری نقش قدم عاشق کا نقش حبیب چشم افسونگر کے سودی میں اگر اوٹ کر ہے</p>	۱۸۰
<p>مسرور ہوں صدحو اوٹہ بندہ کی سوال کے ایذا اوٹھائی مان فی تمیون کو پال کے ابرو کی بوسے لون تو کہی بوی گال کے مرقد میں آئے سانپے بانین نکال کے قربانیوں کو حلق بھی علقو ہین جال کے پھر پاؤں میں چھو لیے کانٹو نکال کے سمجھا چڑھائے یار نے تیرے ہلال کے</p>	<p>ہانگیں جو وہ توفیق و ن کلیجہ نکال کے زخمی صدق ہو لیکے موتی نکال کے دوہنفتے ہوں نصیب اگر دن وصال کے مر کر بھی یاد کا کل جانان عذاب ہے کوئی پھر انگنջ شہیدان سے آپ کے اسد رجبہ دل کو لذت ایذا سے نو ملی دریا میں عکس لبرو سے جانان کو دیکھ کر</p>	

<p>سیراب میری آنسوؤں سے دشت اگر نہو قاتل سے مانگتے نہ کہی جز زبان تیغ وحشت میں بحر و برسی نکل جاؤں کس طرف سیلاب صید گاہ ہجوم شکار سے سجدوں میں بھی خدا کو یاد تباں رہی تا صبح کا شے شب فرقت کو جاگ کر رکھنا قدم نہ باغ میں او غیرت پری لذت خلش کے ساتھ نہ تو مزا نہیں ہو تند باد آہ میں پیاں غبارِ دل دیکھا جو میں نے بند در قصر یار کو ہو آفتابی جو سپر اوس آفتاب کی میں نوا کاں مانگا تو غصے میں رہ گئی</p>	<p>رہ جائیں کانٹو خشکے بائیں نکال کے ہوتے دہان زخم جو قابل سوال کے دوڑیں جبا ب غول جب آنکھیں نکال کے پہندے بناؤ زلف رسا بال بال کے بتلے بنا دیے عرق انفصال کے چپکے پلک تو پھیکے آنکھیں نکال کے سر پر چڑھیں گرو گون کو سا نہال کے مچھلی بھی کہائی تو نہ کانٹا نکال کے کیا کیا بگوئے اڑتے ہیں گرد ملاں کے گہر اس کے پہنکے آنکھوں کی ڈھیلے نکال کے سورج مکھی بنائی ہو پھولوں میں بال کے لب کو چبا کے تیغ سے بڑا نکال کے</p>
---	--

۱۸۱	عاشق شب فراق میں دیکھی نہ شکل نور اختر سیہ تھے یہ کہ مشابہ تھی خال کے	۲۲
-----	--	----

<p>مجاوچی بہر کو مزار و کا حاصل ہو جا سہل فرقت میں آئی میری شکل ہو جا سہ جو دکھلاؤ تو میلہ کا مل ہو جا کہتے ہو جائیے گہراو کی جو اپنے گہرا سے</p>	<p>دوسرے پہلو میں ہی چاہتا ہوں ل ہو جا یار غافل تو ہوا موت نہ غافل ہو جا چاندنی اوسکی بھی دلوں کو قابل ہو جا یہ تو جب ہو کہ تمہارا سا مراد ل ہو جا</p>
---	--

جان سے دل میں جگہ دون جو ترخو خیر کو
 کشش دل ہو وہ کہنچ آئین شب فرقت میں
 سب کہ چنیتا دی اگر آسکہ وہ کیلے ہو لی
 دیدہ روزن در سے نہ لڑا یا کرو آنکہ
 سوزش دل جو سنو تھیں سیہ بختون کی
 ہر وہ دیوانہ تر سے قد سے اگر چل نکلے
 اسی تو چیتے ہر ابتو ہر اک صورت سے
 وعدہ وصل کے دم روز دیا کرتے ہیں
 تم وہ گل بہر کہ جو تقسیم کرو باسی مار
 قافلہ جا سے عدم کو تو نہ نکلے آواز
 کیا دہراتی ہوا پٹ جاؤں اگر دوڑ کو میں
 میں نے سینے سو لگایا تو ہٹا کر یہ کہا
 فاتحہ تم نہیں پڑھتے ہو میری تربت پر
 گنگری کو تو میری جان بدن سے نکلے
 تکیہ ٹھوکر سے نہ سر کاو تم اور شکسج
 بے نقاب آئے جو قتل میں ہر شکا لیلے
 غافلہ بحر میں ہو جا جو وہ رشک مسج

جسکو میں پہلو میں پہلاؤں وہ قاتل ہو جا
 رخ گردون پہ آنہی شب غم تل ہو جا سے
 زبا خشک ہی اس نگ میں شامل ہو جا
 طاقت مردم بیمار نہ زائل ہو جا سے
 کان کی نو میں جو موتی ہو تو فاضل ہو جا
 سرو کا پائون ہی زنجیر کی قابل ہو جا
 اسقدر وق نکر و تم کہ مجھے مل ہو جا
 دم نکل جا سے تو مطلب مرا حاصل ہو جا
 دامن باد صبا دامن سائل ہو جا
 حکم یہ سپہ کہ جس قالب بیدل ہو جا
 قیضہ پر ہاتھ ہی رکھنا تمہیں مشکل ہو جا
 پیس ڈالا مجھے طاقت ترخی اٹل ہو جا
 کوستے ہوا سے دشوار یہ نسرل ہو جا
 یہ ہی اک واقعہ تحریر کے قابل ہو جا
 شیر قالین میں کہیں کبیں روح نہ دخل ہو جا
 خاک میری یہ اور سے پردہ مکمل ہو جا
 چوڑے بڑا تو زبان لب ساحل ہو جا

تیرنجی پر اگر اشک بہین اسے عاشق

۱۱	میرا دیوانہ سوا دل بسا حل ہو جاوے	۱۸۲
<p>ایسا کوئی دنیا میں نہو گانا ہوا ہے ان روزوں میں تینا در میخانہ ہوا ہے وہ کہتو ہیں شیشہ کمین پیمانہ ہوا ہے خالی ہی اگر راتہ میں پیمانہ ہوا ہے شرما کے یہ کہتے ہیں کہ دیوانہ ہوا ہے یہ وجہ ہے بیکل جو ترا سنا نہ ہوا ہے گویا ہوا اس طرح کہ گویا نہوا ہے اب لکھنؤ کے قابل مرا افسانہ ہوا ہے گیسو و شب بھر میں کیا شانہ ہوا ہے اب بیت مقدس مرا کاشانہ ہوا ہے</p>	<p>ہر رشک پری آپکا دیوانہ ہوا ہے منجھار ہوئے قتل ہلال رمضان سے میں کہتا ہوں لچکیان لیتا ہر ہنسنا بنام ہوں ایسا مجھے قاضی فرسزادی کہتا ہوں جو اے رشک پری جان فدا ہے کل بات سے توڑا تاج کنگھی کو چین میں کہو لائے سخن نے دہن تنگ کا عقدہ سودا سے خط و زلف کے قصو کو ہوا طو شام شب فرقت ہی پریشان نظر آتی گہریاک ہوا اوٹہ گیا زاہد جو بگڑ کر</p>	
۱۹	<p>افسردگی غیہ سے روتا ہوں میں شوق اپنے سے فزون تر غم بیگانہ ہوا ہے</p>	۱۸۳
<p>زینت میں بھوک سزا تو عمل بد ملجا راہ پا جاؤں جو خضر رہ مقصد ملجا طاق ابرو کا جو او س شوخ کو معبد ملجا سنگ ریزہ ہی نہ سمجھیں جو زبرد ملجا توڑ ڈالوں میں سکندر کی اگر سد ملجا</p>	<p>جلین دنیا میں دیوان نعمت بید ملجا خط نکال لئے مجھے دین وہ دہن کو پو سجد و مردم کو کروں بت کو عرض ای زاہد عاشق خط صنم ایسے ہوئے ستغنی کیون کیا بند رہ قاف کو دیوانوں پر</p>	

<p>تجارت یار ہی کچھ دور نہیں بالا ہو بعد مرنے کے بھی رہتا ہی محبت میں اثر یار اگر وہ سچا کہے لے بوسہ لب حسن صورت کو مثالی تری کج خلقی نے شوق یا جذبہ دریاؤں کا دے بجھو خال پر صدقے کروں پاؤں تجھ خیل تن کشش عشق خط یار کا اشر سے اثر رتبہ اہل فنا دیکھے تو منعم یہ کہے پونچھیں گے کبھی چار کا احسان بوسہ لب جاے اگر مصحف رخ کا امرو آپ نہیں دین جو کسی روز مرے رونوہر خط نہ لکھنے کا کدھر ہے صفائی ہو جاے ہو گئی جان ہوا منتظری مین اب نہی</p>	<p>نخل ملبوسے سبز جو وہ سرو سی قرار جاے کیا عجب عاشق و معشوق کا ہر قدم جاے آجیوان مجھے بڑی کوشش و بڑکدہ جاے قبر کو دیتا ہے نیکون مین اگر یہ جاے یا خدا کوئی تو خضر رہے قصہ لب جاے زلزلت پر واروان اگر شام کی آمد جاے سگر نزون مین جو ڈھونڈوں تو زبرد جاے مکیہ تکیہ مین کرو خاکی مین سند جاے عدم آباد سے ہستی کی جو سرحد جاے ہوں مسلمان مجھے دولت سرمد جاے قطرہ اشک مین کیا گوہر مقصد جاے آپ سو آ کے اگر وہ بت اور دل جاے خاک میں فعل بہاری تری آما جاے</p>
--	--

<p>۱۸۴</p> <p>فکر عاشق کو یہی ہے دم تحریر غزل لفظ مانوس نیا کوئی زبان نہ لب جاے</p>	<p>۱۸۵</p> <p>دل پرند اوس سچ کے تاثیر کر گئی دنیا نے چند روز کسی سے وفائ کی ہین جانور جو منہ سے ہین وحشی پر آپکے پونچھی فلک پر آہ مگر بے اثر گئی شب وصال او ہر آئی او دہر گئی کیا اسے غزال چشم رقیبون کو چر گئی</p>
---	---

<p>مگر کچھ نہیں تھاری مروت کدھر گئی دوڑا جنون میں مین ہی جہان تک نظر گئی دولت کا غرہ کیا اوہرائی اوہر گئی پونچے نہ زندگی میں ہماری خبر گئی یہ دن بھی کاٹ دینگے جب اتنی گزری چادر بنی وہ سیل جبالا سے سر گئی وہ ولولہ کہاں ہیں وہ ہمت کدھر گئی پوچھا نہ میں نے بھی کدھر آئی کدھر گئی نکلے غبار آئین صفائی ٹھہر گئی کیونکہ نہ لب ہوں خشک کہ ندی و تر گئی ہمت نے کی مدد تو مصیبت گزری گئی نظرون سے ماہ نو کی کلائی او تر گئی</p>	<p>اگر سے نکال دوگو تو کیا بات آئے گا آنکھوں سے مثل نور نظر وہ نکل گیا انسان کی کمال سے بڑھتی ہو آبرو داغ فراق اہل وطن دل میں رہ گیا طفلی گئی شباب گیا پیر ہو گئے عریان تنی میں پردہ کیا سوج اشک نے پیری میں یاد آتی ہیں اگلی حالتیں دولت نے انقلاب ہزاروں دکھا دیے وعدہ ہوا اتنا اونسے شباب کا آفسو گئے تو بڑھ گئے آثار عشق کے کیا کیا بلا کشان محبت نے جہیل لی ختم ہو کے پہنچا بات جو قبضے پر آپ کا</p>
--	--

۱۸	عاشق گناہ جسے مجھ سے عشق کیا ہوا دشمن وہ کیوں ہوے وہ محبت کدھر گئی	۱۸۵
----	---	-----

<p>شیشہ دل میں بال آتا ہے خال کا جب خیال آتا ہے موسم یہ شکل آتا ہے لب پر اپنے سوال آتا ہے</p>	<p>اوس کمر کا خیال آتا ہے چاند بنتا ہے آنکھ کا تارا ساقیا ہو لیونہ رندون کو شرک کرتے ہیں دوگو گنتی میں</p>
--	---

<p> نہیں شبنم گلون کو رخ سے ترے ہے خیال آپ کے جو گانے کا نقص ذاتی پر اپنے ہے یہ دلیل ماہ کچھ خود بخود نہیں چمکا زاپہ پیر کا خدا حافظ پھر گرفتار زلف ہوتا ہوں سوڑیے منہ نہ بوسہ لب سے ہو نہ مغرور ماہ کو دیکھو عمر غفلت میں کیوں گزرتی ہے دن گزرتے ہیں ماہ آتے ہیں وصل کی شب بھی رنج کیوں نہ رہی جب وہ گاتے ہیں بام پر اپنے بندگان خدا بھی کانٹتے ہیں </p>	<p> عسرق انفعال آتا ہے کان بجتے ہیں حال آتا ہے طفل کو کب کمال آتا ہے کب سے سب کمال آتا ہے وہ بت خبر و سال آتا ہے ملک پر دل کے کال آتا ہے سامنے منہ کے گال آتا ہے حد سے بڑھ کر زوال آتا ہے موت کا کچھ خیال آتا ہے ماہ جاتے ہیں سال آتا ہے روزید کا خیال آتا ہے پیر گردن کو حال آتا ہے جب بتوں کو جلال آتا ہے </p>
---	--

<p> دشمنوں میں جو پھنس گئے عاشق دوستوں کا خیال آتا ہے </p>

<p> یہ کون سا قی عالی مقام رہتا ہے خیال چشم کا دل میں دام رہتا ہے خموش رہتا ہوں فکر دہان جانان </p>	<p> دام دور میں کر دین کا جام رہتا ہے نیا یہ سحر ہے شیشے میں جام رہتا ہے مری زبان کو تالوسے کام رہتا ہے </p>
---	--

کیکی پستی و رفعت کو اعتبار نہیں
 وصال یار میں تو بہ شراب سے تو بہ
 لیا چہ ماتہ میں دل میکشون کا کیا ساقی
 ہلال و یکہ کے کہتی ہیں اپنے ابرو کو
 ہمیشہ کہانا چہ مصحف کی وہ صنم قسمیں
 جو شوق دید چہ او سکو تو اسکو حیرت چہ
 حلال مرغ سحر کو کرین تو چین پرے
 جو دیکھتا ہوں وہ ابرو تو عید بھولی چہ
 نگاہ کے تیر و کمان اب تو آؤ مقتل میں
 گمان چاند کا ہوتا ہے ماہتابی پر
 نہ بہو لو چال جوانی کو کچھ ثبات نہیں
 جو میری مہر ہو خط پر تو وہ جلا تو بین
 پہرے جو آنکہ تو پیرا ہی پہر کر ہی نہ فقیر
 بلند مرتبہ دونوں ہیں سکے زیر پر
 خفا ہو تم تو خریدار دل کو لاکھوں ہیں
 وہ رند ہوں کہی صورت نہ کیگی قاری

نہ کر سی رہتی ہے گھر کی نہ بام رہتا چہ
 کسے خیال حلال و حرام رہتا چہ
 جو شیشہ ماتہ میں تیرے مدام رہتا چہ
 یہاں چہری ہے فلک پر نام رہتا چہ
 زبان پر او سکی خدا کا کلام رہتا چہ
 فلک کو چرخ زمین کو قیام رہتا چہ
 کہ عیش و صل کی شب کا حرام رہتا چہ
 یہ وہ ہلال ہے جو نامتام رہتا چہ
 ہجوم پر و جوان صبح و شام رہتا چہ
 کہی جو شب کو وہ بالائے بام رہتا چہ
 بہار حسن نہ لطف خدام رہتا چہ
 زبان شمع پر اب میرا نام رہتا چہ
 تمہارے لطف کا بندہ غلام رہتا چہ
 کیا نام کیا کلام رہتا چہ
 کیا بند زماں سے میں کام رہتا چہ
 خیال مصحف رخ لا کلام رہتا چہ

وصال یار سے عاشق زمین ہو تہ خون

فلک ہمیشہ پلے انتقام رہتا ہے

<p>داغ دل کو فی چرخ خانہ تن چاہیو تشنہ وصل خنم ہین آب آہن چاہیو منہ پر اپنے رکھو کو دریا کا دھن چاہیو تجہ سواپ رشتہ زنا بر بہمن چاہیو خود بخود جبک جاکش شہون کی گردن چاہیو برق دیدار خنم گرے کو خنم چاہیو میری نقشے ہین گریبان زیر دھن چاہیو کھان ہین موتی کوید وسانپ کاسن چاہیو کیا جلدین تجاوا اگر ای شمع روشن چاہیو اوس گل ترکو تباؤ رنگ گلشن چاہیو چشم روزن پر اسی پلکون کی چلن چاہیو ایسی آنکھون کو مثال چشم روزن چاہیو بت کوئی مریم کی صورت پاکن چاہیو سرکبت ہین آب آہن تا بگردن چاہیو</p>	<p>عشق مہر و جہین ہودہ سینہ روشن چاہیو سخت جان ز سر غم فرقت سہی مڑی نہیں موج سیل شک ہی طوفان سہی کچھ کم نہیں عشق کا کل مین عزیز اسلام کو رکھو نہیں سرکشی سہی نہیں ساتی کے رعب حسن مزرع جان خزین مین اک ریت تباہی نہیں عالم وحشت مصور کہنچے یوں تصور نہیں آئینہ مین دیکھ کر کہتے ہین ماز لبت کو پاون کو پٹنے سے ہی وہ ساق دکھلاؤ نہیں ہے تلون ہی نزاکت ہی مزاج یاڑن گو مکان تنو جاہی جانکنے دیگر بہن روسے ہم ایسا کہ قصر تن سے ڈھیلی ہلکے شوق عشق پاک رکھو ہین خدا آگاہ ہر فرقت قاتل مین آب شک سہی ڈوبو تو کیا</p>
---	--

۱۸	<p>قبر کو کیا چاہیے عاشق فروغ طاہری شمع کے بدلے چراغ داغ روشن چاہیو</p>	۱۸۸
<p>ندیکو اشاک کو قطری ٹپکتے چشم انجم سے گلہ کیا جسٹ سے بہتہ ہم سہی ہین ہم سے</p>	<p>جہان تجو بڑی واقف نہیں ہو تو رحم سے لڑائی آنکھ مہر و یوں سے تھنے ہم سے</p>	

<p>نہ سمجھے ہو کو بندہ بھی خدا سمجھے تو جسے بنا کے پاؤں سجد ہوا اگر خشت سرخ سے کلیم آسا پکار و طور پر حسن شکم سے خشنے چن بیٹا دی ہوا ہر ہفت قلم سے نسیم صبح نوروزی بنی موج تبسم سے الگ ہوتی نہیں تیلی کی صورت چشم مردم سے بنی افشان لگی جو خاک تہو پر تبسم سے ہمیشہ آسیا کی چرخ میں پڑتین گندم سے چہی ہر جام میں شیشو شیشو چہی خم سے کلمے جاتی ہیں ساری جو بکشتی کو تلاطم سے فلاطون کی طرح الفت ہوئی ساقی محبوبم سے کہ پہلے روح تن میں آئی تھی شوق ترنم سے لب بام آجکا باتین کرے چرخ چارم سے کنایہ خاکساری کا سمجھ حکم تبسم سے ابھی تو بچہ مریم اوگے خاک تبسم سے</p>	<p>طاہت پر نہ کیا ایک دن چشم ترحم سے یہ کیفیت ہو سجد و یکجا ہون رند و زاہد کو یہ بیضا کی دست آویز ہو یہ جو ہندی کا عروج بحر اشک لیسا ہوا ہفتے کے روز میں ہلال عید قربان خنجر ابرو کا پر تو ہے کبھی پردی بہن غیروں سے جدا ہوتی تو ہم آتی وہاں رونق حسین کی اور بڑبڑتی ہر شادی سے مگر موقوف تھا ہر عرص آدم کو گندم کا یہاں بنت اعنب دتی ہوئی مستونیں آتی محیط اشک ہوا اعضا بدن کسب ایشان میں نہ سیخاؤں سو اوٹوں کا نہ کھڑو نہیں بھونکا تمہارا سنکے کا نام مقصد ہون قول نبد و کا مسکان او بچا بنو کیسا مسیحائی کا دعوا سے عبادت خاک تو ازراہ مغرور کرتا ہے وضو کے بدلے جو وہ پاک ہن کو ہاتھوں</p>
--	--

<p>۱۸۹</p> <p>رہی محبت نہ عاشق چار دن خاک ایسی جینی پر نہ از نیچگانہ جب پڑی میں نے تبسم سے</p>	<p>۱۹۰</p> <p>خاک کما نیگی زمین اور نہ امت ہوگی جسم کا ہیدہ سو کیا گوئی دعوت ہوگی</p>
---	--

<p>ہجر میں کونسی آرام کی صورت ہوگی کبھی گلشن میں جو اوں شوخ سے لڑائی لگی جو تریو پان کو لاکھو میں ہر شوخی ادا بت گھر سے باہر نہ قدم رکھو گلاب تک اور شوخ بے اثر میل گلزار کی فسر یاد نہیں شعلہ طور سے کم چور نہیں ہندی کا اپنی تصویر کو بھی سمجھے چہا یا اوسنے نظر آتی نہیں کب تک یہ رہیگا اندھیر زادہ ادیکہ تو رکھ اوسکے رخ رنگین کو نبض اللہ عبث سمجھے ہر زادہ تج کو سانا آج نہ کر اسے مہ کامل اوسکا</p>	<p>آئینگی موت نہ صبح شب فرقت ہوگی چشم نرگس میں غرض شرم کو دشت ہوگی شفق شام بدخشان میں یہ رنگت ہوگی ہم سمجھتی ہیں کہ برحق ہو قیامت ہوگی رگ گل میں ہی تپ غم کی حرارت ہوگی ید بیضا کو ترے ہاتھ سے بیت ہوگی جو یہ نقش ہے تو کیا وصل کی صورت ہوگی حشر کے روز تو صبح شب فرقت ہوگی گل جنت میں یہ صورت نہ یہ رنگت ہوگی ہوگا دوزخ تری قیضے میں نہ جنت ہوگی چارون بعد تری اور ہی صورت ہوگی</p>
--	--

۱۹۰	بزم میں بیٹھ کے عاشق کو نہ گورو اتنا چشم نرگس بیمار نقا ہست ہوگی	۲۱
کعبہ ہی مکان ہو دل ہوسن ہی مکان ہو لب تک جو سخن آیا تو ہونٹوں سے عیان ہو دشت یہ شب وصل کے پوسونے مٹی کی ابر نے ترے سیکڑوں گھر کر دیویر حافظ ہوا بوسون ہی تری مصحف کا	دھونڈتے ہیں اوس کو کس جانہ وہاں ہر زبان ہو خیمے میں لطافت تو ہے یہ بات کہاں ہو یا قوت لب یار علاج خفقان ہو جو خانہ نہیں کرتی کبھی یہ وہ کہاں ہو کیا ڈر ہے کہ قرآن مجید نوک زبان ہو	

میں خاں میں جس شیشو کے منہ پر چوگل سرخ
 آئینہ تو میں رخ دیکھ کے کتہو ہین شب وصل
 مضمون زمانہ کو ہین شفات ہے تقریر
 ابرو کے قرین خال جو دیکھا تو کوئی جان
 غیروں سے اشاری نہ کر و چپ نہ ہونگا
 قاتل نو مجھے دفن کیا اپنی گلی میں
 بولانہ گیا سامنے اوس غنچہ دہن کے
 وحشت مجھ کو دم لینے کی فرصت نہیں تھی
 گم عشق حقیقی میں ہوا عشق مجازی
 اس مرتبہ ہوں زار کہ بٹھا کر بغل میں
 لینے کو جو خاک آئے تو ناراض نہیں تھی
 آہوں نے بل ابرو کو صنم کا نہ نکالا
 مردوں سے ہی زندوں میں ہوا پاؤں غفلت
 گہرے ہو کیوں دیتی ہو بوسہ کا کل
 کیساں ہو برات اور جنازہ کا تجمل

سمجھا کہ یہی پہول کو شیشے کا نشان ہو
 بندہ کو کا یہ ہے عکس کہ ہو سو کا نشان ہو
 طالع جو سکندریہ میں تو آئینہ بیان ہو
 کیا قاصد پیغام اجل زار کمان ہو
 آنکھوں میں ہر بینائی مری منہ میں بان ہو
 میں وہ ہوں گنہگار کہ جنت میں مکان ہو
 حیران ہوں کس کام کی یہ منہ میں زبان ہو
 رکستا ہوں جہاں پانوں ہاں گیا ان ہو
 تسبیح ہو تہلیل ہو جو آہ و فغان ہو
 کہتے ہیں رقیبوں کو کہ ڈھونڈو تو کمان ہو
 اسی روح نہ جسم میں غصبی یہ مکان ہو
 سینکے سو نہ سیدی ہوئی و نہت کمان ہو
 جس خواب میں آواز ہو وہ خواب گراں ہو
 سودا جو مجھے ہو تو تمہیں ہی خفقان ہو
 جو شادی کا گھر ہو وہی عبرت کا مکان ہو

گو چاند کہی خاک میں چپتے نہ سنا تھا
 عاشق دل روشن تن خاکی میں نہان ہے

۱۹۱

۲۲

داغ دل دینگے دکھائی دیکھے
 میرے سینے کی صفائی دیکھے

پیٹ یا رخ یا کلائی دیکھیے
 دیکھنے سننے کو ہین یہ چشم و گوش
 میرے کہنے پر تو وہ چلتے نہیں
 یار کی انگلیا کی چٹیا تک گیا
 بڑکے جب غیروں نے پونکا کا تن
 وصل کی شب ہو گیا اپنا وصال
 گر پڑے سجدے میں تنجو دیکھ کر
 جام مے قاضی نے بہر بہر کر دیے
 نبض دیکھی تم نے ہم اچھے ہوئے
 جب کہا میں نے وہن دکھائیے
 آہ سے آنسو بنے ہیں پہلے بڑی
 کیا جلی ہو دل میں میری آہ سے
 خاک ہو کر ہو گئے پال ہسم
 بوسہ دزد و حشا ما فکا نہیں
 ٹٹکنکی باند ہے سے درد چشم ہے
 پاؤں میں زنجیر نے گھر کر دیا
 بندگی مجھ سے سوا کرتا ہے کون
 ماہ نو کا ذکر جب محفل میں ہو

یار کس کی صفائی دیکھیے
 سینے نالے جبہ سائی دیکھیے
 کس طرح پاسے خنائی دیکھیے
 طائر دل کی رسائی دیکھیے
 یہ لگائی یہ بھائی دیکھیے
 موت کیا بیوقت آئی دیکھیے
 زاہدون نے منہ کی کہائی دیکھیے
 کام آئی منہ ہر رائی دیکھیے
 ماتہ رکے سے کل آئی دیکھیے
 غیب سے آواز آئی دیکھیے
 آگ پانی میں لگائی دیکھیے
 آپ تک ہی آنچ آئی دیکھیے
 پھر گئی ساری خدائی دیکھیے
 آنکھ کیون تھنے چرائی دیکھیے
 تم نہ آئے آنکھ آئی دیکھیے
 کیا کڑی سہنے اوٹھائی دیکھیے
 ڈھونڈنے ساری خدائی دیکھیے
 کہتے ہیں میری کلائی دیکھیے

چشم ظاہر بین غبارِ آلود ہے	دیدہ دل کی صفائی دیکھیے
جاگنے کے وصل میں وعدہ تو کیا	شام ہی سے نیند آئی دیکھیے

۱۹۲	ہوں تو ارد لا کہ عاشقِ شہر میں آپ بندش کی صفائی دیکھیے	۱۹
-----	---	----

بات جو منہ سو کل جاو وہی بات رہی دم کل جا شب بھر تو کیا بات رہی نگہی پاؤں یہ پیلاے شبِ فروغ وصل سو بھر کے دن رات بدجائیں کہیں نہ ہو آٹھ پہر کی نہیں صحبت منظور ٹیڑھے کیا ہوتے ہو کعبہ ہو تو سجدہ نکم غیر کو دیدارِ رخ و زلف بھی ممکن نہوئی سوزِ دلِ داغ و دمِ سرو و سرِ شکست کس قدر روز و شب بھر سے تنگ آیا ہوں جان گو ماے مگر گر کے نہ ملیاؤ نشو زاہد و سیرِ بخان کے رہے جگڑی باقی چشمِ جادو نے تری شعلہ بازی کیسی منتیں سنکے یہ فرما تے ہیں دغ و غصہ سے شکوہ جو دستم آئے زبان پر نہ کہی	ترک ہوا سمین محبت کہ ملاقات رہی ایک دو نوں میں رہی میں ہوں یا رات رہی کس قدر رہا تے مرے صرغِ مناجات رہی دن رہی دیکو وہی شب کو وہی رات رہی آپ سے مجھے کہی کی تو ملاقات رہی مجھے یہ طور نہ اسے قبلہ حاجات رہی میرے گھر آگے کئی دن وہ کئی رات رہی کہی گرمی کہی جاڑا کہی برسات رہی نہ تو یہ دن رہی دنیا میں نہ یہ رات رہی منتوں میں ہو وہ تقریب کہ کچھ بات رہی مسجدین وہ نہ میں وہ نہ خرابات رہی وہ دکھایا کہ جہان اہل کرامات رہی عذرِ تقصیر میں ہی خوفِ سکافات رہی عمر بہاؤ نہ اگر مجھے ملاقات رہی
--	--

نہ بڑا تو گستاویں نہ غیروں سے بہین دل کو شکوہ کرین یا چرخ کو یا قسمت اہل شر ہو تو فقط چشم و لب و لہر میں بوسہ مانگتا تو بہت بڑا دلی کی پہننے	نہین منظور ترقی تو مساوات رہی کستور و ہرین ہم دور و آفات رہی نہ تو شاعرین نہ وہ اہل کرامات رہی آپ کو یاد مگر رسم عنایات رہی
---	--

۱۹۳	چشم پوشی جو کرین غیر نہین غم عاشق سیرا شد مگر قاضی حاجات رہی	۱۵
-----	---	----

کر بلا میں ہی کہتا ہے جو مرد اب میں ہے تس سے پوچھیں کہ کیا عالم سب میں ہے بکیسی پر جو مری جسم فلک کو کمایا چشم و لہر کے تصور میں نہین آتی نینار پوری دوتین ہی آنسو نہین ٹکرا تب تک نہ ہنس سیکانہ کوئی روئیکا مجھ پر ایو مرگ بند ہو جاتی ہیں انتون کی چمک سے آنکلیو یا خدا اپنی گزرتی ہے جو بیتابی میں یار نے خط بھی جو لکھتا تو عجب شوخی سے یام تیرا ہے برابر فلک اول کے کر بلا میں جو مری سوتا ہے کس احست سے چشم جلا وہین او ترا ہو غضب سے یہ لہو	گرم کما فی میں نہ یہ بظلم نہ سرد آب میں ہے جو نہین ہو وہ ہی بیدار جو ہو خواب میں ہے شام سے مروہ مرا چادر مہتاب میں ہے کاوش نشتر ترکان جو رگ خواب میں ہے شور طوفان بلا خیز کا پنجاب میں ہے دشمنوں میں کوئی باقی ہے نہ جناب میں ہے چہرہ یار نہان برق کو جلباب میں ہے نبدہ سیما بین یا ماہی بڑا آب میں ہے کو نسا عیب نہین جو کمر القاب میں ہے ماہتابی میں صفا وہ ہے جو مہتاب میں ہے دست و پا عریں دبا تی ہیں جو در آب میں ہے جو پلک ہے وہ چہری ٹیچھا نصیب میں ہے
---	--

سیکڑوں رنگ مری باغ جہان میں بدلو
مر گئے الفت شرکان میں نہ پوچھا اوسو
جو حکایت ہر گلستان کی ہر باب میں ہی
قتل بیدار ہو عیہم وہ ابھی خواب میں ہی

۱۹۲ قدر دانوں کو ستاتا ہوں غزل میں عاشق
شعر خوانی کا مزا مجمع احباب میں ہے
۱۹

کا ہیدہ ہوں دعا میں نہوگا اثر کبھی
نوریت میں غیر مہر نہ نکلا تم کبھی
صبح شب وصال کہیں صبح حشر ہو
تیغ نگاہ و تیر شرہ کی یہ مشق ہے
دیکھو جو آنکہ اوٹھا کے کئی بار راہ کو
غریب میں داغ اہل وطن دل میں گہنی
زیر فلک مقام کریں کیا سمجھ کے ہم
کس طرح ہو بتوں کی خدائی کا اعتقاد
اوتر و جوتہ نہ بام سے سر کے نہ چاندنی
آزردگی سیر روز کی دل ٹوٹ جائیگا
بوسے بہت نہ دیکھے تو آزاد کیجیے
کچھ خیر ہے بگڑتے ہو کیوں بات بات پر
ستون فی حکم شہر کے قاضی کا کب سنا
ہشکار قریب لاکھ مری چال پر چلے

جو پیر خشک ہو نہیں لاتا شہر کبھی
لو کے سوا چلی نہ نسیم کبھی
اشتر پر دکھائے نہ ایسی کبھی
ٹکڑے کیا کلیجے کو چپ دجا کبھی
پنجاب یہ ہلال کبھی پہر کبھی
آیا کوئی اودہر سے نہ پوچھی کبھی
رستی میں رہ نور نہ بنائے ہیں گہ کبھی
دیکھی نہ سہنے صورت پنجا سب کبھی
دیکھو جو آنکہ اوٹھا کے نہ بیٹھو کبھی
غصے ہی آپ ہوں تو کسی بات پر ہی
تھوڑے وظیفہ پر تو نہوگی کبھی
آگے نہتا تمہاری طبیعت میں شہر کبھی
کینچو کے دخت رز کو بلایا نہ گہ کبھی
سیکھے سو آدمی نہوا جانور کبھی

لازم ہر چشم خوب کو پیاری نگاہ طلع کشتا ہوں جب علاج کرو اس مریض کا شہر عدم ہی کو چہ دلدار کا ہے نام اپنی کمال کا بہت اظہار نقص ہے	ظاہر کو دیکھتے نہیں اہل نظر کبھی کہتے ہیں وہ کیا نہیں یہ در دس کبھی آیا جواب خط نہ بھیجہ انا مہ کبھی آئینہ خانہ تہا نہ سکندر کا گہ کبھی
---	--

۱۹۵	عاشق جو دوستوں کی طبیعت میں ہر فساد دنیا میں ایک دن ہی تنوگی بسر کبھی	۲۱
-----	--	----

ہماری رزق کی ہر فرو قسمت میں رقم خالی نبی جو سرکشی کسکی بلند و پست عالم میں نہ اب وہ زلف میں بوہ نہ وہ آنکھوں میں شست کسیکو بوجھت اس میں زمین کب کترا سون محبت نقش حبس ل پر نہیں ہر قلب کا ہے جلال میں سہا کر ایک دن آنچ آئیگی تجہ تک مراسر کاٹ کر لجاؤ گو گیا دست نازک میں نہو جس کے میں حسب خانہ پیراؤں گے سو گیا طلب دہن کی پاس خط دیکھا جو اوکو پہول ہوئے پر فرشتے تک ہو ہی بدیم تر آگاہی یا سم کر کسی گہ سے طر مانگی نہ اوکو بھیک نیان فلک سو دل کی شب کا حوض لینگو جو جتوہین	ہمیشہ صفر کو مانند رستے ہیں شکم خالی نظر نیچی کرو پڑ جائیگا دیکھو قدم خالی خفن ہو شک سو خالی غزالو سے حرم خالی نہیں لیتا کبھی در جام کو میں نام جہم خالی کبھی راج نہیں دنیا میں شکو و دم خالی نہیں جاتی فلک آہ دل پر درد و غم خالی تمہاری پانون بہر جا ہیں چاکر و وقم خالی ہمارا سر ہر ای جو کرین طوف حرم خالی ہو ثابت کہ کانٹوں سو نہیں اہ عدم خالی بہت قابل ہے روح کے ای زہرہ غم خالی پہرے سائل تری درو جو اب کرم خالی سوؤں پر فقط غصہ نہیں کر نیکر ہم خالی
---	--

<p> سبھا ہی میں یہ کیونکر کرے کہ خدا سو دیر خالی تھا تب توں جو تھا حرم خالی تسلی کی لپی رہتی ہو پہلو میں قلم خالی ہوئی عبرت جو دیکھا طاق کسری جام جم خالی ہوا آتا ہو کیا دل دیکھ کر جاؤ صنف خالی سخی کی بات اگر اکیدن ہو جائیں ہم خالی کبھی تلوار کو دیتو نہیں ثابت قدم خالی کس میں آکر رہا جاؤ جیسے چاند کم خالی </p>	<p> تمہاری لعل ہے وہ میں کہ مردوں کے جلائی ہیں کسی گھر میں نہ کیفیت اوٹی مجھ رند مشرب کو گئی فصل بہار اور محسب لکھنا نہ مستوی نشان دیکھو فقط باقی ہیں جنگ و طغالی تو مجھے بیت الخزن ہو کم نہیں کچھ کعبہ انوار خزانوں سے صد اویس مسکواتی ہو میر دم لگاؤ ہیں وہ بڑے بات ہم بھیچے نہیں شتے سحر میں سید کرتی سوا تپا پیٹ ظاہر ہو </p>
---	--

۲۰

خوشی کا ہی مہینا کٹ گیا ماتم میں ای عاشق
 ندیم روے جانان رفت ماہ عید ہم خالی

۱۹۶

<p> ہماری آپ کے یہ جنگ رگری ہو جا شب فراق بلا سے یہی پری ہو جا ہماری رونے سو کشت فلک ہری ہو جا شامی چشم کرے جو وہ سامری ہو جا خود اور کے آؤ اگر دخت رز پری ہو جا عجب ہو چشم فسون گر نہ سامری ہو جا ہر اک نہال میں شکل صنوبری ہو جا اوس قباب کی ہونچ میں تہ تہری ہو جا </p>	<p> لڑائی وصل میں سو پری پری ہو جا تسلی اس دل بیتیاب کو ذری ہو جا زمین پر اشک گرینش تک تری ہو جا جلائے مردوں کو لمبا ہو جب کو بد لب وہ بادہ خوار ہوں الفت ہو جس کو صبا کو جو مار زلف ہو مہر عصا سے موسیٰ کا جو درد دل کی حکایت کروں گلستان حجاب یہ ہو جو اوکل کی کو ہی ہوا لک جا </p>
---	--

<p>و غمانہ کساؤن کسی شکل زال دنیا کی مثل میں غیر ہے بڑا نہ گفت کو کرنا وہ لب ہو جس سوچا ہی تجزہ سیکو کروں نہ پیروی دیو نفس کشش میں لگا کی تیر نگہ سر کشی نکرطالم نہ توڑی گابت پندار ز اہ مغرور دماغ عرش سے اونچا ہے فقر میں اہ نگاہ مطن سو دریا غم میں بچنا ہو جو حکم قتل سناوی تو میری مذہب میں پہن کے نور کی پوشاک گریبان کیجے جنون میں جاسہ عریان تنی پسند آیا</p>	<p>نہ دیکھوں آنکھ اوشا اگر پری ہو جا کہیں نہ آپ کے میری برابر ہی ہو جا وہ خط ہو جس سوچنے کی ہی رہی ہو جا نہ منہ لگاؤں جو بہت اہنسب پری ہو جا جو تیرا نہ رو کون تو ہم سہری ہو جا کہ خاکساری میں شیخی نہ کر کر ہی ہو جا نہ کہی پاؤں زمین پر جو سہری ہو جا جو پتلی آنکھ کی تیرا سکندری ہو جا رسول پر ترے ختم پیسہ رہا ہو جا بیل حور ہو پیاری بل پری ہو جا یہ رخت وہ ہی جو پوشاک آخری ہو جا</p>
---	---

۱۷

جو ہیک مانگے سے عاشق کو ایک بوسہ ملو
 تمہارے در کی فقیری تو نگر ہی ہو جاے

۱۹۷

<p>دیکھ لگتی ہے دیوانوں کو لہراتی ہو زلف کی صورت چلو آتے ہیں بل کماٹی ہو رات بہرین پھول یوں کیونکہ کہلاتے ہو سیکڑوں آنکھوں کا دیکھا نیل دل جاتی ہو زہر کہا لون خوف آتا ہو قسم کہاتے ہو</p>	<p>دیکھ لیں آنکھوں سے مازلف لہراتی ہو اب نیسے بختوں کے سر پر سے بلا لگتی نہیں جس طرح صبح شب صلت ہو گہرا یا وہ گل کیا نظر قاتل کی چشم سر گین سوڑ سکے موت ہو بدتر سمجھتا ہوں میں جونی بات کہ</p>
--	--

<p>کات دی تیر قضا کو دیکھ کر آتے ہوئے دیکھا سیل شک میں سیلون کو بجاتی ہوئے پہ تو بین بصیر در در شوکرین کہا تیر ہوئے ڈھیان دیکھیں ہی ہو ہیکو کہا جاتی ہوئے دیکھ لونگا آپ کو آتے ہوئے جاتے ہوئے تیر لب تیر ندیکھے ہوں کہلاتی ہوئے تیرہ بختوں کا بھی دیکھا رنگ بجاتی ہوئے اکینہ میں دیکھ لین سب ہم کھجاتی ہوئے دامن صحر کو بھی دیکھا بڑک جاتی ہوئے دونوں گیسو تاکہ پونچے جوئل کہا تیر ہوئے تیغ کے منہ کو دکھا دینگے بگڑ جاتی ہوئے</p>	<p>تجسسے لڑ جاتی تو وہ تیزی نظر پیدا کر دی ماؤدان قصر تن کیونکر نہ آنکھوں کو کون جنگلو استقلال ہو پاتو بین روزی عیب سے کر کر کی کیونکر نہ تو تار اونکی کر گئی راہ میں درگاہ کی مٹیوں کا میں ہر فقیر رنگے بوی جسم سے مارونکی رونق بڑھ گئی اوسنے جب سہی لگائی اس سیری بڑھ گئی خون کیوں لٹیو بین سر پہ کی خصمت جو دنیا اسقدر ہوں گرم رو میں جوشی آتش قدم سچ اسخ میاں پر اور دونی پڑ گئے سخت جانوں کو اگر یہ سر چڑھ سکی اچھنم</p>
--	---

۱۹

انتہا کے جلدای عاشق کئے روزِ شباب

۱۹۰

دیر لگتی ہے شبِ وصلت کو بھی جاتی ہوئے

<p>بل یہ ہر دشمن بلا کا دل سے پلو میں ہر قوت پرواز غنقا آج کل بازو میں ہر دل کمان ہر جامی دل کے بلبل پلو میں ہر طور کشکول کہ اکا کا سہ زانو میں ہر جان پر ہر اختیار اپنا نہ دل قابو میں ہر</p>	<p>جانتا ہوں سچ جیسا الفت گیسو میں ہر ضعف سے اور فو لگا ہوں پزیر آتا نہیں کاوشن خار شرہ کی اب توجہ چاہتے نعمت دنیا ملی جب سر جھکا یا فکر میں دم نکلتا ہے نہ ہو سکتا ہے ترک عشق یار</p>
--	--

<p>از ماتا ہون کمانیک لڑی قابو میں ہو آر می صحت تھاری چہرہ وزانو میں ہو اک سند روح زن اپنی ہر اک آنسو میں ہو آپکا لطافت کی تعریف کس پہلو میں ہو دل میں کیا سوچو تھارا ناتوان پہلو میں ہو شکل پنهان رنگ میں ہو رنگ پنهان بون میں ہو رنگ بون جامہ یوسف تھاری بون میں ہو خال سو پایا پتا نافہ ہی اس ہون میں ہو کینچھتے ہون تیغ کیون قحمت کمان بازو میں ہو دل ہی ہو پہلو میں اپنی یار ہی پہلو میں ہو سمجھ میں سکے کی مچلی یار کو بازو میں ہو آپکا چلا نشانی کا مری بازو میں ہو نیل چٹکی کا صنم اتک تری زانو میں ہو</p>	<p>لڑک افٹ کی قسم کمانیکا کچہ باعث نہیں جب جکاس شرم سو لطف عروسی مل گیا پنج مسکون کو ڈبوئی کوہین کافی چاراشک کتب بیان وہ ہو سکے جو دل و شہا تا ہو مری کینچ کر خنجر پکارا کیلے مجھ زار کو صورت نازک لطافت سو نظر آتی نہیں سیر کنعان کی طرح سپر فلک سرور ہو چشم وحشی پرغزال چین کا رہو کا ہو گیا ہاتھ سو اپنی سر اپنا کاٹ دون انوار میں دوست دشمن ایک جا میں اتفاق وقت اس طرح چمکاشب متاب میں رہو تم مٹ گئی ساری نزاکت سانشو اسرار کو ناخن کو گلبدن کا پایہ جامہ قہر تہا</p>
--	--

آنکھ لگ جاتی ہو سر کہا اگر عاشق کہی +
 خواب مغل سے سوا ہر رنگ نازانو میں ہے

<p>لڑ گئی جب آنکھ فرقت میں ہماری برکی آبرو کیونکر برابر ہو ہماری برکی برق تیغ یار میں ہے آبداری برکی</p>	<p>چشم تری آبرو کو دوی ہو ساری ابر کی سال میں برسات بہر ہر اشک باری ابر کی بوند یون کی طرح سر گرنے لگو عشاق کو</p>
--	--

جب کروبرسات مین تم خندہ وندان نما
 بل کی لیتی ہو گشتا سے ہر گھڑی زلف بیاہ
 ایک پل آنسو نہیں تھمتے فراق یار مین
 یار کی شمشیر سہی سو چپک جاتی ہو آنکھ
 کیا کر گیا سنا سنا باران اشک گرم سے
 آشکارا رخ سو ہو جنت کہی کا جو غضب
 انقلاب او سکی مشیت کو اگر منظور ہو
 ہر شب فرقت چمک بجلی کی دم لیتی نہیں
 میکشوبرسات کا عالم رہے کیونکہ دم
 ابر آیا سیکھو مین گسٹا چھ زندہ کو غول
 اسقدر برسات مین روپا کہ تم نے رو دیا
 دیکھا کہ کالی گشتا رو نے پراب وڈا ٹول
 میری ماتم مین صد اے رعد کم آنی لگی
 بوجھ ساقی مین جو چمکی برق بسمل ہو گئی
 اب گشتا پڑا پکی کثرت بڑھی برسات مین
 ای فلک بغض و حسد اوٹہ جای دنیا سو اگر
 مادہ ڈالے گی جین ای میکشود و روڈ مین

آسمان سو دیکھ لو گو ہر شکاری ابر کی
 سر چڑھا کر آپ فوغزت او تھاری ابر کی
 چشم گریان تو نے کیا یارب ہماری ابر کی
 خاصیت ہو برق کی صوت ہو ساری ابر کی
 کانپنے لگتا ہے جب آتی ہو باری ابر کی
 دانست تو بجلی کو مین کا کل تھاری ابر کی
 برق کی بارش دکھا دی بقیہ راری ابر کی
 میان سو او گلی ہی پڑتی ہے کٹاری ابر کی
 باؤ کے گھوڑی پر آتی ہے سواری ابر کی
 بادہ کش کس دھوم ہو لاکھ سواری ابر کی
 ایک سو حالت ہوئی میری تھاری ابر کی
 ای فلک کھل جائیگی یہ اشکباری ابر کی
 روڈ روٹے ہو گئی آواز ہماری ابر کی
 میکشون پر پڑ گئی تلوار کاری ابر کی
 ای مہ خوبی بناؤ چاند ماری ابر کی
 از دھو تک کو میسر ہو سواری ابر کی
 انتظار فیصل گل کی انتظار ہی ابر کی

برق کو ہے بقیہ راری و کھسکر

دریا بہا دینے عسرقِ نفعال نے
 کیے مین اپنا رنگ جہا یا بلال نے
 بیقہ کر دیا ہے فلک کو سوال نے
 غیر دن کو جو کہا لگے مجھ پر ڈھالنے
 گنبد بنا دیا مری گردِ ملال نے
 اوجھے لگے جو پانون سو کاٹا کٹالنے
 دکھلایا شورِ حشر تری بول چال نے
 برباد کر دیا ہے خیالِ محال نے
 برسا دیا ہے مینہ عرقِ انفعال نے
 اندھیر کر دیا ہے تمہارے خیال نے
 حکمِ قضا سے پاک کیا انتقال نے
 جرموں کا اعتراف کیا بانِ بال نے
 نرس کی آئے باغِ میر کا مینج کالنے
 جان غریزہ کھولی ہو مسک کو مال نے
 سٹی کیا فقیہ کا رتبہ سوال نے
 جکتا نہیں مین پاون سو کاٹا کٹالنے
 نڈے تو منہ سے چر کر پھینکا غزال نے

پیاسا ہوا تو محکموں بویا سوال نے
 ابر کو بھی سیاہ کیا عکسِ خال نے
 کانسید مین مہر و ماہ کو دیتا ہر کون بہیک
 تیغِ زبان یار کی مین بنگیا سپر
 مجھ بے نشان کی قبر کا ملتا کسے پتا
 پونچھے چلے جہراہِ محبت مین رکھل
 جی اوٹے قروے کہ کر چلے قم جو دو قدم
 قبضہ نہ زندگی مین ہوا ملکِ صبر پر
 آنسو جو ابر چشم سے فرقت مین تم کو
 کہو دی ہے انتظار نے آنکھوں کی روشنی
 خم سے بہری شرابِ جوشیشے مین زابدو
 پریش کے منتظر نہ ہو عشقِ زلف مین
 دیکھا مقابلیہ مین جو ہمار چشم کے
 چیرا صدق کے پیٹ کو موتی کو واسطو
 ہر دم غبارِ خاطر اہلِ دولِ ثرلا
 چوٹی کہی نہ دشتِ فردی مین رستی
 جب ہو جو زلف یار نے صحر کا رخ کیا

<p>بیجان کیا جو خال نے مجھ تیرہ سخت کو پوچھی گزند خنجر ابرو کی چشم کو صورت سے کام آمل کا نکلے محال ہو وارفتہ دیکھ کر مجھے ابرو و خال کا جاگے نہ بخت خفتہ مرے صبح روز بھر صحرائیں چشم باریج آنکھوں میں پر گئی ذرہ مناسبت نہیں چہرے سے بدر کو دیکھا جو محتسب کو تو قابو میں دل نہیں تجھے لڑاکے آنکھ نہ جھپکی کہیں پلک دیکھا خیال سوزن مژگان پار کو اوس روی آتشین کا جو بطلب کیا</p>	<p>کاما ہو سہرا حبشی کو تو ال نے کعبے میں ہی امان نپائی غزال نے کھولا کہی نہ عقدہ پروین ہلال نے چشمک زحل نے کی تو اشاری ہلال نے کروٹ ادھر نہ لی کہی شام وصال نے پیسا وہاں بھی گردش چشم غزال نے دھوکا تمہیں دیا کسی صاحب کمال نے مشکل ہوئے پرستوں کو شیشے سے بہا لے آنکھیں لڑائیں شیر سے جا کر غزال نے آیا نہ میرے پاؤں سے کاناٹا کھانے چھالے زبان پر مری ڈالو سوال نے</p>
---	---

۲۲

مضمون میرا غیر نے عاشق اگر لیا
 کہا یا شکار شیر کا جو ٹاشٹال نے

۲۰۱

<p>مرا ہوئے پرستی کا گشا گہرا آئینہ بری نہ ہوڑا منہ دم آخر ذرا قاتل کو خنجر سے پٹری افتاد پر افتاد تحسیر بقدر سو پریشانون کا سر کاٹا ہو کیا قاتل کو خنجر سے گری بین ماتن سیکڑوں کی روانی میں</p>	<p>گنگارون کی ہی خیلے یہ تردد ہن بہت تری لڑایا جو ہر ذاتی کو اپنے اسکے جو ہر سی جو خط باند ہا تو کمل گر گر پڑا بال کو ہر سی جدا قبضے کو پایا تیغ سی جو ہر کو جو ہر سی عجب کیا ہی اگر طوفان اوٹھو آب خنجر سی</p>
--	---

مری آنکھیں ہوئیں روشن لیا قاصد خط کو
 گلوے خشک کا کٹنا بہت کل ہو تو بال
 کلیجا کب جلا اوس سنگ دل کا میری مرنی پر
 نہ کاٹو سر بہرہ آستہ ہیں آنسو چشم چہرین
 حایت نامہ ولد کو سمجھا ہوں مین قدسی
 ذرا صورت دکھاؤ وقت شرکالہ میں تانا
 ستم کیے کنہیچی ہر بال کی مشاطہ کنگھی میں
 ابھی باقی ہے تھوڑی بھل کی شب چٹپوڑ
 لباس ظاہری کو چاہیے کچھ ہر ذاتی
 دل آئینہ ہر پر خط مین دہن اوسکا نہیں پانا
 ہمارے خانہ تاریک ہو غور سفید ڈرنا
 تمہاری کان کو موتی کی خط کا اور عالم ہے
 تمہاری جہانگو سے چشم نابینا مین نور آیا
 دم تقریر ظاہر ہو گیا اعجاز اوس بت کا
 جلاتی ہو سیخانہ راجہ ہوپ آتی ہے
 چراغ مہر ہی جلتا ہو داغ دل ہی جلتا ہی

کچھ تصدیق مین فی سحرہ مانکا پیر سے
 وہ پیاسا ہوں کہ باہر بیخ لوکا آب خنجر سے
 جو دل مین چوٹ لگتی تو نکلتی آگ تہر سے
 شال اشک حسرت گر شریگی آب خنجر سے
 پر جبریل کی نکلی ہوا بال کبوتر سے
 بہت دل پک گیا ہر چمپر دو تم آکر نشتر سے
 تر تو ہاتھوں کدین نکلی نہ بوزلف معبر سے
 قیامت ہو جنگاتی ہو مؤذن کو جو شوکر سے
 تکلف کیا ہو کر زبوش اگر مرغ سنور سے
 چھپایا ہو خضر نے چشمہ حیوان سکندر سے
 چمک باقی ہے اگر دھوپے دازی کو باہر سے
 کیا سیراب اس سبز کو شاید آب گوہر سے
 چمک ہو دیدہ روزن مین فروز چشم اختر سے
 ہلاتا ہے جو لعل لب صد آتی ہو تہر سے
 نہیں کچھ آتشین شیشے کو نسبت روزن در
 ہماری قبر روشن ہو گئی اندر سے باہر سے

فدا کیونکر نہوں مین لاکھ دل کی او سپر ہی عاشق

کیا لاکھوں کا جس نے سامنا جا کر بہت سے

<p>ساری شب فراق گہری بہرین کٹ گئی ایسے ہی بہن کہ عمر مصیبت میں کٹ گئی بوسے شب سال مری نیند اوچٹ گئی نام خدا جوان ہوئی پر نہ ہٹ گئی پوشاک بہیک کر جو بدن سے لپٹ گئی جبنی ٹپرائی سب نے ملاقات کٹ گئی طاقت ذرا جو ساتھ تھی تڑو سو کٹ گئی میں آپ مر گیا جو وہ کرتی سمٹ گئی دیکھا ہی سب نے خاک کو آنکھوں میں بٹ گئی کنگھی تھی یہ پہاڑ کہ چوٹی چکٹ گئی وصلی کی طرح چرخ سے بدلی چٹ گئی شعلے کی تھی زبان کہ دم میں پلٹ گئی سایسے میری دھوپ کئی کوس ہٹ گئی پیشی نگاہ یار تو میت گھسٹ گئی زنجیر زلف رنگ میں آخر کو ہٹ گئی اگسیو کے ساتھ اکید ہوین کی ہی لٹ گئی</p>	<p>دُر کر چھاری آہ سے ایسی سمٹ گئی دن رات کا سرور مبارک ہو آپ کو کشتکا جو میرے دل کو ہوا اضطراب کا اتناک مزاج میں وہ ٹرکپن کی بات ہو کیا بوندیوں نے باغ میں جون بڑا دیا محنت کی یوں نہ فلک اگیان کرے دشت جنوں میں تیز چلے ہم جو دو قدم کیا کوسنے کو ملتا ادھائے تو یار نے کس درجہ تیری گرد سواری غریبے پتھر بنا دھوکا جو یہ اگسی رہی خط کا جواب ہکو نہ پونچا یہ مینہ پڑا انکا وصل کر کے جلایا ہے آپ نے مجھ سا بھی تیرہ روز نہو کا جہان میں محبہ ناتوان کی مردجو کو چٹائے دیکھ کر پونچا ضرر اسے ترے چہرے کی آب سے بابون کو چ دے کے جلایا ہمارا دل</p>
---	---

عاشق ہوئے نہ قتل یہ افسوس ہ گیا
قاتل جو پھر گیا مری قسمت اولٹ گئی

جو گرم ہو گئے کو تم شراب اوڑ جائے
 وہ روز اس سے لگاتی ہیں آسمانی تیر
 جفاکشوں کو ہر سامان عیش سے انڈیا
 اسی خیال سے نالو نہ آئے ہو تھون تک
 شب وصال کو تا صبح جاگ کر کٹھن
 تمہیں جو دیکھ لیں صحاب کف رویاں
 یہ چشمیوں سے ترقی ہے میری وحشت کو
 عجیب نہیں یہ زمانے کی بے ثباتی سے
 دہن وہ چشمہ حیوان ہے منہ لگاتی ہی
 چھو تو سوز جگر سے حجاب کو پہن کر
 بھری جو من نے گلہابی بہت وہ دل میں
 مقابلہ جو مرے بخت تیرہ سے ہو جاوے
 نہ منہ سوال سے پھیرو تو اتنی بوسوں
 دکھاؤں میں چمن داغ دل تو خجلت ہو
 جہن دکھا کے جو غیر و نکو جام دی ساقی
 غبار دل جو نکالوں ہوا سے آہ کر ساتہ
 نہ دیکھیے ڈر دھماکے بوسے غیروں کو
 اسید وصل میں برائے دل شکستوں کی

ابھی تو شیکے پری آفتاب اوڑ جائے
 نشانہ سپر آفتاب اوڑ جائے
 ملے جو بستر نخل تو خواب اوڑ جائے
 کہیں نہ قبر کے سوتو نکا خواب اوڑ جائے
 ہمارا آپکا دونوں کا خواب اوڑ جائے
 کہیں نہ آنکھ بھی چپکے یہ خواب اوڑ جائے
 کہیں جو خواب ہی دیکھوں تو خواب اوڑ جائے
 سفید رنگ ہی اسی ماہتاب اوڑ جائے
 تمہارے ہاتھ سے مرغ کباب اوڑ جائے
 وہ کہیں چون آہ کہ رخ سو نقاب اوڑ جائے
 لگایا ہاتھ کہ جام شراب اوڑ جائے
 سودا کا کل پر پیچ و تاب اوڑ جائے
 کہ نلاغ خال رخ لا جواب اوڑ جائے
 ابھی تو طائر رنگ جناب اوڑ جائے
 مری عکاس کی صورت شراب اوڑ جائے
 صفائے آئینہ آفتاب اوڑ جائے
 کہیں نہ آپ کی موتی سی آب اوڑ جائے
 ہمارے رنگ کی صورت نقاب اوڑ جائے

سیاہ ایسی ہو جا کر زحل ہو گردون پر
ہو اسی جو مری فرد حساب اوڑ جائے

۲۰۴ غبار عاشق صادق کو دو جگہ در پر
۲۱ کہین یہ خاک نہ اسے بو تراب اوڑ جائے

سخت جانی سو مری طعن نہ کیونکر توڑے
کیسی شکستہ سیلی سے جلتے ہیں پہن کر توڑے
ایک ہفتہ جو وفا وصل کا وعدہ نکلیا
مارا منہ پر مری قاصد کی بتوں نے خط کا
صد مہ سنگ حوادث میں نہین ڈرتا میں
محتسب ایک ہی شیشے کو اگر بھینچی شکست
باغ عالم میں ہنوگا کوئی ایسا ناکام
نبدگی خاک ہو جب خیر کو اید اچھے
جیسے او عہد شکن دل کو ہمارے توڑا
پائون میں حلقہ گیسوی رسا او بھون
پلٹنیں لڑ نہ سکیں تیری صفت مگر کان سے
قائدہ دست جنون تو جو سلسلہ توڑی
کہو لئے آئین جو وہ نشتر مگر کان سے فصد
وہ کشش کرنا ہی جتنی میں پہنچا جاتا ہوں
ساقیا ترے تغافل نے جو مارا اونکو

جب گلا کاٹنے میں تھک کر وہ خنجر توڑے
اونکی پاپوش سودم عاشق مضطر توڑے
ای قمر ساتون فلک آنچو مجھ پر توڑے
یہ وہ پتھر ہے کہ دندان پیمیر توڑے
ای جنون سیکڑوں اس سر میں پتھر توڑے
لاکھ میخواروں کو دل تو تو برابر توڑے
تارے توڑے جو کبھی میں گل تر توڑے
میں نے تپے نہ بے سجدہ دار توڑے
اس طرح آس کی کی نہ مقدر توڑے
بن گئے سلسلہ زلف معنبر توڑے
تو تو مانتوں کو اور تو گل ہو اکثر توڑے
روح زندان خراب تن لاغر توڑے
سب گل آئین رگین جسم سے لیکر توڑے
کس طرح رشتہ الفت کو ستمگر توڑے
فاتے رندوں کی پونچھ کر کہے مگر توڑے

اہل محفل ہیں تباہی ترے مالا مال مجاوید ایدہی جو بلبیل تجھے صدی پونچھے زادہ کیوں بت پندار نہ توڑا اپنا اے فلک ہر دیا عشق خط دلبر میں سب حسرت اخوان تھا جمال یوسف	توڑے بخشے جو یو نقص میں لبر توڑے میرا صیاد نے دل توڑا ترے پر توڑے غیبتیں سیکڑوں کین توڑو دل اکثر توڑے نالہ میرا نہ کہیں گنبد اخضر توڑے حسن وہ ہے جو برابر سے برابر توڑے
---	---

لوگ سمجھائیں بہا نہ ہو عا شق مر جاے جوڑے جابین اگر دم دم آخر توڑے	۲۰۵	۲۶
--	-----	----

اوٹ گئے جس مزہم اس عالم ایجاد سے سخت جان ہوں میرے قائل کو ذرا ثابت فضل گل میں در بدر پہر تو میں یوں ترے لاؤں لگا کھین میں ہی پیسے گی جو مرقد شمع گوش گردون کر ہے یارنگ ل برجم ہے چشم جو ہر سے لہو ویا جو میرے قتل پر تم پری انسان میں طہرین گوشت نیستین باتہ اوٹیا قتل سے میرے تو وہ شقائق ہوں جوش سودا ہے خزان میں فصیح میری لکڑی حسن صورت کیا دیا خالق تو مشت خاک کیوں مکان ہر میں آتی میں اندھوں کی طرح	سقت گردون گر ٹری شور مبارکباد سے اب کھلی جو ہر زبان خمیر فولا دستے آئے زندان میں جو بیکلے خانہ خدا سے ای زمین میں خوب لاق ہوں تری بنیاد سے ای دل ناشاد کچھ حاصل نہیں فریاد سے خون کی اک دہار نکلی خمیر فولا دستے غلہ میں ہورون کو صلت ہوگی آدم زاد سے لنگ لونگا تیغ دم بہر کی لیے جلا دستے جہر گیا ہی پھول دم میں نشتر فساد سے قاف میں چپتی ہیں پرمان فیکل دم ہزار سے پردی آنکھوں پر پڑے ہیں نقشہ ایجاد سے
--	--

<p> بہون وہ بلبل جب کیلشکوہ مقدر کا کیا جلوہ سینے میں مری فواف غم دشمن کا ہو کوئی شناسا ہی نہیں حال دل پر دروغ غم دشت پہاڑی سو میری حرف آیا قسین مصیفر و قید کے دن ہی سہر ہو جائینگے نذریر کرتا ہوں جب کہتا ہوں نہیں صوم سال چہا تون کو جب چہا وہ سخت کہ مٹیوں مجھے فصل گل کیلی گئی سوا کسی کام نہیں کوئی مرقد پر نہ لایا ہول نہی مری کر بعد کیون تصور میں ذوق کر نہا نکلو نکو کیا کہینچے ہی آہ ضبط سوز دل جاتا رہا وصل میں بہا مان شادی کا منتھن دیا سست شعر و کوبی اپنی کاٹنا مشکل دخت رز کی شکل زاہد کی کہی دیکھی نہیں </p>	<p> باغبان سیر کی گاہ بکونہ کچھ صیاد سے گہر کیا روشن چرخ غنائہ جلا دے بے اثر ہو کس قدر فریاد ہے فریاد سے اس قدر کی مشق بہتر ہو گئے استاد سے کوئی تو میرا عوض لیکھا کہی صیاد سے تر کر ونگا حلق آب خنجر فولاد سے دیکھتے تشبیہ انکو بقیہ فولاد سے روز غل اوٹتے ہیں اتکاٹا نہ خدا سے کیا ملا سیر بہار گلشن ایجا د سے گر پیر چاہ زرخدان میں نئی افتاد سے کاروان صبر بڑجلی گری فریاد سے اس قدر گہرا سے تم شور مبارکبا د سے دشمنی کرتا نہیں کوئی بڑی اولاد سے پوچھتے ہیں لوگ کیا اس کو را دزاد سے </p>
---	--

<p> ۲۰ صحبت اہل سخن سچ ہے کہ بے حاصل نہیں فیض پونچا تکو سہی عاشق کسی استاد سے </p>	<p> ۲۰۶ جو چیز ہے اونکی وہ بڑائی سو بڑی ہی دیوانہ بنایا خط عارض نے تہا سے </p>
--	--

بیتاب بہت ہوں کوئی عاشق نہ سمجھ جا
 اندھیر کیا ہے یہ تپ ہے برصنم نے
 جیتا ہوں تو مہمان کو رخصت کا رنگ
 کہتے ہو کہ کیوں چاک کیا تو نے گریبان
 اعجاز ہے نخل قد و لبس کا تماشا
 گو دفتر عالم سے شایا مجھے تو نے
 وہ زور ہے نا لون کا نہ وہ جوش سونا
 خالی نہیں قاتل کا ہے قیفیہ پر اگر تاتہ
 سب سے جدا پر صفتیں جمع ہیں مکی
 ہے ذرے پر الطاف کبھی مہر قرہ
 روزن کیے کس طرح مری دل میں نظر نے
 نسبت اعلیٰ تاتی نہیں داموں کا بھی
 دو دو خط عارض سے کہلا حال فن کا
 چشمک نکرا چشم بہت آہو حرم سے
 پیری میں یہاں خواب جل پیش نظر
 کیا بخودی عشق ہے سمجھی نہ زلیخا
 زربخت کے ٹکے رہ خالق میں دیرین

بلواؤ مجھے گھر میں نہیں پردہ دری ہے
 عیسیٰ کو بھی دیکھا تو چراغ سحری ہے
 اپنے سے ہی بڑھ کر محبو درد جگری ہے
 ای حور قاصدا سے لباس شری ہے
 چشموں کو بھی دھواں عقیق شجری ہے
 کیونکر نہ خوشی ہو مرا چہرہ نظری ہے
 ابل میں نہ طاقت ہے نہ آنکھوں میں تری ہے
 بازو بھی ہوتا رکلائی بھی بھری ہے
 انسان ہے حور ہے فرشتہ پری ہے
 خورشید میں ہی عیب پیشانی نظری ہے
 ہوتیر نہ سو فار نہ پیکان نہ سری ہے
 شیشے سے نکلتی نہیں کیا پیٹ بھری ہے
 اس جاوید بانی کو عوض آگ بھری ہے
 تجھ سے ہی فزون تر تیرے چشتی کو چری ہے
 گویا صبح ہوئی نیند پر آنکھوں میں بھری ہے
 دامن کے کپڑے میں بڑی پردہ دری ہے
 غیروں کی گھر میں مرا زانو سفری ہے

کیا علم ایجاد میں عاشق سے دورنگی

۲۰۷ ہنسنے کا کہیں شور کہیں نوحہ گری ہے ۱۳

زلفوں پر ابھی طبع ہے مائل نہ ہیکلی
ایسا جو نقاہت سے گھٹنے کا بدن اُسکا
پہچتا و گزشتہ میں کلا کاٹ کے میرا
میں قبر میں قبیلہ کی طرف منہ نہ کروں گا
ایسی موت شبِ حجب میں چوہشِ نونا
غیروں کو حفاظت کے لیے ساتھ نہ لانا
ایک ماہ جو زلفوں کی یہی راہ زنی ہے
آئینے میں اپنی لب جان بخش نہ کیا ہو
سنا ہوں کہ یہ بولوں میں ہے امریکا گول
مہندی جو لگائی تو گلے روزِ کٹین کو
وحشت مری ہو جاہلیگی کم طولِ مری
شہروں میں ہر قبر میں ہی جا کینگے اک روز

وہ دون کی کشاکش ہر یہ مشکل نہ ہیکلی
خود پائوں میں مجنون کو سکاں نہ ہیکلی
اس وقت جو دل میں ہر یہ قاتل نہ ہیکلی
جب تک مری تصویرِ مقابل نہ ہیکلی
صورت مری دکھلانے کے قابل نہ ہیکلی
کیا وصل میں تلوارِ حجاب اُل نہ ہیکلی
سیاروں کو سائیشِ منزل نہ ہیکلی
آنکھوں میں بھی تاثیرِ ہلاہل نہ ہیکلی
مر جانے سے پڑ مر دگی دل نہ ہیکلی
اس رنگ ہو آرشِ محفل نہ ہیکلی
وق ہوگی تو یہ قیدِ سلاسل نہ ہیکلی
جب آئے تو باقی کوئی منہ نہ ہیکلی

۲۰۸ گزراؤ نکے نقاہت سے نہ پہنچے تو نہ پونچے ۲۰
کیا صفت میں عاشقِ کششِ دل نہ ہیکلی

جو نظر ہے اس طرفِ جہنم رہین ہے
بٹھینے دینے کی نہ صحرانِ زمین
صورتِ شمشیرِ بلیتی ہے زبان

کیا چہر ہی مجھ پر تمہاری تیر ہے
جو بگو ہے وہ آفتِ خیر ہے
چہر ہے فقط وہ آپ کا وہ تیر ہے

بے غش کشتی ہے کسی زندگی
 چشم جو ہر سے ٹپکتا ہے لہو
 آنکھیں بچتی ہیں جد ہر جا ہے وہ
 قیس کے قدموں سے چٹپٹو کا ہے غم
 نشہ الفت کو آنسو ہیں ضرور
 سر کی صورت پائون ہی تھمتے نہیں
 اڑیوں سے بڑھ گئی زلف دراز
 باغ میں وسواس سے جاتی نہیں
 آمد و رفت نفس کا ٹٹے گی عمر
 یاد لب سے ہو گئے لاکھوں ہلاک
 تیرا دم ہر تار ہے دام زلف میں
 چومتے ہی بل کھا گئے زلفوں کو بال
 عاشقوں کو کھانے جاتی ہے نگاہ
 کیا قیامت ہے کہ چین آتا نہیں
 کیون نہ چمکے دست پیر حسین
 ایک دن سونا نہیں ہم کو ملا

اس فوس کو حاجت مہینہ ہے
 آپ کی تلوار کیا فو زیر ہے
 کو سے دلیر جاے مردم خیز ہے
 نالہ زنجیر درد آمیز ہے
 تیز جو سے ہی وہ آب آمیز ہے
 گھاٹ پر خنجر کے پانی تیز ہے
 خاک کو سے یار عنبرین ہے
 نرگس بیمار سے پرہیز ہے
 دانت اس اڑی کا بچہ تیز ہے
 جو سیما تھا وہی چنگیز ہے
 طائر دل مرغ شب آویز ہے
 شعاع رنگ جنا کیا تیز ہے
 مردم بیمار پرہیز ہے
 ہجر کی شب روز رستاخیز ہے
 ساعتہ نور سے لبریز ہے
 سنتے تھے ملک جنوں زریز ہے

شس کا پر تو ہے عاشق یہ غزل

آفتاب خطہ تبریز ہے

گہرین ہم کول بکر کر بیٹھے
 دخت رزقی جلد مراد دہر بیٹھے
 بیٹھے عیش پر تو بہتا ہے
 آسیا کی طرح قناعت کر
 پاسن کا بیٹھنا غنیمت ہے
 آپ کے دور میں نہ اندھیر
 پاس بیٹھے نہ ہم ہی محفل میں
 وہ بالاکیا زمانے کو
 صاف چڑھ جاؤں گا میں کوٹھو پر
 دھت اوٹا نہ تین کھانے میں
 پیش آئینہ صاف رکھ دل کو
 در بدر میں خستہ اب اہل ہنر
 زندگی میں تو خاک قدر نہ کی
 ماہ کا بل کہیں گے جب او کو
 حکم قاتل ہے اپنے عاشق کو
 شجر قد یار چھوٹے کھانے
 ہم کسی پر چمن میں باورین
 پورے پورے ہمارا دل بیٹھا

بات مشکل تھی اتو کر بیٹھے
 کب جگہ ہم ہی تاک کر بیٹھے
 آپ کرسی سے کیوں اتر بیٹھے
 رزق اشد دے گا گھر بیٹھے
 اس طرف بیٹھے یا او دہر بیٹھے
 کوٹھے پر چڑھے جب قمر بیٹھے
 وہ او دہر بیٹھے ہم او دہر بیٹھے
 گھر میں بیٹھے نہ بام پر بیٹھے
 زلف لشکا کے وہ اگر بیٹھے
 چوڑ کر دل او دہر او دہر بیٹھے
 صورتیں لاکھ دیکھ گھر بیٹھے
 بے ہنر ہوتے ہیں گھر بیٹھے
 آگے اب میری قبر پر بیٹھے
 شام ہے آئے تاحر بیٹھے
 آنکھوں پر پٹی باندھ کر بیٹھے
 ایک اگر ظالم نظر بیٹھے
 چوڑ کر سنا یہ شجر بیٹھے
 جس طرح چسپ کھانے تر بیٹھے

<p>سخن من بجائے من باشد زلزلت کے پیچ سے نہیں آگاہ مرد مرا تلوار کا دکھاتے ہیں سلطنت میں جو آیا مرگ کا دہیان لوگ سمجھے چہ ذوق کا قوا کیون اڑھاتے ہو مجھ کو محفل سے مر گئے یاد زلفت میں آخر اسے پری کہ نہ عاشق ابرو</p>	<p>آپ پر کی جگہ پر بیٹھے بل کی لیتے ہیں آپ گھر بیٹھے رشتہ الفت کا قطع کر بیٹھے خاک پر تخت سے اوتر بیٹھے آپ جب ٹیک کر سپر بیٹھے کیا قیامت ہوئی اگر بیٹھے نہیں آئی جرات بھر بیٹھے اڑھتے اڑھتے نہ طاق پر بیٹھے</p>
---	---

فائدہ تم جو مرتے ہو عاشق
آج تک ہیں وہ بے خبر بیٹھے

۲۱۰

۱۷

<p>کسے چکایا انہیں بھی دشا کسے کی کون روپوش رہا جان فدا کسے کی دل چرایا تری زلفوں فرہوا میں قیدی قول اتر وہ اگلے نہ پے یاد تہین ہے ہر اک بکسین ناچار کا اللہ حکیم بات کہتا تھا کہ مر جاؤنگا کہن تم پر جب میں کہتا ہوں کہ زلفت تو نہ تہا خاک سے کشہ الفت کی ہو سوچ قدم</p>	<p>دانت پیر جو تو حقیقت میں جلا کسے کی تم ہی صنعت ہو کہ میری سی بھلا کسے کی کس کو تہذیب ملی یا ر خطا کسے کی دل غ فرقت کا دیا بلکہ دعا کسے کی آپ اچھے پوسے ہمارے دعا کسے کی تمنے آمین جو کوی بار دعا کسے کی ہنس کر کہتا ہے کہ تھپسوں چلا کسے کی اس قدر پیر بھی رنگ خاک کسے کی</p>
---	--

<p>تو جو دشمن ہی تو جسارازمانہ دشمن بعد میرے وہ قینوں کی یہ فرماتے ہیں دیکھ کر زوے صنم کیا فقہ کیا لہر سوت شاہد ہی بہت راہ تہاری دیکھی کب ملی زاہد دعا بد کو صفا صوفی کی ایکے نچ نہ زلفون کا ہمیں اس آیا نہ کہلا آئینہ رخ کی صفا کا احوال مثل رخسار کہا اسے نہ کامل تجھ کو</p>	<p>در و جہان سے دیا تو نے دوا کس نے کی منہ سے سب کتور ہی جان فدا کس نے کی خود فراموشی ہی یاد خدا کس نے کی تم جو کہتے ہو دعا دی یہ دعا کس نے کی حال محشر میں کہلیگا کہ ریا کس نے کی خود پریشان تھے نازل یہ بلا کس نے کی برسون حیران رہا میں کہ بلا کس نے کی بڑھ کے تعریف تری میری سو کس نے کی</p>
--	--

۲۱۱	<p>مگر کو ہوتا دیکھ کے اوسکی عاشق اوسنے اتنا ہی نہ پوچھا کہ قضا کس نے کی</p>	۲۱۲
-----	--	-----

<p>کیا بچ کے کوئی چشم فسون گریو نکلیا ہی حسرت سے مرین پان گلوری جو نہ تم کہا فرماتی ہیں قاصد کو مرے کر کے مقید اغلب ہی اشار سے بلا کر جو چلے جاؤ یار بکین روزی میں مری عمر ہو آخر وہ چوٹ لگو جا نہ تن سیکڑوں پہنچا اندھیر دکھاتی ہوئی آتی ہو شہا ہجر اوشہ جاؤنگا دنیا سے جو افتاد پرے گی</p>	<p>وہ سحر ہے اعجاز ہمیر سے نکلیا ہی آئینہ نہ دیکھو تو ابھی گھر سے نکلیا ہی چوڑے جو تجھے دین ہمیر سے نکلیا ہی تشان ہی آئینے کو اندر سے نکلیا ہی تو چاہے تو کشتی یہ سمندر سے نکلیا ہی داسن جو ترارقص میں ٹھوکر سے نکلیا ہی اغلب ہی ضیاء دیدہ اختر سے نکلیا ہی جس طرح شہارہ کوئی تہرے سے نکلیا ہی</p>
--	--

اسی شوق نہ محتاج کران نامہ برون کا
 گہشتا ہی مرا خون جو پیرہتی ہی نزاکت
 ہون مہم بخود ای جان نزاکت ہو تمہاری
 پردی میں نہیں تو ہی ہو آگہو کو چکا چوندہ
 بیٹیوں جو تہ تیغ تو آئیں دم شمشیر
 بیٹیوں جو مری قبر پر اسے آئینہ سیما
 سر کاٹو تو پیر آئین نہ کو چہ میں تمہارے
 تم آؤ بلائے کو تو اس شوق سے دوروں
 اوٹو اوٹو نہ تم سانسے سے حیرتیوں کو
 ساقی کی ملاقات مٹل ہے جڑی میں
 کام آئے زمانے میں اگر طوق غلامی
 سودا گل و خسار حسیان کا ہو ہے
 سینے میں مے عشق ہو سیم تنو کا
 نازک ہو کلائی او نہیں پناؤ نہ کنگن
 یہ ضد ہی کہ بیعت نہ فقیروں سے ہو منظور

لازم ہی کہ خط اوٹ کے کہو تر سے نکلیا ہی
 قوت نہ کہیں دہشت شکر سے نکلیا ہی
 ڈر جاؤ اگر آہ برابر سے نکلیا ہی
 بجلی سی نقاب رخ انور سے نکلیا ہی
 آنسو کی طرح دید و جوہر سے نکلیا ہی
 نالہ دہن گور سکندر سے نکلیا ہی
 یہ پائوں بھی ہر روز کے چکر سے نکلیا ہی
 دو چار قدم روح ہی پکیر سے نکلیا ہی
 آئینہ کمان بزم سکندر سے نکلیا ہی
 اشد کرے آئے گشاہ سے نکلیا ہی
 قمری کی غرض سرو صنوبر سے نکلیا ہی
 بلبل کی نہ فریاد کہیں گہر سے نکلیا ہی
 آئی ہوں دولت نہ کہیں گہر سے نکلیا ہی
 کیرے کی طرح پوست نہ زور سے نکلیا ہی
 دولت ہی اگر دست تو نگر سے نکلیا ہی

۲۰	عاشق گل و خسار صنم کا پوچھنا را جب سلسلہ زلف معنبر سے نکلیا ہی	۲۱۲
سوئے مرقد میں کہ گہ میں ہر ہے	ایک سبے جب اندھیرا گہر ہے	

ہوسہ لب کے مزے دم بہر رہے
 ہجر میں مے ہی ہلا ہل ہو گئی
 کون کستاپے کہ تنہا بیٹھے
 عمدا کاٹی مرغ تیغ یار میں
 خون اگر سیرا گریبان گیر ہو
 دل محبت میں رہا شیشے کی چور
 قبر پر لازم ہے جاڑو دے کوئی
 دشت میں غیر وان نے مٹی دی بہین
 کون قاصداؤں کے کوٹھے پر گیا
 ایک ساعت میں چمک کر بج گئے
 خار خار غم نے دل کو بہر دیا
 صاف باطن کے نہین کھلتے ہنر
 سدا کی قامت نظر سے گر گئی
 آنکھ تیری پرتے ہی محفل نہ تھی
 سینہ میرا چیرے سدا کاٹھے
 گرمی غور شید کی ایذا نہیں
 جب چڑھائے جام عینک چڑھ گئی
 مال سے یہ پائون کا کرتا ہے کام

ہم حباب چشمہ کوثر رہے
 کس قدر شیشے تھے مجھے بہر رہے
 ہم رہیں شیشہ رہے ساغر رہے
 عند لب گلشن جو بہر رہے
 واسن مژگان لبو سے تر رہے
 ہونٹہ مشتاق لب ساغر رہے
 آئینہ تاگور اسکندر رہے
 آشنا اپنے کمان سب مر رہے
 طالب سدا ج پیغمبر رہے
 ہم چہراغ خانہ بے زر رہے
 کس قدر اس گنج میں نشتر رہے
 آنکھو میں جس طرح جو بہر رہے
 چشم بد دور آپ بالا تر رہے
 صبح تک اونٹے ہوئے ساغر رہے
 پر نہ در و دل نہ در و سدا رہے
 حشر میں ہی خوب دامن تر رہے
 مثل آنکھوں کے مجھے ساغر رہے
 ماتہ وہ چلتا ہے جیسی خود رہے

کینچو عاشق نالہ گر دون شکاف
گنبدِ افلاک کیوں بے در رس ہے

۲۴

۲۱۳

پردے سب اوٹ گئے مری دل سے
کہتے ہیں راہِ دل کو ہے دل سے
پیار کرتے ہیں آپ کو دل سے
شیشہ پٹ جاجی دستِ غافل سے
آئینہ اوٹ گیا - مقابل سے
نالہ رکشا ٹسین سلاسل سے
بحث پڑ جائے گی عنادِ دل سے
سمنے تو بہ کبھی نہ کی دل سے
تسے کیسا دیا بڑے دل سے
کون ہے منہ سے کون ہر دل سے
راہِ ازل بھی ہے ساتھ منزل سے
سوجھیں ٹکرائیں سہ کو ساحل سے
رونقِ رو سے یار ہے تل سے
خار او لجا ہے دامنِ دل سے
عرش پہ جائے نالہ دل سے
عقدے کھلے تھے جنِ انامل سے

قرب ہے جذبِ عشقِ کامل سے
وہ ہی سیری طرفِ بینِ مائل سے
جان دیتے ہیں اسے پری ہیکر
اوس پری کو اوتار کر دیکھے
دیکھتے رہ گئے وہ حیران وار
زلزل ہے سحرِ چشم سے غاشوش
محبو یی جانہ باغِ مین اسے گل
دخترِ رز کی جہانگ تا کہ رہی
بوسہ لیکر بھی کچھ بہلا نہوا
مشرق کیجے فدا یوں مین ذرا
دل دشمنِ عدم سے ہے ہمراہ
اور ترے کشتی سے جب وہ بحرِ صفا
نقطۂ انتخابِ خالق ہے
نہیں مٹتا رقیب کا کشکا
اسے فلک تو بہ کر کے کتا ہون
بند بند اونکے ہیں جداتہ خاک

<p>ماںکا بوسہ کسی نے مج کو ملا تسے سو توف کی جو آمد و شد بوسہ لیتے ہیں غیہ راہرو کا قبر سے اوٹھے یاد رخ کے کر کھتے ہیں متکو جو مہ کامل آج ساتی نے مج کو یاد کیا نا توانی پر اپنی روتا ہوں</p>	<p>بخت چو نکے صد اے سائل سے آتی جاتی ہے سانس مشکل سے یہ بھی خنجر اوتر گیا دل سے ہے یہ قرآن ساتھ منزل سے چاہتے ہیں وہ اوپری دل سے پانی اوتر اگلے مین مشکل سے ٹوٹا اشکون کا تار مشکل سے</p>
---	---

۲۱۴	عشق پیری مین بت کا اے عاشق تو بہ کیجے خیال باطل سے	۳۳
-----	---	----

<p>حدس زیادہ یار کی انگلیا پسند ہی حیران ہوں صلاح اونہیں کیوں پسند ہی سوزوں کیوں ہیں وصف سراپا یار کی خوف نظر نہیں تجھے اے شمع خمیں کیا خاک آہ گرم سے گردوں کو بچو گی میرے قدم سے نجد بلا خیر ہو گیا چرچا نہیں شراب کا ماہ صیام میں ہو سوز غم سے آگ بدن میں بھری ہوئی اشد رنق دیکھا تو لنگے اویسی ہوئی</p>	<p>چڑیا کے بدلے طائر دل آہیں بند ہی چار آنسو سے صاف کہیں چار بند ہی میں نے غزل کہی ہو کہ ترکیب بند ہی دیکھا تو خال دیدہ ناظر پسند ہی خوف شب فراق سے آواز بند ہی مجنون سے کوئی کمدی ادھر راہ بند ہی شیشے کی اس سینے میں آواز بند ہی منقل سے آنکہ اشک کا دانہ پسند ہی فاق سے کج بیٹھے ہیں دروازہ بند ہی</p>
--	---

احوال کسل کیا ورق کا مناس کا
 دیکھا تھا ایک روز کہین او کو خواب میں
 حورون سو کہ رہا ہوں ثنائے مکان میں
 فریاد قید زلف میں کرتے ہیں بے گناہ
 کیا بوسہ ہا لب کی حلاوت بیان کروں
 مجروح کی خوشی سے ہر قاتل کو نفع
 ہمارے پونچ نہ سکا بام یار تک
 مگر ہر ترک عشق صنم کس امید پر
 فریاد دل کی شکوہ بولا وہ بحر حسن
 کرتا ہی یار اس سے ہمارے گنگو
 ترجیح مجھے دیتی ہیں فریاد و قیس کو
 مضمون آہیں زلف شکن و شکن کو ہیں
 غم گوشت کھا گیا ہر فقط استخوان ہیں
 رنگت کی آج تاب میں خوشبو عجیب ہے
 ہر گز ہنسوں نہ جانے کا کل کر چچ ہیں
 خط مور کی طرح لب شیریں کر رہے
 پانی کے ہی سوال میں جاتی ہو آبرو
 دل کنج گئی ہیں سیکڑوں کرتی جاں میں

یہ دشتِ خیل کا مری ایک بند ہے
 محشر ہی ہو گیا ہے مگر انگہ بند ہے
 سیرِ قصور کیا ہے طبیعت بلند ہے
 اندھیر حسبِ قدر ہو چکا انکو پسند ہے
 مانند نیشکر کے مرا بند بند ہے
 شستے ہیں میرے زخمِ اوینیش خند ہے
 کوٹا بہت بلند ہے کوتہ کند ہے
 راضی خدا نہیں ہے درقوبہ بند ہے
 آواز آشنا ہے نہایت پسند ہے
 آنکھوں کو شعبہ دن ہو دہن سحر بند ہے
 جیسکو میں دیکھتا ہوں ہر مردہ پسند ہے
 ہر جاز میں شعرین پست و بلند ہے
 مدت ہو ایک شیر کھڑی میں بند ہے
 دیکھو طلالی رنگ کا سونا سنگ ہے
 کار کی دوستی میں خیال گزند ہے
 شکر ہو یہ نہ شہد نہ مصری نہ قند ہے
 کسکو طلب بغیر خدا کے پسند ہے
 انگیا کا جو ہے بند بلا کی کند ہے

آتی ہے ساتھ آہ کے سینے سو ہی صدا مضبب المثل ہوئے مری اشعار لاجواب نکمر اگئے حجاب نہ سینے کے ایک وز بعد از فنا رہی یہ تعلی غبار میں ترکیب عرض کو بھی اجابت میں خل ہر	سیری طح جگر بھی مراد و مند ہے مصرع ہر ایک وعظ ہر ہر بیت پند ہے انگیا کا ہو یہ گھاٹ کہ پانی کا بند ہے دو چار ہاتھ بام فلک سے بلند ہے سیری دعا وہ ہے کہ خدا کو پسند ہے
---	--

۲۱۵	ہر بیت میں ہرے میں مضامین آبدار عاشق یہ صاف طرز کمال نخت رہے	۱۶
-----	---	----

کلفت گئی غزل کی شائے شراب سے دہنبا چٹھے گا لوٹ گئے کا شراب سو وصلت میں زلف یار کو سب بل کل گنو چمکانہ آفتاب کہی آ کے ابر میں سست میں تیرے سائل دیدار مر گنو سوناملا ہو چین سے مجرم کو قبر میں کیا مانگتے ہو مجھے گزک میکشی میں تم نارک دلوں سو غیر کا صدر نہ اوٹھ سکا تخنہ نقاب منہ سو نہ اولٹی تو کیا ہوا دل میرا غرق بحر تحیر ہے وصل میں وعدہ کیا تھا خیال وفا تھی مزاج میں	یہ بھی زمین پاک ہوئی آفتاب سو ترد امنی شنائیں گے ہم آفتاب سو آگاہ میرے دل کو منتی پیچ و تاب سو اک برق کو ندتی ہو تمہاری نقاب سو پر وہ اوٹھا کہی نہ رخ لاجواب سو اکسیر پائی خاک در بو تراب سو بو آتی ہے جلی ہوئے دل کو کباب سو ٹوٹا ہو دل ہمارا شکست حباب سو انکبین لڑائیں ہم نے رخ آفتاب سو بستان یار میں کہیں نارک حباب سو بیان شکن ہو ہی ہیں وہ عہد شباب سو
---	---

پہلو سے رنگ عارض گلگون نظر پڑا	تر ہو گئی نقاب ہی چہرہ کی آب سو
پونہ چین بنائے تن میں شکستین ہزار	او کھڑا نہ دل مقام جہان خراب سو
کیا خاک قصر یار سو دون چرخ کو مثال	ذریعے یہاں پڑے ہین کرو آفتاب سو
رویہ جو یزیم عیش ہین یہ غرق غنیمت	آواز آ بشار کی نکلی رباب سو

عاشق سوال وصل بتوں سے عبث کیا	۱۶
نکلے جواب کیا وہن لا جواب سے	۲۴۲

ہم سے روٹے تھے وہ خود آکر ملے	ہم بھی کچھ آج کہو سے جا کے ملے
کبے دل میں ہوئی جگہ اپنی	سیکڑوں گھر ہین خدا کے ملے
نہین مٹی بگاڑ کی صورت	جب ملے ہم سے منہ بنا کے ملے
بوسہ خط سے پہر ہر اسے بدن	زہر کو بھی اثر دوا کے ملے
اب کھلا وہ پری ہے دشمن جان	پہلے انسان آڑ ماس کے ملے
سحر آنکھوں میں تجھ نہ لب میں	تک گھسیو بھی ہین بلا کے ملے
خود بخود ہو گئے ہین سب بت رام	کیا عوف طاعت خدا کے ملے
ابتدا سے وہ بہاؤ کہتے ہین	آپ ایک دوست انتہا کے ملے
وصل ہوتے ہی آئے صبر و قرار	آج چوٹے یہ سالہا کے ملے
چاہیے دل کے کہنے پر چلنا	نہین ممکن وہ آپ آ کے ملے
جیت پیری میں گوہر دندان	آبرو کی طرح نہ جا کے ملے
کچھ تو بل پڑ گیا محبت میں	ہم سے گھسیو جو بیچ کہا کے ملے

بحرِ عالم کی ماہیت دیکھی	آشنا دشمن آشنا کے ملے
خانہ تن کی دل سے قدر ہوئی	رہتے قصہ جہانِ ناکہ کے ملے
بل کی لیتے ہیں قیہ گیسو میں	ہم بلا کش ہی ہیں بلا کے ملے

۲۱۷	جذبہ و شوقِ ناتوا فی مین	۳
	بدے عاشق کو دست و پا کے ملے	

<p>جڑے سو کیا نمود ہو حسنِ حضور کی</p> <p>کچھ دل لگی شراب میں تھی وہ بھی دور کی</p> <p>نخوتِ سہائی غیر کو قربِ حضور کی</p> <p>کس کام کا وہ حسن کہ جس سے ہوا نکلند</p> <p>ہوتی نہیں پلک سے پلک آشنا کہی</p> <p>پونچا کہی نہ غلغلہ حشر کا ن مین</p> <p>کیا مرتبہ ہے جلوہ رخسارِ یار کا</p> <p>روئے سے روگنٹوں کو یہ بالیدگی ہوئی</p> <p>مردے ڈرین جو میرا سیہ خانہ دیکھ لیں</p> <p>ابر و ہوا و مطرب و مینا و باغ ہے</p> <p>پہلو کا زخم جاے جریدہ ہو قبر میں</p> <p>ابر و ہوا کج نگاہ ہے کج زلف میں ہر بل</p> <p>گہی کی روشنی سے یہ پہلی شکرِ پیو</p>	<p>قلہ ہے کوہِ قات کا چوٹی ہو طور کی</p> <p>توڑا ہمارے دل کو صراحی بھی چور کی</p> <p>شیطان ہو سزا بھی ملیگی غمور کی</p> <p>کیا صبح آفتاب قیامت کے نور کی</p> <p>یہ آنکھ منتظر ہے تمہارے ظہور کی</p> <p>ناون سے میری دُوب گئی آوازِ صدور کی</p> <p>آنکھوں میں بٹ گئی نہ بچی خاکِ طور کی</p> <p>میرے بدن کی کہاں قبا ہے سہو کی</p> <p>کیا اس سے بڑھ کے ہوگی اندھیری قبر کی</p> <p>خالی جگہ ہے بزمِ مین لیکن حضور کی</p> <p>ہے حشر تک بغل میں نشانی حضور کی</p> <p>عالم سے پر گئی ہے طبیعت حضور کی</p> <p>باقی ہے ملکشان پہ سواری حضور کی</p>
--	--

آدم کی طرح غیر سے کیجے نہ مشورہ
 پڑھتا ہوں شعر ساقی کو شرک و صفین
 لکھتا ہوں ایک طرف داؤد و بن کوین
 عیسیٰ ہو تو جلا کے مذہب و دوسر
 ہے اعتدال آب و ہوا ملک عشق بین
 سیما ہے آج کور شہید ان عشق پر
 پر لگ گئے دہشت کو تعریف یار سے
 کیا لکھنؤ کی پستی طالع بیان کروں
 کہ طرح گھر کو جائیے گا بیٹھے ہی
 آنکھوں میں میری باد دہشت ہو جاوے
 ہین کچھ صدا سے آہ ہین دل کی شکستین
 اونچے پہ چوہت نہ چڑھ گیا گر گیا کیوں
 سوز و رن کو اور بڑھاتے ہین استخوان
 جریا سے حال یار ہو جب حواس سے
 قرب فقیر خاک نشین سب سے بڑ گیا
 بوتے نہ تخم وطن جو سوسے کو قلب ہین

شہیدان سے صلاح نہ لیجے امور کی
 بوائے ہو دہن سے شراب طہور کی
 فولاد کے قلم سے عبارت زبور کی
 پہلے دوا بتاؤ دل نا صاحب و ہر کی
 مجنون یہاں کے کرتے ہین باتین شعور کی
 کیا نور دے رہی ہے سفید جی قہور کی
 شاخین لگین درخت ہین بال طہور کی
 ہین کو شہیون ہین چاہ کی انشین قصور کی
 برخاست ہو گئی ہے سواری حصور کی
 کوٹھی سے میرا قلب شراب طہور کی
 آتی نین سمجھ میں پر آواز دور کی
 افتاد کا پتا ہے بلند ہی قصور کی
 پسلی ہر ایک بنگنی لکڑی تنور کی
 یوچی مسافرون سے خبر ہمیں دور کی
 سوسے کا واسطہ ہو نہ حاجت ہو طور کی
 آتی صدا درخت سے کیونکر حصور کی

عاشق زبان کو رک محرم قریب ہے

ماہم ہین ترک کرتے ہین باتین سرور کی

یا علی مجکو سے ناویدہ محبت تیری
عاصیوں پر نظر رحم ہے عادت تیری
طاعت خالق عالم ہے اطاعت تیری
جنگ میں بھی تجھ کو منظور رہی نفس کشی
حکم فرزند کا تیرے ہو جہان میں جاری
تو تو طاعت میں سلیمان کی انگوٹھی دیدی
نام ہو تیری حکومت کے وہ مرجاتا ہو
اس سے رجعت کا ہوں مشتاق زیادہ تر
توید اقدس ہے توار ہے قمر امیر
تجسسے آقا کے غلاموں کو نہیں چین عذاب
لا مکان پر تری آواز سنی احمد نے
عید نوروز ہے تیرے شرف مسند ہو
خاص اپنا قلع شیر دیا دشمن کو
تیرے ہاتھوں ہو شجاعان عرب زیر ہو
ہو کہ میں صبر جو تجھے ہوا شاہ ہے خدا
جنگ خیبر میں ہونا د علی یوں نازل
تیرا آقا بھی علی میری طرح ہے امیر
لوٹ عصیان کا نہیں خون تری شینو نکو

خواب میں کاش میسر ہو زیارت تیری
حاصلت احمد مختار ہے خصلت تیری
ہر دلی وہ بھی کہ جسکو ہے ولایت تیری
فضل طاعت عالم ہوئی ضربت تیری
وہ بھی دن آؤ گے میں دیکھ لوں حجت تیری
سے صحت حق میں ہو منصوص سخاوت تیری
کاش کافر کے جگر میں ہو یہ دہشت تیری
تیرے فرزند سے ملتی ہے شہادت تیری
پر جبریل سے پوچھے کوئی ضربت تیری
سختی قبر نہ دکھلاے گی بہت تیری
باطنی ہو گئی معراج میں شرکت تیری
قبلہ کعبہ ہوا ہونے سے ولادت تیری
رحمت حق کی طرح عام ہو رحمت تیری
باعث شہرہ اسلام ہو ہیبت تیری
بل اتی میں ہوئی ذکر قناعت تیری
نہ سپیر کو گوارا ہوئی فرقت تیری
تیری طاعت کی علامت ہو یہ حجت تیری
کیونکہ سب جانتے ہیں پاک ہو طہنیت تیری

کیا تماشا ہو کہ یہ شرک ہو عین اسلام ابتدا میں ہو اکیسے میں تولد تیرا پاشکستہ ہوں مرا ہاتھ پکڑ لے یا شاہ کس طرح ہو گا گوارا تجھے انکا الزام کئی باری در دولت پہ ہوا ہوں حاضر	شرط ایمان سو جا ہے نعت تیری انتہا میں ہوئی سب عین شہادت تیری مدد بے سرو سامان تو خر خصلت تیری نسل فرزندوں کو شیعہوں پہ شہادت تیری کینچ لائی ہے تیسے ہند سوافت تیری
---	--

۱۵

ایسا اسباب مہیا ہو کہ عاشق تیرا
سکھن ہو کے نعت میں کرے خدمت تیری

۲۱۹

وہ بھی بیتابی سے ہیں ہر بار اوٹتے بیٹھے
ہوتی ہے زنجیر کی جھنکار اوٹتے بیٹھے
ہلتی ہے جب کا کل خمدار اوٹتے بیٹھے
میرے اونکو ہوتی ہے نگہار اوٹتے بیٹھے
بڑ گیا آخر کو یہ آزار اوٹتے بیٹھے
آتے ہیں تیسے نعت و ناز اوٹتے بیٹھے
سہرہ خاک در دلہارا اوٹتے بیٹھے
جام پی جاتا ہوں میں دو چار اوٹتے بیٹھے
چار آتے چار جاتے چار اوٹتے بیٹھے
ابر دیکھا خاک دیکھی بار اوٹتے بیٹھے
کیون تر پتے کیون پہلا بیکار اوٹتے بیٹھے

اہ کرتا ہے جو یہ بیمار اوٹتے بیٹھے
میرے زندان ذرا ہٹ کر در آرام تم
سیکڑوں بل پڑتے ہیں اونکی کمر میں بازو
میں بٹاتا ہوں وہ اوٹتے ہیں کہ انکو کھو جا
آمد و شد نے احب کی کیا میرا او
ادب و سفاک ابھی جاننا نہ مقلد کوہین
اوسکے کو چے تک پہنچ جاتے جو جھنکار توں
سیکشتی آٹھوں پہر رہتی ہے کچھ گنتی نہیں
نسل مسجد خانہ بت میں جو ہوتا دن عام
چشم گریان نے مٹایا آپ کو دل کا غبار
اضطراب لہو میں لاچار ہم امی ہمیشین

زیر سایہ اوسکے میں رہتا اگر لیکر مکان اپنے کوچے میں جو دیتی قبر سو بڑھ کر زمین اضطر ابے ل نے شدت کی تو آنسو تنم گئی	وہ پری دیتا مجھ آزار اوستے بیٹھے بعد میرے میرے ماتم دار اوستے بیٹھے ٹوٹا آخر موتیوں کا مار اوستے بیٹھے
---	--

۲۲۰	جو بد کرتے ہیں عاشق او کو مشکل میں پکار یا علی کہ اے دل بیمار اوستے بیٹھے	۲۱
-----	--	----

اوس زلف سے لکر ہوا بیگانہ ہمیں سو کیا ہے کہ رکا رہتا ہے میخانہ ہمیں سے سلجھاؤں جو با لون کو تو کہتی ہیں یہ زلفین ساقی تری محفل میں ہیں سرشار ہزاروں ہم خاک بھی ہو جائیں تو ساقی کو ہمیں گرد کیا کیا نہوا پر فلک سو نہ دبے ہم دیوانے نہوتے تو او تریتیں ہی نہ پیمان ساقی نہ دیا آج جو منت سے ہمیں جام دلسوز ہیں دروازے سوا ڈھواؤ نہ سکو دل غم سے برا غیر کو بہر بہر کر دینے جام دل توڑ کے کہتے ہیں کہ تیرے نشہ میں ہم ہو بہر دیتے ہیں کیا غیر تیرا دی ہمیں ساقی ہمیں بادشہ ملک جنوں روز ازل سے	اب لیتا ہوں بل کی دل دیوانہ ہمیں سے کچھ دل میں بہرا رہتا ہے پیمانہ ہمیں سے ہر وقت او کچھ پڑتا ہے دیوانہ ہمیں سے کیا ٹوٹا ہے شیشہ و پیمانہ ہمیں سے بہر جاے فضاے درمیخانہ ہمیں سے نکلا ہے یہ انداز جو انا نہ ہمیں سے گہرا کچا بنتا ہے پری خانہ ہمیں سے کل توڑیں گے گل کر درمیخانہ ہمیں سے روشن ہو چراغ درکا شانہ ہمیں سے خالی نہوا لے لیا پیمانہ ہمیں سے مان ٹوٹ گیا آج یہ پیمانہ ہمیں سے ہو جاے گا خالی ترا میخانہ ہمیں سے کچھ مانگ لیا قیس نے دیرانہ ہمیں سے
---	--

<p>ساقی کو کسی اور کا کشکنا نہ ہے گا خاک اوڑنے لگی جو در عیش کیا بند چپ کر جو دہان جاؤں تو کتنی ہین آئین مجنون سے غزلوں سے محبت ہوئی تو کیا جگہ میں جسے شام ہوئے نام ہمارا خطر رخ گل رنگ نہین زہر کیو باتوں میں رعایت ہے اشاروں میں کیا یہ</p>	<p>تو تاجوزہ قفسِ دریاخانہ ہین سے آباد ہے ساقی ترا سیخانہ ہمین سے بجھتا ہے چراغ در کا شانہ ہین سے پیرویوں سو جنون میں ہوا یا نہ ہین سے در قی ہے بلاے شبِ یرا نہ ہین سے حذر رکھتا ہے یہ سبزہ بیگانہ ہین سے سکی ہو ہو تم انداز طریقانہ ہین سے</p>
--	---

۲۳

اسکو ہی حسد عاشق دل چاک سوچ کیا

۲۲۱

زلفوں میں او بھٹتا ہے بہت شانہ ہین سے

<p>نہ زنا نہ و پیغام کی دلبر نہین رکھتے سر کاٹ چکے سرد ہو احسبتم ٹپ کر گماں مل ترے ابرو کے تر پتہ ہین ہمیشہ نکلا نہ کسی کام صفائی سے ہمارا بودی ہے شرہ ٹوٹ کے ہجائیگی دل ہین غا ہرین سیاہی بہتہ باطن ہیں سیاہی دل پیر دو میرا جو صفائی نہین ہوتی جتنا تھا احسبم میں ہم رو چکے اتنا اب سید زنا کی ہین خوش نہین آتی</p>	<p>بت کیسے خدا ہین کہ پیر نہین رکھتے اب کیا کہ تم ماتہ سو خنجر نہین رکھتے سر کاٹ لین وہ آب یہ خنجر نہین رکھتے آئینہ ہے دل نجات سکندر نہین رکھتے فساد ہی مہر حکا نشتر نہین رکھتے اس واسطے بالوں کو قائد نہین رکھتے آئینہ جو رکھتے ہین مگر نہین رکھتے آنکھوں میں کچھ اسے یا سمنہ نہین رکھتے آزاد بہت دن کہیں بستر نہین رکھتے</p>
---	--

<p>وہ کون سے دن ہاتھ جگر پر نہیں رکھتے ہم خود ہین بلا زلف کا کچھ در نہیں رکھتے ہم حوصلہ نالاش محشر نہیں رکھتے ڈورا نہیں سوراخ یہ گوہر نہیں رکھتے نکلے ہوئے پر سیپ ہین گوہر نہیں رکھتے کچھ زینیں رکھتو کوئی زور نہیں رکھتے گرشتہ ہین گویا وں مین چکر نہیں رکھتے سر کاٹ کے وہ پانون زمین پر نہیں رکھتے گو آپ حقیقت مین کمین گہر نہیں رکھتے دیدار کی طاقت تو ہمیں نہیں رکھتے ہم گہر نہیں رکھتو کمین بستر نہیں رکھتے نکلیے نہ تو ہاتھ سے بستر نہیں رکھتے ہم تیغ گلی ہین کوئی جوہر نہیں رکھتے</p>	<p>صد مہ مری آہوں سو پونچھا ہے یقینی ہر گہر مین سو اکوچہ گھسیو سے اندھیرا واقف ہو عاشق سبب جو ربتان کا حیرت ہو کہ آنسو کی ٹری بنتی ہو کیونکر ٹوٹے ہوئے دانتوں کی ہین مین ہیئت ہم داغ جنون رکھتے ہین باطوق و سلاسل تقدیر کے پرنے کو علامت نہیں دیکار چلنے لگے پتھون پہ فلک پر جو داغ آج آنکھوں مین ہے گہر آپکا دل مین جو جگر مین ہم کیا ہین کہ جو حوصلہ دید جتا مین منظر رہتی کچھ دن کے لیے سیر جان کی ہسائیگی گور غریبان سے ہے آرام قابل ہین شکستوں کو مگر ہے دل اپنا</p>
--	---

عاشق وہ چلے آئیں کہ ہم کو وہین بلوائیں
قسمت وہ نہیں ہم وہ مقدر نہیں رکھتے

۲۸

۲۲۲

<p>یہ وہ جنت جو حسین تخلیق جو عرو و غلمان نقاہت مین جنون کتب و چلتا ہر گریبان کیسے گرو جھاڑی ہو کبھی مچھرا کو زبان</p>	<p>قیامت تک نہ کھاؤ نکا بہشت کو جو جاتا کروں پہنری نہ کہ دیوان و بھاکر مین خار و عیلاں کہ درست ہمارا دل نہا ہو کیا معافی ہو</p>
--	---

فلک میں مجھ میں ہو غم و دوا براہیم کی نسبت
 سمجھتے ہیں تری نچیر اسکو گریہ شادی
 چورائیں لوگ کیوں پیرایہ ہضمون ہودہ
 مصیبت پر سبکی جو ہنسنا گویا چھری ری
 طبع نفس الارہہ قید زندگی میں دل
 خراش ناخن غم کو شاید دست و چشت
 جتنا تا ہو تجھے بیکار زاہد لذت عقبے
 لباس شہر میں قیدی ہو ہضمون لطیف دل
 تری گردن پر وہ شمع تجلی اسے پری بیکر
 میں وہ دیوانہ آتش قدم ہوش و وحشت
 ملا مجھ زار کو وحشت میں یوں سامان حیا
 سوا دھڑکا قند لب سبب کیا ہو ہر گم
 وہی نازک مانگی ہو ترے لاغری سود و حیا
 جلا پیکر جلا بتر جلا گد آتش غم سے
 جنون میں سنگ غفلان ہو کچھ محبس ملا کہتہ
 صفائے کی وکین کو پو تو بند پیرا ہن
 نہیں معلوم کہ ہے قید کی کڑیاں و شاتاہوں
 زمین شہر کی مٹی سے نکلے گو ہر ہضمون

چمن ہو لاہر دل میں تشنہ باغ غریبان
 ٹپکتے ہیں لہو کو اشک شہم زخم خدا ان سے
 کسکیونفع کیا ہو چادر کو غریبان سے
 پڑی ہیں گما ڈول میں رشخند زخم خدا ان سے
 ربائی پائی تھی پوست و ملک اہل زندان سے
 قبا کو ہبہم میں ٹانگوں دیئے تار گریبان سے
 کہ آدم خواہش دنیا میں کلک باغ رضوان سے
 سوادی جائے تن روح کو کیا کام زندان سے
 کہ پرواز نہارون لپڑی رہتی ہیں گریبان سے
 نہ گردانی گریبان تک او بجا خار و اماں سے
 کھنڈ قصر جاناں بنگلی تار گریبان سے
 ہجوم سور ہے شیرینی سیب زرخندان سے
 کہ سر پہ تاج و دیدگر دش چشم غزالان سے
 نہ برسیا کیسی مینہ تنخیل بہار بڑگان سے
 یہاں ہی رات دن گزرتی ہیں پہلو تختہ انداز سے
 اگاکر لیجیے چوکان ذرا گوئی گریبان سے
 سنا ہونگ بکر جگر کیا پر قتل زندان سے
 فلک نے بھر میں موتی بنالو آب نیاں سے

<p>ہمیشہ عاشقوں کے دم پر چڑھتے ہیں پری ہیکر سیہ خانہ مرا حکمران کا اوس برق تجلی سے غبار راہ میں پہیلا ہی نور اسے شمسوار لیا ہزاروں وصل کی شب ذرہ فشاں کو جگنو تو مری بخت جگر لیکر چھو لو اپنی شرکان پر ہر اک شقائق کی آنکھیں لگی رہتی ہیں ٹوٹی نہ پوشیدہ ہیں بقیس کی سابقین سلیمان سے پہرے زندان کردن اک وز دیوانہ گنجان سے کہ ہر کاوی میں ہلا ماہ کا ہے گرد جولاں سے ستارہ گر پڑا ٹوٹا اگر تکمہ کریبان سے کلیجا غیر کا تو ٹینگے پر یہ تیر پیکان سے نینیں دیکھا در دلہ ار کو خالی نگہبان سے</p>	<p>۲۲۳</p>
---	------------

۲۲

نصیحان جان سے شہرہ اعجاز مصحف ہی
سنگوئی کی عاشق داد ملتی ہو سخندان سے

۲۲۳

<p>یون سر پہ نخل خشک پہ جیسے ٹہر رہے دغ جگر ہی چار پہر تک قمر رہے صحرا کو میں نہ جاؤں تو آباد گھر رہے ریگ روان کی طبع ہمیشہ سفر رہے اچھا بتاواتے دنوں تم کہ ہر رہے یا قوت کا نہ رنگ نہ آب گھر رہے اونکی نگاہ پر جو ہماری نظر رہے ہم نہر کہا کے آج لب چاہ رہے بل کہا کے بال بال پہ تار نظر رہے یہ چار داغ دل چہ مری عمر بسر رہے</p>	<p>باغ جہان میں سو کہ کے ہم باور رہے وہ مہروش رہو جو قابل تمام شب سودا نہ تو یار ہی پر سان حال تو گشتگی نے خاک کیا جھکو اس لیے لو ہم سنائیں گے نہ شب غم کی داستان بوسے طین تو یون لب دندان کو چوس رہے اسکھو آنکھ مارین ہزارہ نہ اوس سے ہو جانے دیا نہ خط نے وقتن تک طبع دکلا دوزخ کو تو بناوون کلاہون پوچھا نہ کچھ کہا نہ وہ آئے زمین گیا</p>
--	---

<p>ہفتی نہیں خبر کہ کمان تو کہہ رہے دیکھ بدن میں سر پہ مرے جانور ہے کثرت سے شانِ غل بدن میں ٹہر رہے یا یہ بلا تو زلفت رہے یا کمر رہے آئینہ میرے قلب کا تیشِ نظر رہے تم اپنے گھر گئے تو بیان ہم ہی رہے وہ نخل ہے کہ غام ہمیشہ ٹہر رہے سیدھی ہی ہو جو زلفت تو سیدھی کمر رہے گیسو میری نگاہ میں جو رات بہر رہے پنجے میں آفتاب کے بیب سحر رہے غیروں کے آفتاب ہمارے قمر رہے</p>	<p>پیرا کروں کہی جو مہینوں کے بعد ہی مجنون سی ہی سوا میں رہا دشتِ نجد ہی ٹوٹے تپِ فراق میں داغوں سے باتہ پانو لچکی کمر جو زلفت کے پلوں سے یوں کہا سخت کی یہ دوا یہ علاج غرور ہے کیا سوئے خواب مرگ سی بدتر یہ خواب تھا پستانِ سخت سے ہے قدیارِ پوشال بل بہن کمر کے بال میں گیسو کو سچ سے بچہ بچہ گیا چراغ یہ گھر میں دھواں گستا و سنت جنوں کو قصد جو دامنِ شب کا دن کو کہن میں پھر سے وہ رہی شب کی میری</p>
--	--

عاشق ہوے ہو پیر گیا سو ہم شباب

۱۷

اوٹو سحر ہے خواب میں تم رات بہر رہے

۲۲۲

دوغ ہمار عمر ہے امنوس ساتھ ہے
 ہمراہ میرے یار ہے فانوس ساتھ ہے
 بت پوچھو کو جاتے ہیں ناقوس ساتھ ہے
 گو سرحد اسے ہے حشر پاؤں ساتھ ہے
 آرام ہوں باغِ غلدی طاؤس ساتھ ہے

دنیا سے ہی سفر دل مایوس ساتھ ہے
 شب کو جو پیرہن سے نکلتا ہوں تو جسم
 سنگین دنوں کو شوق میں نالان ہوا ہوں
 اسی ترک بعد فرج کے شوکر لگائیے
 کوچے سے اونکو ہر دل پر داغ ساتھ ہے

<p>آواز گریہ سے دل پر داغ کو ہو وجود آزاد ہیں فقیر یہ ہم مانتے نہیں پیپ چپ کر آئے غیر مجھے ہو گئی خبر صد مو اوٹھا دیو لکے جو کہنے یہ ہم چلے خلوت نشین حبیب سے پروانگی نہیں ہین ل میں داغ ہجر جناری پر مور چل بیشک حفاظت ل رشون ہر جسم سے راہ عدم میں روح نے چوڑا تو کیا ہوا غربت میں آشنا ہیں نہ ہمراہ ہیں غریز چلے کا گل چراغ کی صورت ہو جلوہ گر سنیوم دل ہو شہر خراسان ہو کیوں پر</p>	<p>باران کا شور جلوہ طاووس ساتھ ہے بے قید تن ہو روح تو مجھوس ساتھ ہے دل کیا دیا ہے اکچو جاسوس ساتھ ہے اب تجر بہ ہوا کہ یہ منخوس ساتھ ہے پروانوا آج شمع کے فانوس ساتھ ہے طاووس پاس ہو سر طاووس ساتھ ہے جامہ بدن کا صورت فانوس ساتھ ہے دل جس ہو جسم زار ہو فانوس ساتھ ہے جان خزین ہو یاد دل مایوس ساتھ ہے ماتہ استین میں ہو کہ فانوس ساتھ ہے شوق جو رقبہ شہ طوس ساتھ ہے</p>
---	---

عاشق ہمیشہ سر پہ لپیٹے رہو کفن

۲۲۵

کپڑوں کا غم نہیں جو یہ ملبوس ساتھ ہے

<p>کسی دو اکرون میں کہ ہر کی خبر رہے سنکر صدا ہی آہ کو تمنے اوڑا دیا زلف دراز یار نزاکت کو بہہ دیا پرسان حال غیر کی دولت کو ہو قیام دیو بند پھاند جائیں گے در پھینچاں</p>	<p>دل کی خبر رہے کہ جگر کی خبر رہے یہ کچھ نہیں پر اس کے اثر کی خبر رہے گیسو ٹیڑھے ہو کر کی خبر رہے خیر اپنی ہے جو اور شہ کی خبر رہے بھر کا بند دولت ہو گھر کی خبر رہے</p>
---	---

پیری میں زاد راہ عدم کا خیال رکھ اس بند کر کے آپ اولٹے نقاب کو حشکی تری کا آپ بھی کیجے ذرا سفر جونچ سکے بجائے سوز فراق سے	اب کوچ ہے قریب سفر کی خبر ہے مخاض میں نیام کی نظر کی خبر ہے سو کہے بیون کی دیدہ ترکی خبر ہے اب ل تو تھک چکا ہر جگر کی خبر ہے
--	---

عاشق خیال یار میں یون محو ہو جیے	۲۶
باہر کا ہو خیال نہ گھر کی خبر ہے	۲۶۶

پونچ جاتی ہیں ہم میں بند کھولی کی گہر باندہ جبر و ہن آج کل طراز زلف یار کے تیر جلے دل کو ہنسنا یاد ام گیسو کی مسلسل کیس تیغ نگاہ ناز کا ہے خوف عالم کو ہماری عمر گھنڈی باغ عالم میں نہیں جانا تلاطم ہر بہت آبِ رودان میں ان دنوں گم سے قتل ہے مد نظر تو رات کو آنا نہ چوٹو دیدارِ نگین بخار وہ جو غصے میں عدم کو راہیو اعمال نیک پوچھا پوتم ہماری آہ سوزان و حفاظت کی ترگوہ کی مرعہ قاصد کی پنی تیغ یون غصے سے فرمایا کسے ٹوکا کہہ لکھا کہے جانا کسے تے کا	عدم نزدیک ہر انسان کیون زل و سفر باندہ گرہ مضبوط اپنی خوب بانی کا گہر باندہ عبث صیاد پائی طائر ہے بال پر باندہ کہ سبکی تیلیاں آنکھوں کی ریتی میں پاندہ کہ کہے پر کی صیاد نو داکے پر باندہ گم لب بند سیلاب یم آب گہر باندہ نہ ڈھٹ بندی کی کوئی راہ میں تیغ نظر باندہ نہ یاد زلف مشکین کا وہ مشکین اگر باندہ لے گا راہ میں دکھلا کر جو راہ سفر باندہ شال شعلہ جو الہ چکر رات بہر باندہ کیسا کا نامہ بر آتا ہو کاغذ کی سپر باندہ بزاروں آئے طوفان اگر مرچو گہر باندہ
---	--

نہیں پورین جہاں پہن سب یہ شیریں کے
 غزل کو شعر گم ہونے لگے ہوجو سے جھٹنے
 نہ شہرِ مدہ مروی گھر چار دن کتنی سماجت کی
 نشانہ بن گئی مدت سو ہم تیر حوا دشت کا
 زبردستی کر گیا سنا سن شیرین او اوں کا
 اندھیرا لگندہ مرقد میں منعوم کے بلا سے ہو
 کمی ہو تیغ ابرو سو جو میری قتل میں دم بہر
 کہو دتیر میں دہبا داغ کا ہرگز نہ چوڑا گا
 چہ پایا گھر میں اوس محبوب کو مانستہ تیغ
 لبون پر دم تھا میں نے پیٹ میں اس چہری
 دعای بے اثر میں آہ کو شامل کروں کیونکر
 اسیرانِ قفس پر رحم جب صیا کو آیا
 سو اکھن جائیں گوید زخم میں تیغ تبسم کے
 سرائی دہر میں تقدیر کا یہ حکم جاری ہو

بہر و سدا داغ کا کیا ہے جو عاشق دل لڑا ہو
 لڑائی پر نہیں جاتا کوئی خالی سپر باندہ ہے

تصدیق دل کو ہو جو کلام مجید کی
 دعدی کا اشتیاق ہو دہشت و عید کی
 کوئی ہے چرخ گنج خدا سے وحید کی

جو زیت میں سنا تھا زبانی برید کی
 دغ جگر کو تیغ نگہ سے تراشیں
 یارب صراط پر ہو تو وقت مرا قلیل
 کہینچا قریب تو عرفین آیا حجاب سے
 کرتی نہ کیوں نبوت یوسف کا اعتراض
 پہنچتا نیسے گا شکر لب کو چہا کے آپ
 مجھ مردہ دل سو مانگتو میں زیت میں
 پردہ یہ تھا کہ پیر دیسے تان یا سنے
 وصل دوام عشق حقیقی کا ہے پسند
 ہر شب ہلال ابرو جانانِ نغمہ پڑا
 دیا ز یار نو کا جو لپکا ہے آنکھ کو
 قاتل کی تیغ او گل کے چلی میر حلق پر
 کہینچوں جو دل سو آہ تو کہتے ہیں ہو چکر
 دل کشتہ کستم ہے بدن داغدار ہے
 مجنون وہ ہوں کہ قید تو کیا بچھو میں ہی
 گہرا گیا بونچ کے دمان کچھ کا کچھ کہا
 طینت میں ہو فساد آئی ہے جبر سے
 ظالم نہ اختیار یہ مغرور ہو کسی

مگر فرشتہ تین سو ہی گفت شنید کی
 ہو دستخط ملک پہ نشانی رسید کی
 آئے صدائے کان میں ہل سن فرید کی
 اور گل ہو یوں کتاب کی ہنوشید کی
 بخشا شباب پیر زرخشا ترید کی
 میری زبان اثر میں زبان ہو فرید کی
 ہو جسم خاکسار کا تربت شہید کی
 دیکھی جو آنکھ مست گئی رغبت خرید کی
 آیت مری زبان پر ہے جبل اور پیکر کی
 ہر صبح میں فی ماہ مبارک بیت عید کی
 لذت ہے کان کو ہی کلام مہدی کی
 آہن زبار گیندین غنم کی کشید کی
 آواز آشنا ہے مگر ہے بعید کی
 پہو لون سو چپائی رہتی ہو تربت شہید کی
 سنت کی بٹریان نہیں ہنسن حدید کی
 دل سو گرا جو سانس چڑھی تھی برید کی
 آدم کی خاک جسم نہیں ہے خرید کی
 کیا ہمار دن رہی جو حکومت خرید کی

<p>انجام ہی سرور کار کے خیال میں ہے لفظ حمد کا ہی مرکب حروف ہی تاوار پاس ہو جو نکلتے ہورات کو کچہ قبر میں کفن کے بدلہ کی فکر کر فریاد کا ہے شغل دل دا غدار کو ایسی خوشی ہے قتل کی مجھ دل نگار کو پایا ہے قتل نامہ جو قاتل کے ہاتھ ہی صرع ہوا جو طرح شگفتہ ہے دل مراد سر سبز خون ناب سو ہو گلشن حیات</p>	<p>سمجھے مضر بین ہی دوا می مفید کی تعریف ہو بسیط و حید و فرید کی نص آئی ہے حید میں با شہید کی ہے زیت میں ہوں جو لباس ہدیہ کی بلبل چہر میں مست ہے اپنی نشید کی زنگین کی ہے خون و پوشاک عید کی فریاد بن گئی ہے سلامی رسید کی تھی قفل باب طبع کو حاجت کلید کی جاری ہیں باغ جسم میں نہرین و رید کی</p>
---	--

۱۹	عاشق فلک کا جور فراموش ہو گیا جب ہم کو یاد آئی شقاوت یزدیدی	۲۲۸
----	--	-----

<p>رہا اگلے وہ کمان لطف ملاقات گئے باندہ کمر حال کمر راہ فنا پیش آئی عین حکمت ہو کمال حال نظر بازی کا دل لگی کے لیے شبنم سی ہی جی بہلایا صبح نام کی طرح آنکھ کھلی سپیری میں نیک دید و ہر کر سب یکہ لیے سفتہ میں تو وہ یوسف ہو کر رویا میں جو دیکھا تجھ کو</p>	<p>وہ زمانہ نہر یا ر وہ دن رات گئے لیکے ملک عدم آباد میں سوغات گئے عاشق چشم جو پڑھنے کو اشارت گئے پاس زاہد کے پے حرف و حکایات گئے کیسی غفلت میں جوانی تریوں رات گئے آٹھوان میں ہی آتا ہو جہان سات گئے خواب کے پڑنے کہی ل سو خیالات گئے</p>
---	--

<p>راہد اوکس کنبہ ابرو کے فراگرد پرو صورت روح ہوا ضعف سے یہ بطیم پروئے غفلت کو بے اوٹھو تو عجیب جد ہوا کینچ لائی ہے سرشام مجھے الفت رفت تنگدو مین جو برہن سے نہ مطلب نکلا مال اولاد کو بخشا تو کفن چرون کو اہل نیابین خفا اہل عدم آزرده مٹ گئے آپ نہ دنیا کا گہر نہ ابگڑا خوب سارو چکے جب روح بدن نکلی یادسی یاد رہی مانگ کی زلفون کو ساتھ وصل مین اول شب آج کھلے گا جوڑا</p>	<p>ابھی کیوں سو سے دم قبا جامات گئے آپ ہم پیش خدا شکل مناجات گئے شل صوفی کے پٹیر مقامات گئے آپ فریاد تہن کیوں آؤ نہ تم رات گئے کہجے کوہ کیہنے راہ کی کرامات گئے ملک فانی سے ہی کرتی ہو خیرات گئے لیکر آئے تھے نلیکروں کو غفات گئے قبر مین لیکے نہ منعم یہ مکانات گئے گلشن دہر سو ہم دیکھ کے برسات گئے مانگی اوٹھ اوٹھ کے دعا دو پہر رات گئے کالی آند ہی ہی اک آنی کو کچر رات گئے</p>
---	--

ہے محد ایک نشان ملک عدم کا عاشق

۲۹

۲۲۹

ہمت اس راہ مین جو یا سے علامات گئے

<p>دہ راہ راہ عدم ہر جو بادشاہ چلے نصیب دید وطن کیا ہونا توانی مین تقت درون سے ہوا رات کو سفر منظور ہمار جی گوراندہ سیری جو در سے دیکھی تہون نے منہ نہ لگایا جو تمکو دینا مین</p>	<p>برہنہ پاوتہید ست و بے کلاہ چلے جو طول عمر چلے ہم تو عرض راہ چلے عدم کو فرد عمل کر کے ہم سیاہ چلے چراغ گہی کے جلانے وہ رشک چلے خضاب کر کے کہاں شیخ و سیاہ چلے</p>
---	---

ذوق کے عشق میں ایک کشش ہو جاتی ہے
 وہ ماہ جہانگیر کنوئیں میں تو ہوجوہ سیاب
 کبھی کبھی جو تم آؤ تو دل نہ مر جہاں
 چرسے نہ تاؤں مردن بتوں کو دم پہ کبھی
 جہانوں کو دل کو نہ تھکی میں لہو والی میں
 کفن کے بوجہ سے فارغ رہی جو غربت میں
 اسید وصل میں گزرا ہے مجھ کو نیم ماہ
 بڑا ہے خچہ و حشت جو سوے دہن چٹا
 و فور گر گئے خوف خدا نے پاک کیا
 ہی میں پشت کی جانب چلین ہیں ہر گول
 ثبوت ظلم صنم خوب ہو گا محشر میں
 تمہارے ظلم کو بازو کہیں گے محشر میں
 چرسے رہے مرتے دفتر گناہ کی بیسون
 بہشت میں ہیں جو جہنم تو بت ہیں جہنم
 بیان جنت و دوزخ رہا کشاکش میں
 تمام عمر ہماری جو شعلہ میں گزری
 جگر پہ داغ رہا رخصت جوانی کا
 کوئی رفیق نہ رہا ہے کوئی قاتل نہیں

کہیں سنا ہے کہ پیاسے کی سمت چاہ چلے
 اوہل کو چاہ سے باہر کو آب چاہ چلے
 اور نسیم بہاری بھی گاہ گاہ چلے
 خدا کے فضل سے اچھی بیان بنا چلے
 نہ موٹے بنے کہیں اس طرف سے وہ چلے
 عدم کو لاؤ گے پشت تار کو گناہ چلے
 اور ترے بام سے روز عروج ماہ چلے
 اوٹھانے کو کو دو تین برگ کاہ چلے
 محیط اشک میں بہتی ہوئے گناہ چلے
 ہمیشہ پانوں سے دنیا میں رہا چلے
 جوداؤ خواہ چلا دل تو ہم گواہ چلے
 اوٹھانے کے مصحف رخ ہاتھ پر گواہ چلے
 یہ بار اوٹھا کر فرشتے کبھی نہ راہ چلے
 کہ ہر کی بندہ عاشق مزاج راہ چلے
 اوہر ثواب تو لیکر اوہر گناہ چلے
 نہ آنکھ کو ملی نہ اوٹھے کبھی نہ راہ چلے
 یہ رنج ہے کہ وہ عشرت کو سال ماہ چلے
 عذوب کے قصے میں بیارو بی بیابان چلے

وہ ناتوان ہیں پٹھاری جو اپنی سخت پہ تو چٹین ہو جو شب غم میں صبح ہونے کا جلو میں تیر سے چلین گرتے پڑتے ہیں سین قیام قیامت تو جائیں فریادی اسید ہر پہ دل ذرا نہ تھی ہمسکو	ہمارے نام کا سک نہ بادشاہ چلے ابھی نسیم حشر بنکے میری آہ چلے جرب بنتی ترے آگے دیکھا چلے قیامت آئے اگر تیرا ادخواہ چلے سیان حکم حشر بے گواہ چلے
---	--

۲۳	قریب مرگ ہیں عاشق مگر نہ چوڑا عشق اخیر وقت میں ہم وضع کو نباہ چلے	۲۴
----	--	----

عجب طرح کی صفائی مرے غبار میں ہے عنان تو سنفس اپنے اختیار میں ہے یہ بے سببکے نہیں زور شور آندھی کا فراق دل میں بیان تک تو سینہ کوٹا ہے لیا ہے خون بہت گیسوؤں کو گردن پر نہ آؤ گور غم بیان پہ فاتحہ پڑھنے ہزار بار پھر اگر دناقصہ لیلی سرور بادہ دولت کبھی مجھے نہ ہوا چپائے ہوں تن غامی میں ناز و دلچسپ کیا نہ دل نے مرے شکوہ ستم ہرگز تپ درون ہو مرے بند بند میں ہر کشتک	وہ دیکھتے ہیں کہ آئینہ رکھنا میں ہے مزا پیادہ روی کا کمان سوار میں ہے ہمارے خاک کا ذرہ کوئی غبار میں ہے کہ نیلگون کفن جسم سو گوار میں ہے بجائے شک لہو نافہ تار میں ہے ہر ایک طرح کا مردہ بیان مزار میں ہے کبھی نہ اپنے پوچھا کہ کس قطار میں ہے یہ غم رکھو کہ بہت درد سر خار میں ہے یہ آفتاب قیامت ابھی غبار میں ہے بہت جری ہیں مگر ایک یہ ہزار میں ہے جو استخوان ہو وہ کاٹھا سا جسم نار میں ہے
---	--

شایا تھے جسے اوسکا یہ ہوا شہرہ
 کچھ تو صورت تیزاب رنگ کو کاٹے
 ہوا کے جبہ کون سے ہوتا ہے تشاراج
 نہ ہو گئی نہ یہ مر جائے وصل میں احوال
 ہمارے صبر کو خرمن پہ آگئی آفت
 مرے طریق پہ چلتا ہے ابلق ایام
 فراق عیسیٰ لب میں ہو آہ آتش ترا
 تہان ہند کا سکھ پڑا خدائی میں
 لرز کے لوگ مری قبر پر یہ کہتے ہیں
 جو سخاوت میں تنکے تو دل غ صورت گل
 مہن کی یاد نہ ہو لے گی آج مستون کو
 کھلے گا روح جو کھلے گی جسم خاکی سے
 عبث ہو فاتحہ پڑھنا قبور پر واعظ
 نہ باغبان کا تصرف ہو انہ دخل خزان
 سفر سے پہر کے نہ پایا وطن میں یار کو

شہید قبر میں ہے یا ولی مزار میں ہو
 غضب کی آب تری تیغ ابدار میں ہو
 مثال نکلت گل روح جسم زار میں ہو
 گل بہشت ہو جو پھول تیرے ہار میں ہو
 فروغ برق غضب آنسووں کے تار میں ہو
 عذاب فرس کی میان دست شہسوار میں ہو
 شرار کے کیون نہ اوڑھیں جان ہر شرار میں ہو
 کہ حصر حسن کی دولت اسی دیار میں ہو
 یہ شق جو ہے دل بیتاب س مزار میں ہو
 جنون سے مہمیت گلہ سے جسم زار میں ہو
 صدا سرو دے کے مانند آبشار میں ہو
 سوار منزل ہستی ابھی غبار میں ہو
 سواۓ جسم و کفن روح کس مزار میں ہو
 بہار خلد مرے جسم داغ دار میں ہو
 کوئی نکل گیا باہر کوئی مزار میں ہو

سواۓ یاد خدا کچھ نہ ذکر ہو عاشق

۲۱

زبان چلتی ہے دل جب تک اختیار میں ہو

۲۳۱

تراغم ای غلامی رنگ سوئے کا نوا ہے

لبخیرین سو چہٹ کر خون ل شربت کا پیا کا

تروید رہا ہر دم تلاش بندش نوین
 خدا ہوں آرزو پر خواہش لکامین عشق
 ترقی ہے اطاعت سے تقرب ہے عبادت سے
 بہلتا ہے دل ناشاد لطف زیت ہے اس سے
 مکان کس نہ کی صورت بدن ہے ضعف پستی
 طلب ہو سہ جو کرتا ہوں تو کتو ہین نہ تھو
 نہ آئے آشنا بیا گر یان کی عیادت کو
 لباس فقر میں ہے میری صورت تیری تانا
 ترقی اس سے لڑ کون کو بہایت ہے جو انون کو
 مجاور ہو جو بیت افتد کا تعظیم ہے لازم
 جدائی ایک مہمکن نہیں معشوق و عاشق کو
 عجب اعجاز سے تیغ نگاہ ناز دلبر میں
 بناوٹ اور ہی آفت ہو اس مغرور بند کی
 ہر اک شکل ہے آسان صبر سے ماند غصے کے
 وہی صورت وہی رنگت وہی ہیبت وہی
 مجھے کیونکر نہ ہو ایسا حقودا پور روز کی
 بڑا کر آپ اپنے قتل کا سامان کیا ہے
 نہیں آئی اور ہر سو کہ کسی جاکو کس کو تاکوں

دل مجروح کے بد زمری سینے میں چلا ہے
 مرا معشوق ہے سب کا گوارا نہ کالا ہے
 دعا قبول درگاہ خدا میں بول بالا ہے
 بہت مدت سے میں فیروز کو پہلو میں پا لایا ہے
 رگون کا جاں میری جسم میں کٹری کا جالا ہے
 ہنسی ہے دل لگی ہے کیل ہے نہ کا نوالا ہے
 کہ دروازی ہے جو کو چہ ہو وہ ندی ہے نالا ہے
 سیہ کلی ہے سر سپر اور بچا مرگ چالا ہے
 مراد یوان فن عشق کامل کا رسالا ہے
 ہمارا در دل گہر میں خدا کو رہنوالا ہے
 عروس مرگ ہم آغوش ہے چو پتی نہ چالا ہے
 لحد میں جسم کس نہ ہو گیا پر زخم آلا ہے
 وہ سی وہ دھڑی ہو ٹونہ نافرمان لالا ہے
 نظر آتا ہے پہلے کوہ آخسر کو نوالا ہے
 فلک فی کھلی میں سانپ کی زلف کو ڈالا ہے
 کہ طفل اشک چشم ترمی گودی کا پالا ہے
 تری شرکان کا نشتر امی جفا جو دیکھا ہالا ہے
 مرا ناظر اب دیدہ روزن میں چالا ہے

دو بالا کیوں نہ خوشن قمر سے نور کا لون کا
کہ ہائے سو کہیں پور تری کا لون کا ہلا ہے

۲۳۲ نہ یہ غطفین نہ یہ سمنون نہ یہ پیرایہ بندش
ہمارا طور عاشق کے طوروں ہی نرالا ہے ۱۴

دولائی کا جو آنجل آپ فی سینے پر ڈالا ہے
یہ ملبوس کد اپوشاک سحر منعم کی اعلا ہے
میسر وقت پر جو ہو وہی اعلا سے اعلا ہے
لباس بزم منعم سے یہ سر سبزی میں اعلا ہے
ترقی محکومہ دونی ہو گئی اس خاکساری سے
مری بین سب خدائی میں بتو کی سرودہری سے
دل افسردہ کیا چل ہی پوشاک تجل سے
بسر ہو جاتی ہے دونوں کی دونوں گرم تر ہے
کہ ورت سو صفا سو فرق ہو جاتا ہے تو بین
علا پر خلعت نوباغ میں باد بباری کو
تجل سے نکلتی ہیں گر خاک اور تری سے گہرین
پیسے بات ہیں سارے سواران صندوق کر اندر
کمرین رنگ سر چاک تن پر گرد گہر زندان

۲۳۳ دو شاہ بانہ کر جادوین عاشق کے
کر قافیہ دیوان کا خلعت ہشالا ہے ۲۵

ایلا میں ڈاکرا افسوس پر حسرت ہو سکتا ہے
مراد دل چاک ہی پہلو کے میری نہ توکتا ہے

چلے ہو تم جو کلاشت چمن کو پاؤ نازک ہو
 کرام کا تین تین یا کہ تصویریں میں کاڈ ہو
 زمین و آسمان کا فرق ہو اوس مل دسو ہو
 سوال و مل کو سکر خفا ہو کر یہ کہتے ہیں
 خدا حافظ ہو اوس ہو کر کارہ چلو میں
 صد آتی ہو میرے دل ہو باہر چش خون لی
 اندھیر تر یک لمحہ کے گھر ہو شکل ہو پہنچ جانا
 کر مٹی نہیں اوس گل کی ہو نہ ہو تصویر کو
 ہزاروں کروٹیں لینا ہو کہ اس پو سو اور
 پتا دیتی ہیں سیر دل کا سا کون شعلو کے
 خرابی ہو دل مجروح کی کیا سخت جانی ہو
 نظر آتا ہو مے میں چاند عکس ہو ساقی ہو
 جھپک جانی میں آنکھوں کے پھل شک کو را
 صدائو نالہ شبگیر سے ہو برق اندازی
 تماشا گاہ وحشت ہو گیا سودا کا کل میں
 کلید رشک ہو پکتا ہو دل جلتا ہو حسرت سے
 ساقی پر ہو سے مائل کہ ہو لو دین دنیا کو
 ہو دل میں ہل رہا ہو ہر دم شک آنکھوں میں

تباہ گل کا دامن ابستہ ہم سے سکتا ہو
 سری تحریر قسمت دیکھ کر دلوں کو بکتا ہو
 بہر کوں میں نظر آتا ہو یا آراجمکتا ہو
 یہ دیوانہ جب اپنی بزمین آجاتا ہو کتا ہو
 او دہر چوٹی لنگتی ہو دہر گئی ہو لکتا ہو
 سو جاتا ہو پانی رنگ میں جس طرے پکتا ہو
 یہ منزل کا کو سوں ہو سافر ہمیں تکتا ہو
 سافر بے پو جاتا ہو رستی میں جکتا ہو
 جگر میں درد آتا ہو اگر دل سے سرکتا ہو
 نظر آتا ہو پٹے سے جو انگارہ بکتا ہو
 عجب یہ رخ بسمل ہو کہ برسوں ہو پکتا ہو
 خط پیار ہو یا آرا چاندی کا دکتا ہو
 پلک پڑتی ہو جیسے کوئی لڑکے کو تپکتا ہو
 پلک جلتی ہو جیسے دور ہو توڑا چکتا ہو
 چمن پھولا ہو داغ جسم ہو جگل مکتا ہو
 دہر ہوڑا لپکتا ہو او دہر شعلہ لپکتا ہو
 جوانی نشہ ہو لیکن کوئی ایسا بکتا ہو
 نہ پیشہ نہ نہ بکتا ہو نہ یہ ساغر چمکتا ہو

کسی دن اکل غریب بخارا پناہ کالین کے جرات دل کی تازہ ہو گئی چشمِ خماری سے نکل جاؤ کہیں یہ روح تنہا دم کو گشتوں میں بدن کی ہڈیاں جل جل کر چوہہ ہو گئیں شاید ضیغی میں بدن کی ہڈیاں ہیں چاک کی ہو قریب خط ہوا برویا خضر توار کینچے ہیں تعلی کی ہو یہ صفوں عالی کو تجس میں	قیون میں ہلاؤ کہیں کوئی ہو لگتا ہو مزا دیتا ہو جتنا زخم کا انکسور پکتا ہے چاہیں تکیے وہ زانو سو کے نیچے سے سرگتا ہو جہان پڑتا ہو آبِ اشک سارا جسم پکتا ہے جہان جامہ ہوا اکنتہ ہر اک جاسو سکتا ہے عوض جو ہر کر اس شمشیر میں سبزہ لگتا ہو کہ پاؤں فکر میں اب خار سد رہ کا کشتا ہے
---	---

۲۳۴	کسی کا محور تھا عالم ارواح میں عاشق پڑے اچھوٹا کیا ہون ازل ہوا سکو سکتا ہو	۱۵
-----	---	----

بہری ہو کان میں ہر گل کو داستانِ میری ملا کوئی نہ زمانے میں دوسرا دشمن ہوئی ہو میری فصاحت زبانِ زو عالم رہا بہشت میں چرچا جو میری قصے کا نہ قطع ہوا دشمن ہی میرے مرنے سے مرا بیان نہیں ترجمہ ہے مصحف کا شبِ فراقِ انوتی تو گم ل کے کیوں مرنا ستمِ خوشی سے میں جانِ خیزن پہ ہوتا ہوں فلکِ زور ہی پس کیا جانتا شک	فصیح تر کہیں بلبل سے ہو زبانِ میری حسود جا کے شکایت کرو کمانِ میری سخنِ سخن ہو مرا اور زبانِ زبانِ میری بڑی ہی فسانہ محشر سے داستانِ میری وہ ہڈیاں ہیں ہما کی یہ ہڈیاں میری زبانِ یار سے ملتی ہے کچھ زبانِ میری نصیبِ زارِ انوتین یہ ہڈیاں میری وہ دل لگا کے جوشتے ہیں داستانِ میری یہ زندگی ہے مگر بہرِ امتحانِ میری
---	---

<p>کہ کچھ گلون سو ہو مطلب بلبون سو غرض جہان میں اونہیں کوئی نقصہ دلچسپ عروج فکر کا ہوتا ہے کہ نہ مشقی سے کیا ضعیف بہت جلد دور و فرقت سے مری طلب سو یہ بوسے مل تو میل کی شب</p>	<p>عبث تلاش میں پرتا ہو باغبان میری جہان سنو وہیں ہوتی ہے ہستان میری ہوا جو ہر طبیعت ہونی جو ان میری بہار حسن صنم کی ہونی حسن ان میری خموش رہیے نہ کماؤ اپنے زبان میری</p>
--	--

۲۶

سبا شے کا ارادہ میں کیا کروں عاشق

۲۳۵

زبان یار کسان اور کسان زبان میری

<p>صد افراہ کی آتی ہو چاک سینہ گل سے ہر اک شو کی جہان میں قدر ہوتی ہو تقابل سے گرفتاری وہ آفت ہو کیا گو ضبطائے کو ازل سے سد باب محبت محبوب کرنا تھا غبار جلوہ کہ میں ہو یو باغ خلد آتی ہے ہو یو آٹا سو سپر استخوان جبے رگ دون میں مرے دغون میں ہو گلزار ابرہیم نقشہ یہ بعد دفن ہی دریا بہا یا اشک کا میں نے خبر پائی چمن سو کا کل دلدار کی منے فقیروں کا ہو کیم اپنے اعضا پھر دیتا سستی کی کبھی نوبت نہ آئی بزم جانان میں</p>	<p>چمن میں کوئی گل ہو لڑنے گلچین ن بلی اوسو لطف ترقی ہو بڑا ہو جو تنزل سے صد افراہ کی نکلی شکست باللیل سے ترقی ہو گئی غیرون کو حضرت کو تجا بل سے چمن فردوس کا کلمتا نقش نعل لیل سے ملا تب قرص نان داغ دل خوان تو گل سے بظاہر آگ ہو لیکن چمن ہو کثرت گل سے شہابہ قبر کے تختے ہو یو مین تختہ پل سے لگایا تار برقی آتا زلف منیل سے نکلتے مین غمی کی کام غیرون کو نکل سے داغ ایسا پریشان ہو گیا شیشے کی لعل سے</p>
---	--

<p>جہاں میں لوگ یوں ہو جاتے ہیں اندر تو کھل نہ نکلا کچھ طبیعت سو نہ نکلا کچھ کا کل سے سمندر پر نکالی راہ پہنچے آہنی پل سے اشارہ ہے کہ وہ بہتہ جو محض تار کا کل سے یہ جہاڑ اخون کا ہو کچھ لیکن تامل سے روش پر صبح کو چتر کا وہو گا فون بلبل سے چمن میں بقیہ نقش نکلتا خاک بلبل سے زمین آسمان کا فرق ہو میزان ہو تل سے اودھانی کو جیکے تو جبک گیا سربار کا کل سے عیان ہو خندہ و بزم میں شیشو کی قفل سے وہاں قمری کی کو کو سو یہاں شیشو کی قفل سے اگر اک خاک کی چٹکی ملی باس تو کل سے غرض ہو فقر سے ہو کو نہ مطلب ہے تمول سے نہ نکلا نیکے پستلی دیدہ ہو گریاں بلبل سے</p>	<p>منا ہو کل زر سے ہوتی ہو قوت بصارت کو ہمیشہ رستی کا آپ کو دعویٰ رہا لیکن خیال ابرو عشاق میں کیسی جبارت کی بنا کر بال کا چیلہ مقبہ کر لیا سب کو نہ سچا نا پڑ ہو تجیل کیوں ہو قتل عاشق میں کسی گل پر بہن کی کل چمن میں آند آند ہو جو عشق گل میں لڑ کر تو کر تو آپ جل جاتی تمہارے حسن کا پلہ جو مہر و ماہ سے بہاری گرا میں پانون پر افک گرودہ پانون پر میر کلام در محل پر صاحبان طرف منہستے ہیں بہار آئی چمن میں بزم میں اک شور بر پا ہو فطاعت کی ادوی پر جان کر اکسیر سے بہتر گذر گاہ جہاں ہو ہم گذر جانی کے طالب ہیں خزان میں بھی تصور کل کا آنکھوں میں ہوا ہے</p>
---	--

۲۵

قیسوں میں گریو عاشق زبا چہ جسطح دہ تو غمیر
 خدا حافظ یہ جمع کم نہیں سوزی کے چنگل سے

۱۳۶

<p>ہوا کو ناکہ پہ لیلی سوار آتی ہے عوض میں اشک کے پانی کی ہار آتی ہے</p>	<p>پہر کی سال جنون زبا بہار آتی ہے ہماری آنکھ سے یاد آ بشار آتی ہے</p>
---	---

پہنچ موت کا سامان ہر کھل بچے تو کیا
 نہیں یہ بچہ میں ہر دم ہوا کر سناٹے
 پیادہ گھر سے چلے ہیں جو کو سے قافل کو
 وداع یا رستہ نہائی کا ملال نہیں
 بہار داغِ محبت سے دل سے مستغنی
 سمجھئے شاید گلِ نصرتِ عروس بہار
 گلزارِ مینِ طعن نہیں جب تک گئی نکلت
 تماشا گاہ بہار عدم یہ ہے بقید
 خدا سو وصلِ صنم کی دعا معاذ اللہ
 کریم وہ ہے کہ جو دے کے منفعل خود ہو
 ہوا میں تنگ نکیرین سے تو یہ بولے
 دعا قبول یقینی ہو کون سی ہو گہری
 بہت تر تپا ہو راتوں کو دل تو کتا ہو
 مجھے مٹا کے صفائی ہو کیا قبول ہے
 کراہتا ہو جو زلفون میں لے تو کتنی ہیں
 طلب ہو بار کے دربار میں نہارون کی
 مصالحِ جسمیں ہے بندوں کی نو وہ چٹا
 کبھی جو فکر میں رکھتی ہو سر کو زانو پر

وہی بلا سے شب انتظار آتی ہے
 تلاشِ قیس میں لیلیٰ پکار آتی ہے
 چہری وہیں سو گلو پر سوار آتی ہے
 شبِ فراق مری غمگسار آتی ہے
 سوالِ گمشدہ جنت سے عار آتی ہے
 نسیمِ صبح چین سے قرار آتی ہے
 یہ روح جامد تن کو اوتار آتی ہے
 گلے سے طوقِ ہی قمری اوتار آتی ہے
 مری دماغ سے اجابت کو عار آتی ہے
 کرم کو محبتِ سائل سے عار آتی ہے
 ابھی تو پرسش روز شمار آتی ہے
 کبھی وہ رات ہی پروردگار آتی ہے
 تھر کہ صبحِ شب انتظار آتی ہے
 ہوا سیلے ہوئے میرا غبار آتی ہے
 کہیں صداغِ غریب الہیہ آتی ہے
 امید ہو کہ ہماری ہی بار آتی ہے
 تری صورت دعا شرمسار آتی ہے
 طلب میں نکلت مشک تار آتی ہے

ہزار باغ دل داغ دار ہے کیسی تمہاری خال سیہ کی وہ تیز ہے تریاک ہزار بار چٹے پر نہ رہوے گل دکھیا دھک زمین میں ہوئی نہیں ہر چلنے سے	نہ بوسے گل ہو نہ صوت ہزار آتی ہے جما ہو دیکھ کے بے اختیار آتی ہے ہمیشہ قید میں ہم کو ہزار آتی ہے صدا ہو گریہ اہل مزار آتی ہے
---	---

۲۳۶	بہک نہ جائے کہیں تو پکارے عاشق تری تلاش کو موت اسے نزار آتی ہے	۱۳
-----	---	----

بدلی منیہ کو بادہ برس فصل گل کا جوش ہے کبھی ہم کبھی محشر ہوا یہی یا نہیں کیا سب پر یا بلبل کا اثر ہوتا نہیں سیکھہ سڑیہ کی کیفیت کمان لذت کمان دست نازک سو ہو گا قتل وحشی آپ کا سر میں اوس ہفک کر شانہ کر تو قتل ہو شعلہ رخسار جانان پر پڑے کیونکر گاہ نا توانی سے نہایت قتل کا مشتاق ہو میں جہان پونچا نہیں پونچا فروغ مہر ماہ بہ گیا دریا غلش ہو ایک نوک خار کی خال کا تار اندھ کیا ایک جسم صفا پر نا توان ہوں فکر مر کی نہیں گلگشت میں	ہو خم گردن لبالب مجھ سادریا نوش ہے صور اسر فیل فی پوکا تھا اتنا ہوش ہے باغ میں جو گل نظر آیا سدا پاگوش ہے جس طرف منہ اوٹ گیا آواز نوشا نوش ہے جسم لاغر اندون داغون سو چون پوش ہے کتنی ہر مشاطہ سر کسکو وبال دوش ہے دیدہ مشتاق کا پلکوں ہو گھر خس پوش ہے بار ہر گردن کو سر گردن وبال دوش ہے میرے صحرائیں چراغ عقل تک خاموش ہے کس قدر خون کھ پا کا جنون میں پوش ہے یار بھی ترک فلک کی شکل طلح پوش ہے آتش گل سے بدن کا پوست بالا پوش ہے
---	---

یار سے عاشق مقابل ہو گیا گلگشت میں

۱۶

و اگر پولون سو ہے داغون تو یہ کل پش

۲۳۸

گفتگو شننے کو انکی دل ہر پا گوش ہو
غیر دودی تو نیم گردون میں بخو کی نہیں
ایک ذرہ خاک کا پنا پنا نہ کو سے یار میں
بے نیاز کی سہی سہی سو نہ اوٹے کا یہ زار
کیا شب فرقت کو تہہ سو جہا کہیں جلد میں
سیر و ناو سو قیامت آگئی ہے دہر میں
بن تروی ای گل چین میں بوجب فسرگی
چہا تیون پر عباسے حیرت ہو کشوری یار کی
وصل میں سیاب کی صورت نہیں لہو و کار
وصل میں لپٹا نہیں سکتا نہ آکے آوین
ہیں شنگو بزم میں شوخی ہو آکھیں یار کی
حیرتی ہوں روشنی گہر میں مری آتی نہیں
لاکھ محشر آرزو سے وصل میں ہو جائینگے
نے کی صورت بنگو ہین پرست گمل کرتی خون
صبر کی تاثیر ہے افزون کہیں فریاد سو

چاک سینو کا نشان سرت آغوش ہو
سیر و سہرین اب ہوا یاروہ سرچش ہو
کیا غبار اپنا ہو اکو ہی وبال دوش ہو
روح اپنی چار غصہ کو وبال دوش ہو
جو کلاہ سرتی کل تک آج وہ پا پش ہو
حکم اسرافیل کو پہنچا تھا پر خاموش ہو
آتش گل سو چراغ لالہ تک خاموش ہو
کس حفاظت کو لیے سر پوش پر پوش ہو
جبک ٹھایا گو دین خالی مرا آغوش ہو
کہتے ہیں وہ یہ فشار قبر یا آغوش ہو
بات اولیٰ ہو نزاکت سو دہن خاموش ہو
خانہ تصویر میں جوشع ہو خاموش ہو
مرگ یوانی ہے جو کھولو ہو آغوش ہو
بہرین میں بعد مدد ہی فغان کا جوش ہو
ای تو قہر خدا میرا لب خاموش ہو

ای سحر شک کی ماہی خیر لیتے نہیں

۲۳۹ آج عاشق سے عروس مرگ ہم آغوش ہو ۲۰

افت کچھ آج کی بنین قاتل کو ساتھ ہے
 بیٹھے ہو تم تو سینہ شفات میں ہو دل
 لاکھوں فروغ عاریتی سے چمک گئے
 چین جبیر کو قرب ہو ابروی یار سے
 دکھیا نہ درد کا بھی کسی ایک سو نباہ
 ہلکو پسند جیسے ہیں ہمدرد کے کلام
 نانہ نکل گیا جو کبھی زلف ہل گئی
 رکھا ہر رخ کو اوس بت کم سن ہاتھ پر
 بلی کا ساتھ قیس نے چوڑا نہ دشت میں
 رخ پر نشان ہو سہ جو دیکھا تو غم ہو کیوں
 زخم جگر میں کاوش شرکان کا ہو خیال
 دونوں کنچین گے یار جو کھینچے گا جسم سے
 امید دید یار سے مایوس ہونہ قیس
 نزدیک لب کو سنبہ خط کی نمو ہوئی
 سنگ فرار ہاتھ ہے سینے پر ضعف سو
 ظاہر میں ساتھ چوٹ گیا بعد قتل کے
 کو کیو اوٹھا کے آئینہ پندار کیا ضرور

مدت ہو شوق قتل ہو دل کو ساتھ ہے
 مانند عکس یہ بھی مقابل کو ساتھ ہے
 جس طرح روشنی مہ کامل کو ساتھ ہے
 ناخن بھی اسے عقدہ مشکل کو ساتھ ہے
 ہمراہ ہے جگر کے کبھی دل کو ساتھ ہے
 کیا دل کو حشوق شور غنادل کو ساتھ ہے
 جھنکار کی طرح یہ سلاسل کو ساتھ ہے
 تازی ہربات رحل حمائل کو ساتھ ہے
 مانند گردیاں کی محل کے ساتھ ہے
 یہ داغ عارض مہ کامل کو ساتھ ہے
 نشتر بھی ایک آبلہ دل کو ساتھ ہے
 پیکان او سکے تیر کا بل کو ساتھ ہے
 جو نکا ہوا کا پردہ محل کو ساتھ ہے
 آب حیات اتو ہلاہل کو ساتھ ہے
 بیمار ہون میں دق بھی محو مل کو ساتھ ہے
 مقتل میں تن ہو روح تو قاتل کو ساتھ ہے
 لطف غرور یار مقابل کے ساتھ ہے

ہے جی سو محکو شوق برون ہو نہاہ کا
عقدہ جہان ہو عقدہ کشا ہو دہان ضرور
مدت ہوئی کہ درد مرے دل کو ساتھ ہے
ناخن ہیں ہیں گردہ و انا مل کر ساتھ ہے

۲۱

پرتا ہو جاے دفن کی عاشق تماش میں
مرتا ہو اسکو عشق یہ سنزل کر ساتھ ہے

۲۲۰

نوجوان شکل جو کھنچ جاوے بدن پر کھنچے
زخم کھنچ جاوے تو کس رنگ سے تیر کھنچے
رکھہ مشاطہ گیسوے گرہ گیر کھنچے
بعد مرنے کے کیچے سوکھی تیر کھنچے
تیل پانی کی نہ آئینے میں تصویر کھنچے
بند ہو جائیگا و کیونہ بہت تیر کھنچے
نوجوانوں سے نہ اتنا فلک پہ کھنچے
پہرستے ہیں عاشق گیسوے گرہ گیر کھنچے
تیر ترکش سے کھنچے میان ہو شمشیر کھنچے
خیم ٹمانوں میں سوا ہوتا ہو جب تیر کھنچے
بے حجاب آپ کی کس شکل سو تصویر کھنچے
دل نکل آئے گا ہمراہ اگر تیر کھنچے
چاہیے شہر میں گھر گھر تری تصویر کھنچے
دار پر ترک فلک ہی پئے تغیر کھنچے

عمر گزرے تو مرے صنف کی تصویر کھنچے
کیا قاتل نگہ یار کی تصویر کھنچے
سانپ کی طرح پلت پرتا ہو یہ غصے میں
ہم تو آخر ہوے اونکی نگہ اول میں
چاکنی باتیں نہ کرو تیج کو منہ نہ توڑ میں
چلتا ہو ناوک شرکان کشش ابرو سے
کیسل ترکون کا شین آہ جگر و وزانگی
درد پر بستہ زنجیر پریشان احوال
اک نظر دیکھو جو او سکے نرہ و ابرو کو
جھک کو ملتو ہیں ضعیف اور ہی مغرور ہیں
جب لٹو ہیں نقاب آپ تو اتا ہو حجاب
کچھ بہاؤ انکے سے زخم جگر کا جس طرح
روغن محض ایجاد ہے نقشہ تیرا
نظر بد سے بچے دیکھو تو کہینچوں آہ

<p>آپ کے نقشہ پوشاک میں ہر طرف بہار سمیے کا سیدہ بھی کنچ جائیں ابھی پلو میں وقت خنجر ابرو میں جو ہو با وہ کشتی ہوں وہ تفتیدہ جگر تیغ ہو جلا دی کند داغ کر آپ کسی روز ہوائی دیکھیں ایک ابرو جو بلا دل نہ ہوا دھڑکے</p>	<p>کنپنچین دمال کی تصویر کشمیر کہنے روغن کاہ رہا سے جو وہ تصویر کہنے قتل کو موج مے ناب کی شمشیر کہنے دہن زخم میں آب دم شمشیر کہنے میری آہ دل پر سوز کی تصویر کہنے ایک شمشیر کہنے دوسری شمشیر کہنے</p>
--	--

۲۴۱	سال ہر گھر میں بسر ہو کہی عاشق کی خود بخود دل طرف روضہ شمشیر کہنے	۱۶
-----	--	----

<p>شبصال میں چونک اوشو وہ سویر تو وہ ناتوان ہوں کہ ہر آنکہ کہو لٹا شکل جو شب کو جاؤں تو کہتے ہیں نہ رہو آنا شب وصال گذرتی ہو کس بہتیر میں ملا ہوا آنکہ کا بوسہ پرے جو گرداؤں کے وہ تیرہ نخت ہوں وہ جہانک کر پری درے طناب خیمہ گردون کو کاٹ دوں گامین جد ہر کا قصد کیا میں نے ہر کے رو کی راہ ہمیشہ کو بچ گیسو میں کی بسر میں نے ہمارے دل کو وہ لپیٹیں ہر دیتے ہیں</p>	<p>نہن نصیب کیلے الٹی میری سے ہزاروں آؤ ہیں چکرنگاہ پیری سے سحر کو کہتے ہیں کل آئیے سویری سے کہ روشنی سے ہر شرم او کو ڈرانہ پیری سے ہر شکار کیا ہم نے آج پیری سے سیاہ خانہ جو دیکھا ڈرے اند پیری سے قیامت آئیگی نکلے جو وہ نہ ڈیرے سے وہ آئے لاکھ سماجت بہت سا گیری سے بہلا میں خاک ڈرون قبر کا اند پیری سے کہ نزع مال کا گٹ جا کی تو پیری سے</p>
--	--

اور اسے: اسو شام کو بیریو سے
 نہ آئے تم سے گزرتی کبھی سویریو سے
 نگاہ صاف نکلتی ہو کیسی گہرے سے
 یہ سانپ وہ ہر نہ کپڑا گیا پیرو سے
 جیلے نہ باد خزان پارا یون پیرو سے

تمہاری کا کل شہر نگین ہوتا دل
 باریا صبح کو تنے تو شب سے آیا مین
 غضب ہو آپ کی بنگان نیزہ باز کی فوج
 مہسوں چلانے کسی کا تمہارے گلیو پو
 ہمارے تیجے ہو دشمن بلغمین جانا

دکھایا خ کو کمر کی نچاک نے اسے عاشق

۱۷

ہلی جو زلف نکل آیا چاند اندھیرے سے

۲۴۲

رونق چمن میں خاک ہو مر جہاں پھول سے
 بس پتی ہو زبا بے گل ہو پھول سے
 صفحہ کی جسطرح ہوئی شہرت نزل سے
 اب آپ وہ او پتو میں زلفوں کو دل سے
 بچتا ہے آؤں کہیں سینے کی ہرل سے
 ابلاغ حکم بہت نہیں ہوتا سول سے
 یا قوت ہو جب میں تو عارض میں پھول سے
 زنجیر کہیں چون پٹ اوکڑا آؤں میں چول سے
 دروازہ آپکا ابھی پٹ جاو دھول سے
 کو سون ابھی ہے در شان قبول سے
 اچانک کلام ٹپکا نا فضول سے

تخلص کے دل کہیں نہ کلام ماول سے
 پتلی اوشا قی ہے گل عارض سو یون مر
 جتنا گشتایا خ کو ترے بڑ گیا نروغ
 سوے دراز یار کا ہے مختصر یہ حال
 تیغ نگاہ یار کے آگے نہ جائے
 قاصد کے کہیں پیام زبانی بہلا دیا
 قدرت خدا کی ہو تری چروہین رنگے بو
 جو میں جنون میں تخلص دربار کیا ہو مال
 غیر دانہ مہر نہ لیلو تو بن یہ اور خاک
 پلہ ہزار تیر دعا نے کیا تو کیا
 کیا مختصر یہ نامح ناضل کا ہے جواب

<p>جس سے کہ آسمان وزمین نے ابا کیا سودا چشم یارمیں جن کو ہبگا دیا پریش کو آنے رحم جودل میں سما گیا گو آسمان نے مجھ کو چڑھایا اگر ادا دیا اوٹھا ہو کچھ ہی لطف تھا شا تو وہ کہوں</p>	<p>اوٹھا وہ بار عشق کا مجھ سے جہول سے جھپکی کبھی نہ آنکھ مری چشم غول سے پیدا یہ اتحاد ہوا ہے حلوں سے خصلت ہوئی ملک کی صعود و نزول سے پوچھو نہ باغ و بہر کو مجھ دل ملول سے</p>
--	---

۲۴۳	<p>عاشق غم حسین بین بہترین میر و اشک اس غم کی آبر و کوئی پوچھے بتول سے</p>	۲۹
-----	--	----

<p>محرم طلعتی آج نظر آئی یار کی بگروہ میں یہ آب ہو دندان یار کی یہ نظر ہوئی مجھے پا پوشش یار کی بالیدگی نپائی جو پستان یار کی مست فنا ہوا جو گیان شہ وجود رونے سے میرے گر گئی دیوار تقہ کیا اعتبار تن کے عناصر میں خاک کا تا بوت پر نہ آئے نہ پوچھا حیات میں آہستہ چلیے گور غریبان سے راہ میں چھپا یہ آسمان نے کہ ٹوٹی ہیں پسلیاں آسائش وطن کی نہیں قدر آپ کو</p>	<p>باز نظر نے سونے کی چڑیا شکار کی مٹی خراب ہو گسرا آبدار کی تقدیر ان دنوں میں یہ چمکی ہے تار کی یہ غم ہوا کہ شق ہوئی چھاتی انار کی ہچکی نہیں صدا ہے شکست خمار کی یہ سیل کاٹ دیتی ہے جڑ کو ہسار کی دیوار ہے یہ خانہ نا پایہ ار کی پیدل کی کیا سنیں نہیں ستر سوار کی بر باد خاک ہو نہ کسی خاکسار کی ایذا اوٹھائی زسیت میں لٹو فشار کی سینے مصیبت ایک غریب الد یار کی</p>
---	---

وحشت ہوئی انہیں ہی جو دیکھا مہاجرون
 ہوتا ہے سنگسار جو عین بہار میں
 ہیرے سے دانت دیکھ کے یہ دل میں کٹ گیا
 جی بھر کے چشم ببار کو دیکھا یہ ایک ہل
 مجھ دل جلے کی خاک سو پاتی میں آگ لگ
 جوش جنون میں شب کو جو دیکھی ہو چاندنی
 کہینچا جو تار زلف تو رنگ نکا اور کیا
 آنسو بہا جو بار کا دیکھے سے یہ حال
 بیمار ہوں تصور پستان یار میں
 رحم آگیا جو آئے فرشتے مزار میں
 مشتاق وصل بابر کا باقی رہا نشان
 آنکھیں جب کا کے سنتے ہیں شہاز میر گویا
 گل رو کوئی حسین نظر آتا نہیں بہین
 تازگاہ تار نفس تار جان زار
 انیشن ہے عشق زلف سو اعضا جو حسین
 سوکھے جو اشک آب احد پر سو کم ہوا
 کہیں ہی نام شہرین لرزے کی ہوس

مانند جیب اور ہنسی ہی تار تار کی
 تقدیر پوٹی ہے شجہ مہیوہ دار کی
 کشکول بن گئی گہر شاہوار کی
 برسوں کشک رہی مژہ آبدار کی
 زیر زمین سلگتی ہے لکڑی مزار کی
 سمجھا یہ گرد راہ ہے اوس شہسوار کی
 ٹوٹی گھنٹا سر رنگ بھار کی
 سو جی مجھے ستارہ و نہالہ دار کی
 تیار در دوسرے کا ہے پتی انار کی
 پرسش جو مجھے کی تو دل بقیار کی
 غالب سمیت جوڑ دین انیشن مزار کی
 بجلی چمکتی ہے سخن آبدار کی
 رات ایسی پہر گئی چین روزگار کی
 حاضر یہ سب ہیں شوق جو کچھ ستار کی
 مشتاق پڑیاں ہیں محد کے فشار کی
 چڑھتی ہیں اوترتی ہو چادر مزار کی
 کیا میری آہ گرم ہو ہے بخار کی

عاشق مجھے یہ خون ہر نشے کے نام ہوا

۲۴۴ کوٹری کوہی نہ لی کہی تاڑی کٹار کی ۱۴

<p>عصوتن اونکے خراٹے ہین کسی استاد کے کند ہر تیغ نگہ رونے سے مجنا شاد کے ہین فی حیرت سے نہ دم مارا نہا تو دیکھ کر فصد مجھ وحشی کی جوتیا عوض ملتا او سو ہین نے وحشت میں بدن سے جا بجا جاڑی سوترض ہون میں قیون کو کلام بوج پر کس قدر مشکل ہو میرے ائد رو کی شبیہ چپ گنو نظرون سو دم میں کیس کیس گلبند کیا مناسب غم ہوا نکا کیس و موزون بالین غم خوری سو مت گیا لطف بہار زندگی کو کہن کے باتہ سے تیشہ ہوا ایسا تنگ کام دنیا سے ہنین یہ شغلہ ہے آہ کا لے اوڑھی لی کو ہوائے سیر نیامی و فی</p>	<p>پیٹ پر سیلی ہنین جبر ہین یہ شمشاد کے آب اشک حشیم سے تیور بچے جلا د کے غسل سے اونکو وضو ٹنڈ ہی ہو فریاد کے باتہ کٹ جا تو لہو کی دہار سے فضا د کے وہ سناری ہین رہ دشت جنون آباد کے بندہ پرورد کر کیا ہین آپ کا ارشاد کے صاف اوتر جاتی ہین چہر مانی و ہزار د کے کیا شکو فے تے نہال گلشن شاد د کے شہر ہین ابروی جانان میں کسی استاد کے خوب پھل کھائے نہال گلشن ایجاد کے سنگ کو بدلو کیے ٹکڑے سر فریاد کے کیا جو اس خمسہ اپو حرف ہین فریاد کے کیا چلے جو نہکے نسیم گلشن ایجاد کے</p>
---	--

وصل ہے مد نظر عاشق مرے جلا د کو
قتل نامے سے کھلے فقرے سبار کیا د کے

قطعہ تاریخ طبع مکر دیوان جناب غفران مآب نواب میرزا والا جاہ
بہادر المتخلص عاشق تصنیف حکیم محمد علی خان متخلص مسیحی

کہا دل نے کہ بستان سخن ہے
کہ ہے جو لفظ وہ جان سخن ہے
عجب شوکت عجب شان سخن ہے
لکھا باب گلستان سخن ہے

۹۱ ۱۲ھ

ہوا مطبوع جب دیوان عاشق
زہے نواب والا جاہ کی فکر
ہے اک اک شعر رشک نخل طوبی
مسیحی نے اپنے تاریخ فی لغز

ایضاً

سنے دیار سخن کے شاہنشاہ
افصح ہند غیرت سبحان
باغ گویا کسلا معانی کا
صاف کاغذ بھی ہے سراپا نور
ہوا جاری زبان پر صل سلسلے
لکھو باغ دیوار اب دیوان

۹۱ ۱۲ھ

وہ حضور جناب والا جاہ
نور عی المعنی بلخ زمان
اونکا مطبع میں جب کلام چپا
کاکل حور ہین جواو سکی سطور
بے خزان جس نے وہ چہمن دیکھا
ای مسیحی ہو جس سے سال عیان





بسم الله الرحمن الرحيم

غزل ہائے فارسی

جمع شد خاطر یاران ز پریشانی ما
ز جمتی خاک کشیدست ز پریشانی ما
مے ترا و درخ آئینہ حیرانی ما
یک سروے نہ گم گشت پریشانی ما
بالد از عنبر موقوف روحانی ما
بسکہ آئینہ خجل گشت ز حیرانی ما
بشکند موج تعب کشتی طوفانی ما
گلشن خلد نزد بہر غزل خوانی ما
چو شد از خاک بحد سر کہ پیشانی ما

سرنشہ سچا پس از بی سرو سامانی ما
سجد ہائے در تو و چند امت گردید
حال مارا طلبی آئینہ بردار و نگر
قصہ های سزلت تو بہ شب گفتم
نکمت زلف تو سرمایہ طاقت باشد
دستہ شد بر رخ چشم تماشا نہ کشود
اضطراب غم دل جان بسلامت نگذشت
بیل ناطقہ از باغ جهان لنگست
پاکداری اقتبہ چو ہمراہ رقیب

<p>دشت پر خار جنون گلشن جنت گردو مخمل تنیست آراست بجای تمام این سبک روی ماطرفه بساطی حسیده</p>	<p>حلقه خلد شود جامه عسریانی ما عجید کرد آن بت بی رحم ز قسریانی ما پرد از دوشش هواخت سلیمانی ما</p>	
۲	<p>چه جفا مانده کشیدیم بنیای عاشق داشت سامان بلا فانی مهملانی ما</p>	۹
<p>آغشته است ز آتش فرقت غبار ما دار و چین زباده گلگون بھار ما ساکن ز گشت بعد فنا اندر طربل تشبیه طول عمر خضر هم ز کوتاهیست ثابت قدم ز جانرو و بعد انقلاب از چاک چاک تن صدف دل لبانک در بر کشیم شعله رسنخه را به آرزو ای بت سواد دهند و خال خستند</p>	<p>سیاب می پرد در خاک مزار ما آواز قفل ست نشید ہزار ما پیچد درون شیشہ ساعت غبار ما خند و بر وز شر شب انتظار ما ہل بستہ است بر سر دریا غبار ما نیسان تراود از مژدہ اشکبار ما از سوز سینہ سیر نگردد و کسار ما فیض صفای صبح شب انتظار ما</p>	
۳	<p>عاشق سخنان دگر غنر ل شوخ ترازین ہمت طلب ز خامہ آہ و شکار ما</p>	۱۱
<p>امروز گویند نشان مزار ما پاسے سنہ بنہ ناز اگر بر غبار ما بین لالہ زار شد مژدہ اشکبار ما</p>	<p>خسرو در سد بگنبد گردون غبار ما سایہ بد او چہ سوخ سیر افتخار ما خون می تراود از زرگ ابر بہار ما</p>	

<p>خوکرده ایم باخشم صبر آزمای تو فمنی ز رنگ روی تو داریم از ازل حل کرد عقدہ با فلک ز ناخن ہلال حفظ غزال چشم تو محراب ابروت مایا فقیم وجہ عنایات ساقیا آبے بروے کار بیاریم بعد مرگ گریافت شیر و آید ابر بہار گل</p>	<p>آسود گے رمزد دل بے قدر ارا گل شد اگر ز سنگ جُدا شد شر ارا بارے اشارتے ز غلط ہم بکارا باشد حریم کعبہ پناہ شکارا آز رودہ ز شویشکست خسار ارا ریگ روان شود بہ پئے تو غبارا خون مے کند خار ز پائے فگار ارا</p>
--	--

عاشق ز عشق شدہ آفاق گشتہ ایم	خواہیم آن دے کہ نیاید بکارا
------------------------------	-----------------------------

<p>غیر عسی کے کسے ہرشیار ساز و مردہ را ہر کسے در خواب می فہم کلام مردہ را مے شمار نمیش بائے موج دریا بڑہ را یاد مے آید سبق طفلان سیلی خوردہ را این چنین درد ہر دل جوئی کنند آزدہ را در متلع خود ہند ہر شخص بر مردہ را مے فشار دینگے مرقہ دگر افسردہ را فرحت از حد می شود و انسان بازی بردہ را قوت پرواز گم شد مرغ باران خوردہ را</p>	<p>اصل بیجان و بدخون دل افسردہ را یافتہ از غفلت احوال دل افسردہ را نختہاے دل باشکم رنجت میجویم از ان مصرقان راہ توسط میروند از حادثات من ز جان ہزارم و یاران مٹا می کنند بعد مردن آبرو دارند اصحاب کیم زندگی در تنگناے دہر باعث گشت با ختم نرد و غادر خانہ آور و م ترا طائر نوزنگہ از گریہ ام بیچار شد</p>
--	--

یک جو خوردم شرابکار زو باقی بماند	تشنگی ساکن نگذو آب دریا خورده را
۵	<p>نیز سے شمشیر ابروزا آتش جنس گرفت عاشق آخرب سوز و تیغ آتش برده را</p> <p>۱۲</p>
<p>ظاہر مبین کہ ہست مقام دگر مرا نہ آسان من ازل پارینہ گشتہ اند در خلقت بشر بنود با ضعیفیم در زلف رہ زنان بکشاکش فتادہ ام لب و دھنم چو زخم من از اعتراف غیر خون جگر خورم عومض بادہ ناصحا با چشم التفات بدہ بادہ ساقیا مفریب با تواضع ظاہر کہ دادہ اند پابندی نظارہ رفتار یار من اشب ز اضطراب جگر تار جانست در بزم خاص خویش نشاندی قریبا</p>	<p>خوانند قوم قوم بنام دگر مرا سراج دہ با وج مقام دگر مرا بان آفریدہ بنظام دگر مرا از دام سے کشند بدام دگر مرا مثل زبان چہ دخل بکام دگر مرا تکلیف سید ہی بہ سرام دگر مرا شہار کن ز نقشہ جام دگر مرا از بہر بوسے لطف مشام دگر مرا خصت نداد دید خیرام دگر مرا شوق تو سے کشید بہ شام دگر مرا جادادہ بہ مجلس عام دگر مرا</p>
۶	<p>عاشق ز لطف ساقی خود چشم دو ختم جاسے بہ عنبر دادہ و جام دگر مرا</p> <p>۱۱</p>
<p>خون گشت دل از قطع امید سحر شب افزود صفایت بہ صفای تہر شب</p>	<p>اغلب کہ ترا دہ بہ شکم جگر شب نغزید بر خسار تو پاسے نظر شب</p>

چون شمع نیا سود ز آتش جگر مشب	تا شعله خسار تو بد و نظر مشب
فریاد که خون گشت غم دی جگر مشب	اے شوخ نمودی چو تغانل و گر مشب
در حسرت آنیم که آئے مگر مشب	ما عجز خضر صرف تنائے تو کردیم
از نخل قد یار بچید دم شمر مشب	تا مست مئے ناب باغوش من آمد
مظن است اگر لطف نمائی دگر مشب	دی از نظر روئے تو دل سیر شدیم
حیران تباشات که بوده قمر مشب	ثابت شده تا صبح نه جنبید ز جایش
بنمود تا شایع به عقب قدم مشب	رخسار تو در حلقه گیسو پریشان
داری تو مگر قصد بجای دگر مشب	چون شد که مرا از درت امر و زبراندی

عاشق محرم سچ کس از دوست نه بخت
موتے کمرش بود چو پیش نظر مشب

۱۴۰

که دو دو سوخته جانان بدر نمی آید	ز سوز سینه چاکم اثر نمی آید
چنانکه از لب زخم الحذر نمی آید	فغان گم زد لہم بدر نمی آید
بجز خیال تو ایشب دگر نمی آید	زوگی بردل زارم خطر نمی آید
ز آہ سوخته قسمت اثر نمی آید	به نور جلوہ سیہ خانہ ام نشد روشن
ز خویش میروم آن شوخ اگر نمی آید	بانتظار گدشتن تمام شب مشکل
کسیکه دل طلب در نظر نمی آید	ز دیدن ہمہ آفاق چشم پوشیدم
که کار املہ از نیش کر نمی آید	کشود کار ز شیرین سخن مدار امید
ز در پشت شب فرقت سحر نمی آید	بطل حیرت و حیرت فرود آمد

رسید برب تو حرف شور بختی ما	چنین نیک سخن از شکر نئے آید
قساوت دل آن هر دو شکفت انداخت	که کار سختی سنگ از شجر نئے آید
بانظار جواب تو رفت کار از دست	رسید پیک اجل نامه بر نئے آید
اگر وصل من زار خلوتی خواهی	بیاب سینه چاکم دگر نئے آید
یہ سنگ تفرقه برداشتم ز دنیا دل	بہ گریه که گے از شجر نئے آید

بہ جبر لب نہ کشودن بہ نالہ آسان نیست	۱۱
اگر بغیر ز عاشق اگر نئے آید	۸

جلوه بازلف و وفا خواہے کرد	حشر در حشر بپا خواہے کرد
مدت اہم سر جفا با دیدم	کے فریم کہ وفا خواہے کرد
نام خود را چو میجا گفتم	چشم دارم کہ وفا خواہے کرد
چون سوال نظر لطف کنم	تیر از شست رہا خواہے کرد
مست مے باشی و من ہم باشم	باز بنیم کہ حیا خواہے کرد
دل صد چاک بہ پیشیت آرم	شانہ زلف رسا خواہے کرد
اول از لطف فریبہ مارا	بہ بنیم کہ چسا خواہے کرد
بوسہ دادے و گفتی از ناز	قصرن دادم کہ ادا خواہے کرد
گوش دادے چو بخت اختیار	دام آن را کہ بمسا خواہے کرد
قتل روزے کہ ز دستت ناید	پنجہ رنگین بہ خفا خواہے کرد

عاشق از وصل نصیبت نہ بہند

<p>در نمازم بخدا پیش نظر روی تو بود رو بهر کو که نمودم دل من سو تو بود تیر از شست رباکر دوبه قریش من یاد ایام که سخن گشت شهرت و شست بعد مردن چو مراد اخل جنت کردند کشته خنجر نازت اثر رسم دارند رنگ وحدت سبب لعلت مایه جیون هر دم از وصل تو در سحر همی دارم یاد در شب وصل چو آئینه بحیرت ماندم شرح احوال سر زلفت درازست محال سر به جیب افکن و احوال جهان بگریو پیش ازین ملت و مذمب بجز الفت کی بود</p>	<p>شرف سجده ام از کعبه ابروی تو بود پیش هر کس که شدم جلوه از روی تو بود از تجا بل لب آورد که پهلوی تو بود سامری را سبق از نرگس عادی تو بود چشم و اگر دم و دیدم که سر کوی تو بود زیر افغی زازل و سینه ابروی تو بود سر بهر سنگ نهادیم چو زانوی تو بود این لبم بالب و این سینه به پهلوی تو بود عرق شدم و حیاتا سر زانوی تو بود بان مگر طول شب بجز چو گیسوی تو بود جام جم هم لعلت کاسه زانوی تو بود قبله هر دو جهان کعبه ابروی تو بود</p>
---	--

خزین جان جهان برق نگاهت چیست
 عاشق افتاده چو خاشاک سر کوی تو بود

منحصر

فرخنده نور خدا و شرف جمله نبی
 جبردا ختم رسالت با منی و ابی

اے خوشامولہ و ماوا و معلیٰ نسبی	مرحبا سید کی مدد سے العسری
دل و جان باد فدایت کہ عجب خجش بقیتی	
اے موخر تو بخشید خدا اقدم را	بھسرایا بد تو ایجا دکنہ عالم را
گو اصنافت باب این رسیدہ ہم را	نسبتی نیست بذات تو بنی آدم را
بر تر از عالم و آدم تو چہ عالمی نسبی	
حسن صورت چہ کنم عرض فدایت جانم	افضل از بوالبشر و غیرت یوسف خوانم
این چہ حرف است ترا نور خدا می آید	من بیدل بہ جمال تو عجب خیر انم
استادند چہ جمال مست بدین بوالعجبی	
دل پر دردم یخ زردم بس منفعلم	عقل خود را ز خود آزر دم و بس منفعلم
بہ اتعلیٰ بقیہ بردم و بس منفعلم	نسبت خود بسکت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بہ سگ کوی تو بس بی ادبی	
ماہمہ تفتہ روانیم و توئی آب حیات	ماہمہ سوختہ جانیم و توئی آب حیات
ماہمہ خشک زبانیم و توئی آب حیات	ماہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات
لطفت فرما کہ ز حد حے گذر دشنہ بے	
اے خوشا رتبہ ارضے کہ پذیرائی تو قیام	مرجع خلق شود مہبط و حے و الہام
تا قیامت نرو و منفعت عام مقام	تخل بستان مدینہ ز تو سہر بردام
زان شدہ شہرہ آفاق بہ شیرین طہی	
بہ خداے تو شود روح دل جان بنگر	بنگرای سبب عالم امکان بنگر

جرات عرض بخشا و بدینسان نگر	چشم رحمت بفلک سوی غریبان بنگر
اسے قسریں سے بے ہاشمے و مطلبے	
کے باوج شرف ذات تو اور اک گذشت	نور خالق شدی واسم تو از خاک گذشت
باکثافات عناصر مہین پاک گذشت	روز معراج عروج تو ز افلاک گذشت
بقا میکہ رسیدے نہ رسیدے بنے	
یا محمد عربیٰ مدنیٰ قرشنے	لطف کردی بین عاشق و از روفا
چہ شود گر سختم در حق دیگر شنوی	سیدی انت جیبی و طبیب قلبی
آمدہ سوی تو قدسی پئے در مان طلبے	
م	
<p>قطعه تیارخ طبع مکر دیوان جناب نواب سیراز والا جاہ بہادر طاب اللہ شاہ و جبل الجبۃ مشواہ المتخلص بہ عاشق طبع زاد منشی و ہنر پت را کے مختار سرکار نواب میرزا امجد جی حسین خان بہادر خلد اللہ حشمۃ و ابد عظمتہ</p>	
بوصف خوبے دیوان عاشق	زبان و اصف مطہریت قاصر
چچ پر سیدم سن طبعش نہ ہاتف	نذا آمد بگو منظوم نادر
	۱۲۹۱ھ
ولہ	
دیوان بے مثال عالی جناب عاشق	مطبوع شد مکر با خوبی و لطافت
کردم چو فکر سال ہجرے برای طبعش	آمدند امر ہاتف کو گلشن مہانت
	۱۲۹۱ھ

قطعة تاج طبع دیوان از شیخ اشرف علی تخلص بن

بفضل حق عجب مطبوع گردید
بیان شاعر شیرین سقائے
نوشته کلک اشرف بهر سائش
کلام عاشق تازہ خیالے
۱۲۹۱ھ

خاتم الطبع

الحمد لله الذي خلق الانسان وعلمه البيان كه اين ديوان فيض نشان جنبه مائش
افصح فصحاء العصر في كشف الاستار بلغ بلغاء الدهر في الشناد الاشعار حاجي
حرمين الشريفين زائر حضرت ابا عبد الله الحسين فضل الزمان اكل الدوران
نواب ميرزا محمد حسين خان بهادر متخلص به فكر دام عطا وده وزاد

ارتقا وده خلف نواب جنت تاب ميرزا والا جاه بهادر انار الله بهر لانه

ونور مرقد به تمام بنده محمدان ضعيف البنیان محمد عبد الواحد خان ولد

محمد مصطفی خان حم در سحر زمان و ان رونق طبع یافته

تاج غره شهري الحجة ۱۲۹۱ هجری علیه ختام پوشیده

مطبع طبائع شاعران رفکار و نم خور
ضامن ناظم ان مہار
گر و فقط



۱۸۸۶۲

داخله منسب